کشمیر

سازش کیس

پانچواں نمبر

جس میں دو وعدہ معاف گواہاں عطاء اللہ بیگ اور
زمان پریسے کے علاوہ مجیب اللہ بیگ اور چودھری عبدالرحیم
گواہاں کے وہ مصدقہ بیانات درج ہیں جو انہوں نے سپیشل
مجسٹریٹ صاحب جموں وکشمیر جموں کی عدالت میں دئے۔

قیمت [illegible]

شائع کردہ قانونی بچاؤ کمیٹی امیرا کدل سرینگر

کشمیر سازش کیس

رپورٹ ۶

زیر ترتیب ہے

ابھی سے اپنی کاپی
ریزرو کرالیں

قیمت
دو روپے

پیش لفظ

آج تقریباً دو سال سے پنڈت نیلہ کنٹھ صاحب ہک۔ سپیشل مجسٹریٹ اس استغاثہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ جو کشمیر سازش کیس کے نام سے موسوم ہے۔ کبھی کبھار اخبارات میں اس تحقیقاتی کارروائی کی جو بھی مختصر خبر شایع کرائی جاتی ہے۔ اس کا اندازہ جانبدارانہ ہوتا ہے۔ عام طور پر استغاثہ کا پہلو نمایاں کیا جاتا ہے۔

بد قسمتی ہے کہ ہمارے پاس نشر و اشاعت کے ذرایع محدود ہی نہیں بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس پر مقدمہ سے دلچسپی رکھنے والے لاتعداد احباب، عزیز و اقارب ملزماں مصر ہیں کہ کارروائی کی

جب جب اور مصدقہ رپورٹ ان تک پہنچے۔ مالی مشکلات کے باوجود قانون بچاؤ کمیٹی کوشش کرتی آئی ہے۔ کہ کارروائی کی مصدقہ رپورٹ شایع ہو۔ چنانچہ آج تک چار کتابیں موسومی رپورٹ ع۱ ع۲ ع۳ ع۴ شایع کر دی گئی ہیں۔ اس سلسلہ کا پانچواں کتابچہ آپ کے پیش خدمت ہے۔

اسمیں استغاثہ کی طرف سے دو گواہان سلطانی مسمی عطاءاللہ بیگ ولد سید اللہ بیگ ساکن سلطان پورہ کنڈی تحصیل بادھولہ و مسمی زمان پرے ولد عمہ پرے ساکن بلہ کوٹ تحصیل اوڑی کے بیانات کے علاوہ مسمی مجیب اللہ بیگ ولد غلام مرتضی بیگ ساکن بدکوٹ تحصیل اوڑی و چودھری عبدالرحیم ولد

چودھری دین سکنہ تحصیل مینڈھر
ضلع پونچھ گواہان استغاثہ کے
بیانات شامل ہیں۔

یہ بیانات ان کے عدالت سپیشل
مجسٹریٹ صاحب میں دیئے بیانات
کے مصدقہ نقول پر مبنی ہیں

غلام محمد شاہ

سکریٹری قانونی بچاؤ کمیٹی

سرینگر

د

کشمیر سازش کیس

رپورٹ ۶۴ء تک کی

چند کاپیاں موجود ہیں۔

خواہشمند اصحاب کارڈ لکھکر

منگوا سکتے ہیں

قیمت تین روپیہ

دفتر قانونی بچاؤ کمیٹی امیراکدل سرینگر

نقل بیان گواہ عطاؤاللہ بیگ

(گواہ سلطانی) مورخہ 23 ستمبر ۱۹۵۸ء

بعدالت سپیشل مجسٹریٹ صاحب درجہ اول جموں و کشمیر جموں

باجلاس مسٹر این۔ کے ملک ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مثل فوجداری۔ تاریخ دائرہ ۲۱/۵/۵۸

سال ۱۹۵۸ء تاریخ فیصلہ

سرکار بنام

مرزا محمد افضل بیگ وغیرہ۔ بجرم ۱۲۱ الف ۱۲۰ ب

بیان گواہ استغاثہ ۲۵ باقرار صالح۔ مورخہ
عطاؤاللہ بیگ ولد سعداللہ بیگ ساکن سلطان پورہ
پیشہ زمینداری عمر ۴۲ سال
بسوال کونسل استغاثہ بیان کیا کہ میں مقدمہ میں مجرم

صفحہ مثل عدالت

میرے خلاف وارنٹ نکلا تھا۔ اور مظہر کو گرفتار کیا گیا تھا۔ جو بمقام بارہمولہ کانی باغ کیا گیا تھا۔ جہاں میں لڑکا تعلیم پا رہا تھا تاریخ اس روز ۳۰ تھا۔ جس روز مظہر کو گرفتار کیا گیا۔ اسی روز رات کو مظہر کو سردار بلونت سنگھ ساکن کانی باغ کے گھر رکھا گیا۔ وہاں میرے ساتھ دوسرا ملزم زمان پرے بھی تھا۔ اس رات کو مظہر نے درخواست معافی لکھا۔ جب میں نے وہ تحریر کی اس کے بعد زمان پرے نے میرے سے کہا کہ مظہر اس کے لئے بھی اس قسم کا ایک درخواست تحریر کرے جو مظہر نے کی۔ دوسرے روز صبح نو بجے لاری پر سوار ہو کر ہم سرینگر پہنچے۔ ہمارے ساتھ ایک ہیڈ کانسٹیبل اور دو کانسٹیبل تھے وہ درخواست جو مظہر نے بابت معافی تحریر کی تھی۔ وہ وہی ہے جو مظہر کو اس وقت دکھائی جا رہی ہے۔ اس پر میرے دستخط ہیں (اس پر EXP. ۱۶۲ لگایا گیا) جو دوسری درخواست مظہر کو اس وقت دکھائی جا رہی ہے۔ وہ وہی ہے۔ جو مظہر نے زمان پرے کے کہنے پر اُسے تحریر کر دی تھی۔ اس پر (EXP 163 لگایا گیا) اس پر زمان پرے نے اپنا انگوٹھا ثبت کیا تھا۔ میں نے ہی یہ انگوٹھا اس پر اس کا کروایا تھا۔ میرا بیان سری نگر میں A.D.M کے روبرو دیا گیا تھا۔ وہ بیان مظہر کو اس وقت پڑھ کر سنایا گیا تھا۔ اور مظہر نے اس پر اپنا دستخط ثبت کئے ہے [illegible] بیانات پر اپنے دستخط شناخت کئے

اور بیان کیا کہ میرے دستخط ہیں بیان محررہ ۴ ۶/۵۸ اور بیان محررہ
۱ ۶/۵۸ پر میرے دستخط ہیں۔ وہ بیان محررہ ۲ ۶/۵۸ پر بھی میرے دستخط ہیں
(مسٹر لطیف اس پر اعتراض کرتے ہیں) یہ تینوں بیان میرے
صحیح تھے (بیان مورخہ ۴ ۶/۵۸ پر EXP. 144 لگایا گیا) مظہر کو
معافی ملی اور مظہر نے معافی کو قبول کیا۔ مظہر نے اس مجسٹریٹ کے
روبرو اپنی رضامندی سے اور بغیر کسی کے ترغیب کے بیان دیا ہے
کسی کے سکھلانے پر نہیں دیا تھا۔ مظہر آج بھی اسی خوشی سے اپنی
رضامندی سے بیان حلف پر دیگا۔ مظہر نے کلمہ شریف پڑھا ہے
میری شادی قبائلی ریڈ سے قبل آج سے عرصہ بیس سال ہوئے موضع
کھوئی ہلان علاقہ پونچھ جو کہ آج کل مقبوضہ پاکستان ہے ہوئی
میری شادی نصر اللہ خان کی بہن سے ہوئی تھی۔ افضل خان اور
وہ نصر اللہ خان آپس میں چچیرے بھائی لگتے ہیں۔ بیرن بیگ
نصر اللہ خان کا ماموں زاد بھائی ہے۔ کبیر احمد خان پہلے میرا
سالا تھا۔ اور وہ میری پھوپھیری ہمشیرہ کا لڑکا بھی ہے۔ قبائلی ریڈ کے
وقت میں یہاں ہی اپنے گھر میں تھا۔ میری بیوی ریڈ سے قبل اپنے
بھائی نصر اللہ کے ساتھ کھوئی ہلان پونچھ گئی تھی۔ ایک بچہ میرا اپنے
ساتھ لےگئی تھی اور ایک میرے پاس تھا۔ قبائلی ریڈ کے بعد
۲ ½ سال تک میری اپنی بیوی سے ملاقات نہ ہوئی۔ وہ علاقہ
مقبوضہ پاکستان میں تھا۔ اسلئے ملاقات اس عرصہ نہ ہوا۔ ۲ ½
سال کے بعد نصر اللہ خان اور میری بیوی نے دو نفر ریم اللہ

صفحہ مثل عدالت

اور محمد علی میری خبر گیری کے لئے بھیج دئے۔ مظہر نے موقعہ غنیمت سمجھا۔ اور ان کے ساتھ نصر اللہ خان کے گھر گیا۔ وہاں مظہر تقریباً اڑھائی سال دو سال تک رہا اور آخر عیال اپنی یہاں لانے میں کامیاب ہوا۔ جو ۱۹۵۲ء کی شروع گرمی میں ہوا۔ جس عرصہ میں مظہر وہاں رہا۔ اس عرصہ میں میری سجاول خان سے ملاقات ہوتی رہی۔ اور ہمارا دو چار دن سجاول خان نصر اللہ کے گھر ٹھہرتا نصر اللہ خان کا گھر پاکستان مقبوضہ کشمیر کے علاقہ میں ہے وہ سجاول خان پاکستان Secret Service کا افسر ہے کئی بار سجاول خان نے میرے سامنے اپنے افسروں کو ڈاک وغیرہ تحریر کی ہے۔ اور کئی بار لکھا ہے۔ مظہر کو شیخ محمد عبد اللہ ملزم حاضر عدالت کی گرفتاری کا یاد ہے۔ جو اگست ۱۹۵۳ء کا واقعہ ہے تب ہی ان کی وزارت کا تغیر و تبدل ہوا تھا۔ اگست سال ۱۹۵۳ء سے قبل مظہر نے ان میں سے مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت اور اس کے برادر مرزا غلام قادر بیگ ملزم حاضر عدالت، خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت، پیر محمد مقبول ساکن خانیار، پیر محمد مقبول بیگامی ملزم حاضر عدالت اور صوفی محمد اکبر ملزم کو جانتا ہے

سوال۔ نصر اللہ خان نے آپ کو پاکستان کی طرف سے کام کرنے کے لیے کبھی خط لکھا تھا۔

جواب۔ ماہ ستمبر ۱۹۵۴ء میں نصر اللہ خان کے دو افسر محمد افضل اور محمد علی ایک خط تحریری نصر اللہ خان میرے پاس لائے۔

صفحہ مثل عدالت،

(اس سوال پر مسٹر لطیف اعتراض کرتا ہے) اس خط میں تحریر تھا کہ موضع ہان میں سکیورٹی پاکستان کے افسر نصر اللہ خان کو کام کرنے کے لئے مجبور کر رہے ہیں۔ لہٰذا مظہر نصر اللہ خان کے ساتھ یہاں آ کر کام کرے۔ اس تحریر سے پایا گیا کہ نصر اللہ خان پاکستان Security کے طرف سے کام کرتا تھا (مسٹر لطیف اس پر اعتراض کرتا ہے) وہ نصر اللہ خان کا خط موجود نہیں ہے۔ ایسے خط کون موجود رکھتا ہے۔ مظہر نے نصر اللہ خان کو کام کرنے سے اس تحریر کے جواب میں انکار کیا۔ اس کے ڈیڑھ دو ماہ کے بعد مظہر کو نصر اللہ خان نے خود تحریر کردہ ایک خط بدست رحیم اللہ اور محمد علی مظہر کو بھیج دیا۔ اس میں بھی تھا کہ تحریر تھا مرزا صاحب (یعنی مظہر عطاء اللہ بیگ) اگر آج بھی کام کرنے سے انکار کریں گے تو ان کو بہت سی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑیگا۔ لہٰذا میری اخوت اور برادری اور رشتہ داری کو مد نظر رکھکر یہ خط میر مقبول خانیاری کے پاس لیجانا"۔ اس خط میں یہ تحریر تھا۔ کہ میر مقبول خانیاری کے ذریعہ وارثان، مرزا افضل بیگ، خواجہ علی شاہ، غلام احمد عشائی کا حبیب کارپس کر دیا جاوے۔ جو تحریر ہوگا۔ وہ میں یہاں سے بھیج دونگا۔ جب مظہر یہ خط لیکر میر مقبول کے پاس خانیار گیا۔ [illegible] اس خط کو پھاڑ ڈالا۔ اور مظہر کو کہا کہ خواجہ علی شاہ اور غلام احمد شاہ آزاد ہو چکے ہیں۔ بیگم فی الحال بیگ صاحب کے

منحرفین عدالت

متعلق ہیں کارلیس نہیں ہو سکتا (ملزمان کی طرف سے Contaments
کی نسبت اعتراض کیا جاتا ہے) ایسا میر مقبول نے مظہر کو زبانی
کہا تھا۔ کوئی خط نہیں دیا تھا۔ مظہر نے نصر اللہ خان کو لفظ بلفظ
جو میر مقبول نے بتایا تھا، خط میں تحریر کیا۔ ۱۹۵۰ء کے عید الضحیٰ کا
مظہر کو علم ہے جو اخیر ماہ جولائی یا آغاز اگست کو تھا۔ عید کا ان
سے قبل دو تین یوم نصر اللہ خان نے میرے پاس دو لفافہ شبر علی
اور بہادر بھیجے۔ انہوں نے ایک خط نصر اللہ خان کے تحریری
تھا جو میرے نام تھا۔ دوسرا ایک سبز رنگ کا لفافہ تھا۔ اس پہ
بخدمت عبد العزیز صاحب مراسلہ ابراہیم لکھا تھا۔ مظہر کو دستہ
جو نصر اللہ خان کی تحریر میرے نام تھی۔ اس میں تحریر تھا کہ عبد العزیز
صاحب دراصل کوڈ نام مرزا افضل بیگ کا ہے۔ اور ابراہیم
ملک دہان محمد خان جو پاکستان D. S. P. کا Secret ہیں
ہے اس کا کوڈ نام ہے۔ لہذا مظہر وہ لفافہ بیگ صاحب کے
پاس بھیج کر اسلام آباد لے گیا۔ وہ نصر اللہ خان کا میرے نام کا
مظہر کو موجود نہیں ہے۔ ایسا خط کوئی موجود رکھ سکتا ہے۔ مظہر
وہ خط اننت ناگ لے گیا۔ اننت ناگ میں مظہر بیگ صاحب
(مرزا افضل بیگ) کے گھر گیا۔ وہاں ایک ملازم ان کو ملا۔ اس سے
ان کا دریافت کیا۔ مظہر کو اوپر مرزا غلام محمد بیگ کے گھر لے گیا
وہاں مظہر کو ایک علیحدہ علیحدہ رکھا گیا۔ اور اس نفر نے جاکر
بیگ صاحب (مرزا افضل بیگ) کو لایا۔ یہ میرے سے واقف

ہوئے۔ منظر نے ان کو وہ خط دیا۔ وہاں اس روز کوئی میٹنگ
تھی ۲۰ - ۱۰ افراد وہاں غلام محمد بیگ کے گھر تب موجود تھے جن
میں چند کو منظر جانتا تھا۔ منظر نے وہاں مرزا محمد افضل بیگ
حاضر عدالت، خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت، اکبر صوفی ملزم
غلام قادر بیگ ملزم حاضر عدالت، پیر محمد مقبول بلگامی ملزم
حاضر عدالت، اور غلام قادر رہاباز بارہمولہ، غلام محی الدین ہمدانی
ملزم کو اس وقت دیکھا۔ اور بھی تھے منظر ان کو شناخت نہیں
کر سکتا۔ جن لوگوں کو منظر نے وہاں تب دیکھا میری ان سے ملاقات
ہوئی۔ جب منظر نے بیگ صاحب (مرزا محمد افضل) کو لفافہ دیا
تو انہوں نے حاضرین سے شادی کی کیتیاں اور ریلیف کمیٹی کی ٹکٹیاں
بانٹی تھیں۔ جب منظر نے مرزا محمد افضل بیگ ملزم کو لفافہ دیا۔
اس نے وہ پڑھ لیا، پھر لفافہ اپنے پاس رکھا۔ عشائیہ کا کھانا کھانے کے
بعد باقی لوگ گھر چلے گئے۔ وہاں خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت
اکبر صوفی ملزم، غلام قادر بیگ ملزم حاضر عدالت۔ محمد افضل
بیگ ملزم حاضر عدالت، پیر محمد مقبول بلگامی ملزم حاضر عدالت
اور غلام محی الدین ہمدانی ملزم رہے۔ جس کمرہ میں میں تھا۔ اس
میں مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت، غلام قادر بیگ
ملزم حاضر عدالت، اکبر صوفی، خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت
آگئے۔ اور یہاں کمرہ میں آنے کے بعد سازش کی بات چیت ہوئی
مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت نے وہ [illegible]

صفحہ مثل عدالت

علی شاہ ملزم حاضر عدالت کے ہاتھ میں دیا۔ خواجہ علی شاہ ملزم
حاضر عدالت نے جب پڑھا۔ تب سب وہ سن کر خوش ہوئے اور
منظہر سے کہا کہ اگر پاکستان ان کو ہر قسم کی امداد پہنچانے کی جلد از
جلد سبیل کریگا۔ تو وہ یہاں کی حکومت کا تختہ الٹ کر پاکستان
سے ملحق ہو جائیں گے۔ رات کو منظہر اور خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت
غلام محی الدین بلالی ملزم اس کمرے میں سو گئے۔ مرزا محمد افضل
بیگ ملزم نے اس وقت رات کو کہا کہ آئندہ جو بھی ڈاک پاکستان
سے لایا کرے گا۔ وہ خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت کو ہرٹل باغ
پہنچا دیں۔ دوسری صبح کو مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت نے
منظہر کو اپنے گھر بلایا اور لفافہ جس پر بخدمت برادرم ابراہیم صاحب سلمہ
عبدالعزیز درج تھا منظہر کو دیا۔ منظہر وہ لفافہ لیکر گھر گیا۔ اور وہاں
[illegible] اور محمد علی موجود تھے ان کو وہ دیا۔ اور اپنا بھی ایک خط بنام
نصر اللہ خان ان کو دیا۔ محمد علی اور شاہ محمد تب وہاں چلے
تھے۔ بشیر [illegible] تھا (مسٹر لطیف اعتراض کرتا ہے)
منظہر نے وہ لفافہ محمد علی اور شاہ محمد کو دیا۔ اور اپنا ایک خط بھی
نصر اللہ خان کے لئے دیا۔ اس کے بعد ایک ڈیڑھ ہفتہ کے بعد
پھر ایک خط وہاں سے محمد افضل اور دوسرا آدمی جس کا نام یاد
نہیں ہے لیکر آ گئے۔ ایک خط علیحدہ نصر اللہ خان کا میرے
[illegible] کے ساتھ تھا۔ [illegible] ان نے جو میرے نام پر خط تھا
تحریر کیا تھا۔ کہ وہ [illegible] بخدمت عبدالعزیز صاحب مرا

صفحۂ مثل عدالت

ابراہیم درج تھا جلد لیجا کر اس کا جواب لیکر بھیجدینا۔ جو مظہر کے نام نصر اللہ خان نے بھیجدیا تھا۔ مظہر نے اس کو اسی وقت جلد دیا دوسرا خط لیکر حسب فرمودہ محمد افضل بیگ ملزم، خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت کے گھر لے گیا۔ وہاں مرزا محمد افضل بیگ اور خواجہ علی شاہ ملزمان حاضر عدالت دونوں موجود تھے۔ مظہر نے خط مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت کو دیا۔ مرزا محمد افضل بیگ نے خط پڑھا۔ مظہر رات دہلی ڈار فروش مرچنٹ [illegible] [illegible] بٹہ والو کے گھر گیا۔ مرزا محمد افضل بیگ ملزم نے رات کو کہا تھا۔ کہ صبح آکر اس خط کا جواب مفصل آکر لے جانا۔ مظہر صبح ۸ بجے خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت کے گھر گیا۔ یہاں مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت تھے۔ مظہر کے وقت خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت اور مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت دونوں موجود تھے۔ لفافہ دیتے وقت مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت نے کہا۔ کہ ہلال ایجنسی والوں نے ان کو ایک خاص آدمی وہاں آنے کے لئے تحریر کیا تھا۔ یہاں سے کوئی آدمی نہیں جا سکتا اگر ہو سکے تو وہاں سے ہی کوئی افسر یہاں آئے۔ مظہر نے بھی مرزا محمد افضل بیگ سے کہا۔ کہ مظہر بھی اسی طرح ہلال ایجنسی کو لکھیگا مظہر اس کا وہ خط لیکر گھر گیا۔ وہاں دو نفر محمد علی اور دوسرا جس کا نام یاد نہیں منتظر تھے۔ جن کو وہ خط دیا۔ اور اپنا بھی ایک خط نصر اللہ کے نام دے دیا۔ اس کے تقریباً ڈیڑھ ہفتہ کے بعد

مسودہ مثل عدالت

مظہر جہاں بارہمولہ اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے رہائش کرتا تھا۔ کبیر احمد وہاں میرے پاس وہاں آیا۔ اس نے کہا کہ آج صبح محمد افضل اور رحیم شیخ اس کے گھر آئے، ان کے ساتھ کوئی ہلال ایجنسی کا افسر جو کہ اس وقت ڈگام جنگل میں ہے، میرا منتظر ہے۔ اس پر مظہر اور کبیر احمد خان، کبیر احمد خان کے گھر گئے وہاں محمد افضل، اور رحیم شیخ ملے۔ انہوں نے سجاول خان کا کہا۔ کہ وہ نوگام جنگل میں ہے اور مظہر کو ملنا چاہتا ہے۔ مظہر اور کبیر احمد اور محمد افضل نوگام جنگل میں گئے۔ وہاں سجاول خان ملا۔ مظہر ان کو پہلے بھی جانتا تھا۔ وہ اس وقت سے جمہوری پاکستان میں شریک تھا۔ جب مظہر اسے پہلے جانتا تھا۔ سجاول خان نے نصیر اللہ خان کا ایک خط جو کہ میرے نام تھا مظہر کو دیا۔ اس میں تحریر تھا۔ کہ قریشی صاحب یعنی سجاول خان کو منزل مقصود تک پہنچا کر بہ امن و امان سے واپس کیا جاوے اور اسکی جگہ تصور کیا جاوے۔ وہ خط مظہر نے اسی وقت پھاڑ ڈالا۔ ہم اس روز رات کو کبیر احمد خان کے گھر آگئے۔ محمد افضل۔ کبیر احمد اور سجاول خان میرے ساتھ تھے۔ بوقت سحر سجاول خان کے کپڑے بدلا کر کبیر احمد اور سجاول خان میرے ڈیرہ ناملی باغ پر آگئے محمد افضل بیگ اور رحیم شیخ کبیر احمد خان کے گھر رہے۔ اور ہم چائے پینے لگے۔ تو میرے لڑکے نے ایک چٹھی مظہر کو دی جس میں یہ درج تھا۔ کہ مظہر کو عبد العزیز صاحب یعنی مرزا محمد افضل بیگ ملازم منسٹر میں یاد کرتے ہیں۔ وہ خط میرے لڑکے کو معراج الدین ساکن بونیار

صفحہ مثل عدالت

دے گیا تھا۔ معراج الدین کو مظہر پوری طرح جانتا ہے۔ مظہر کو
نصر اللہ خان کے ذریعہ پتہ چلا تھا۔ کہ اس کا کوڈ نام آزاد ہے
جو معراج الدین والا خط تھا وہ چھوٹا سا تھا۔ مظہر نے اس کو پھاڑ
ڈالا۔ چائے کے بعد بسواری ٹانگہ مظہر سجاول خان اور کبیر احمد
سنگرامہ پہنچے۔ سنگرامہ سے ہم بسواری لاری سرینگر سوپور اڈہ
پر اترے۔ ان دنوں بھی سرینگر میں Great Rayman circus
چلتا تھا۔ مظہر نے کبیر احمد اور سجاول خان کو circus میں رکھا
خود مظہر خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت کے گھر گیا۔ وہاں ایک
مالی ملا۔ اس سے خواجہ صاحب اور مرزا محمد افضل بیگ کا دریافت
کیا۔ اس مالی نے کہا وہ وہاں نہیں ہیں۔ مظہر نے تب ان کو وہاں
نہ دیکھا۔ بس پر مظہر واپس کبیر احمد خان اور سجاول خان کے پاس
circus میں گیا۔ اور ان سے کہا کہ خواجہ علی شاہ اور مرزا
محمد افضل بیگ دونوں وہاں نہیں ہیں۔ سجاول خان نے تھوڑا
سوچنے کے بعد مظہر سے کہا۔ کہ مظہر پیر مقبول خانیار کے گھر جاؤں
اور وہاں دریافت کروں کہ معراج الدین نے دو چہرہ کرا کر جو
جو بیگ صاحب مرزا محمد افضل بیگ کے لئے بھیجائے ہیں
کیا ان کو پہنچے ہیں یا نہیں۔ مظہر اس پر پیر مقبول خانیار کے
گھر گیا۔ وہاں پیر مقبول کا بھائی جہدہ صاحب مظہر سے ملا
وہاں بھی خواجہ علی شاہ اور مرزا محمد افضل بیگ مظہر کو نہ ملے
جہدہ صاحب نے میری دریافت پر کہا۔ کہ پیر مقبول صاحب

صفحہ مثل عدالت

نظر بند ہیں۔ مہدہ صاحب سے دریافت کرنے کے بعد مظہر پیر
محمد مقبول کے ملازم عزیز خان کے پاس گیا۔ وہاں سے مظہر سنت
باغ گلہ ریڈہ کے گھر گیا۔ وہاں مظہر نے مرزا محمد افضل بیگ ملزم
حاضر عدالت، صوفی محمد اکبر ملزم، محمد مقبول بلگامی ملزم حاضر
عدالت اور محمد امین فرزند گلہ ریڈہ دیکھے۔ مظہر نے مرزا محمد
افضل بیگ ملزم سے وہاں ملاقات کی اور ان سے سجاول خان کے
آنے کے متعلق کہا۔ مرزا محمد افضل بیگ نے ایک موٹر ڈرائیور سے
کہا۔ کہ مظہر کو Rayman circus تک موٹر پر لیجا کر
وہاں سے دو اور افسر سوار کر کے وہاں سے آؤ۔ مظہر اس پر موٹر
لے کر گیا۔ اور مظہر نے ان دونوں کو سواری موٹر گلہ ریڈہ کے
گھر لایا۔ جب ہم اس کمرہ میں جہاں مرزا محمد افضل بیگ، صوفی
محمد اکبر ۴ پیر محمد مقبول بلگامی سجاول خان کو دوسرے کمرے
میں لے گئے۔ اس کمرے میں تقریباً اڑھائی دو گھنٹہ یہ آپس میں
باتیں کرتے رہے۔ جس وقت مظہر کبیر احمد اور سجاول خان
وہاں پہنچے۔ اس کے تھوڑے عرصہ کے بعد ہی خواجہ علی شاہ ملزم
حاضر عدالت وہاں پہنچا تھا۔ اڑھائی دو گھنٹہ کے بعد مظہر اور
کبیر احمد خان کو مرزا محمد افضل بیگ ملزم نے اسی کمرے میں بلایا
جس میں سجاول خان وغیرہ تھے۔ مرزا محمد افضل بیگ، صوفی
محمد اکبر ملزمان نے مظہر اور کبیر احمد کو سجاول خان کے متعلق
جو کہ انہوں نے اس کے ساتھ مصلحت کی تھی ہم کو بھی سنائی۔

ہم دونوں ... مرزا محمد افضل بیگ اور صوفی محمد اکبر اور

صفحہ مثل عدالت

مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت نے بتایا۔ کہ "فی الحال ہمیں مشینوں یعنی لیتھو مشین LETHO اور ٹائپ رائیٹر (Type writer) مشین اور مائیکروفون کی ضرورت ہے۔ ایک یہ جلدی پہنچنے چاہیں۔ دوسرے پوسٹر بازی وغیرہ اخراجات کیلئے اخراجات نظربندوں کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ ان اشیاء کے پہنچانے کے بعد پٹیر بم اور گرنیڈ۔ کاٹن گرنیڈ پاکستان سے یہاں پہنچنے چاہیں۔ تاکہ مسجدوں اور مندروں میں بم، گرنیڈ وغیرہ چلائے جائیں اور فرقہ وارانہ فساد وغیرہ افراتفری وغیرہ یہاں ہوگی (مسٹر لطیف اس پر اعتراض کرتا ہے) سجاول خان نے کہا۔ کہ وہ ہر قسم کی امداد پہنچانے کے لئے تیار ہیں۔ یہ باتیں کرنے کے بعد مرزا محمد افضل بیگ نے ایک طویل خط لکھا ایک خط لفافے میں پہلے ہی بند تھا۔ وہ اور دوسرا اپنا لکھا ہوا خط سجاول خان کو دیا۔ جو لفافہ بند تھا۔ اس پر بخدمت برادرم ابراہیم درج تھا۔ جو دوسرا تحریر کیا گیا۔ اس پر کوئی ایڈریس نہ تھا۔ میں نے بلا ایڈریس خط کی نسبت سجاول خان سے پوچھا اس نے کہا۔ کہ وہ [illegible] کے لئے ہے۔ وہاں سے تقریباً ساڑھے گیارہ، گیارہ بجے رات رخصت ہو کر رات کو برتاب باغ میں یہاں اور بھی مزدور تھے ہم وہاں ٹھہرے۔ صبح دوسرے روز امیرا کدل مسجد میں نماز ادا کرنے کے بعد لاری اڈہ سوپور پر پہنچ گئے جہاں چغتائی کی دوکان پر چائے پی۔ اس کے بعد ہم سوار(ی)

صفحہ مثل عدالت

لاری سنگرامہ پہنچے۔ کبیر احمد۔ سجادل خان کو سنگرامہ سے
ہی اپنے گھر لے گیا۔ اور مظہر بار ہمولہ اپنے ڈیرہ پر آیا (اس وقت
عدالت نے حسب استدعائے فریقین Break کیا۔ اور حسب
استدعائے ترجمان گواہ کو تب تک Chambers میں رہنے کی
ہدایت کی گئی۔ اور بیس منٹ کے Break کے بعد گواہ کا بیان
resumed کیا گیا۔

بسوال کونسل استغاثہ بیان کیا۔ کہ جب سجادل خان اور
کبیر احمد خان۔ کبیر احمد خان کے گھر گئے اور مظہر اپنے گھر واپس آیا
اس کے دو تین یوم بعد کبیر احمد بار ہمولہ میں مظہر کو ملا۔ اس نے کہا
کہ انہوں نے سجادل خان کو بہ امن وہاں پار پہنچا دیا ہے۔ اس کے
بعد ماہ ستمبر میں آخیر میں محمد یٰسین بیگ ساکنہ چندوسہ بار ہمولہ میں میرے
پاس پہنچا۔ اس نے کہا کہ نصر اللہ خان کے دو لفافے افضل خان
رشید اس روز صبح اس کے گھر دو پیٹیاں جو کہ بیٹ سن بوری
میں بند تھیں چھوڑ کر کبیر احمد کے گھر چلے گئے ہیں۔ اور یٰسین
بیگ کو ان دونوں نے کہا۔ کہ مظہر کو بلا کر دونوں پیٹیاں دی
جاویں تا کہ وہ مرزا محمد افضل بیگ کے گھر مظہر پہنچا دے (اس
پر بیرسٹر لطیف اعتراض کرتا ہے) یٰسین بیگ نے کہا کہ ایک لفافہ
بھی اور نصر اللہ خان کا خط میں ہے۔ مظہر نے یٰسین بیگ سے
کہا کہ وہ گھر جائے اور پیٹیوں کو محفوظ رکھے۔ مظہر اور کبیر احمد
دوسرے روز صبح اس کے گھر آئیں گے۔ یٰسین بیگ کو رخصت

صفحہ مسل عدالت

کرنے کے بعد مظہر کبیر احمد کے گھر گیا۔ یہاں افضل خان وغیرہ تھے
افضل خان کے ساتھ رشید بھی تھا۔ جب مظہر کبیر احمد کے گھر پہنچا
محمد افضل نے پیٹیوں کی اصلیت مظہر اور کبیر احمد کو بتلائی۔ اور بتایا
ان میں ایک لتھو مشین اور ٹائپ رائیٹر ہے۔ اس کے بعد مظہر اور
کبیر احمد یاسین بیگ کے گھر گئے۔ وہاں یسین بیگ کے گھر عبدالحمید
اس کا لڑکا محمد شریف، محمد یوسف بیگ والدان محی الدین بیگ
جو یسین بیگ کے داماد ہیں موجود تھے۔ میں اور کبیر احمد جب
بیٹھے تو یسین بیگ نے ایک لفافہ جس پر عبدالعزیز صاحب مراسلہ
ابراہیم درج تھا مظہر کو دیا (مسٹر لطیف کہتا ہے کہ اس سوال سے
قبل کونسل استغاثہ نے خط کا بتایا تھا) ایک چٹھی نصر اللہ خان کی
میرے اور کبیر احمد کے نام تھی۔ اس میں تحریر تھا۔ کہ پیٹیاں منزل
مقصود پر پہنچا کر باضابطہ رسید دیجاوے۔ خط پڑھنے کے بعد
میں نے محمد شریف اور محمد یوسف کو پیٹیاں لانے کے لئے کہا۔ وہ
ایک کمرے میں گئے۔ مظہر وہاں پیٹیاں بھوسے کے نیچے رکھی گئی
تھیں، ہمارے سامنے پیٹیاں لائیں۔ میں نے بوری پٹ سن
اکھیڑ دیا۔ ان میں سے ایک مشین کا ڈھکنا مظہر نے اوپر کو اٹھایا
اس میں ایک سفید شین ٹین کی تھی، ایک برش ایک قلم لمبا تھا
اور دوسری مشین ٹائپ رائیٹر تھی۔ اس کو ہم نے میوہ کی پیٹیوں
میں الگ دو پیٹیوں میں اوپر اور نیچے ناشپاتی رکھکر بند کیا۔ جو
مظہر اور کبیر احمد نے کیا۔ مظہر اور کبیر احمد نے بذریعہ محمد شریف

صفحہ نمبر مثل عدالت

اور محمد یوسف والدان غلام محی الدین بیگ ساکن کچھوا تحصیل
بارہمولہ وہ اپنے ڈھیرہ پر بھیجدئے۔ محمد شریف اور محمد یوسف
نصر اللہ کے ماموں زاد بھائی ہیں اور ان کی چچیری بہن نصر اللہ
خان کے زیر نکاح ہے (مسٹر لطیف سوال کے [illegible] پر اعتراض
کرتا ہے) جس وقت پیٹیاں بارہمولہ پہنچانے کے لیئے محمد یوسف اور
محمد شریف کو مقرر کیا گیا۔ اس وقت یٰسین بیگ نے منظور اور کبیر احمد
کو کہا۔ کہ آئندہ محمد یوسف اور محمد شریف ہی ڈاک رسانی کا کام
ہلال ایجنسی پونچھ کے ساتھ کریں گے (مسٹر لطیف کہتا ہے کہ کونسل
استغاثہ نے گواہ سے کہا تھا۔ کہ آیا یہ پاکستان میں نوکر تھے۔ اس
سوال کے [illegible] پر وہ اعتراض کرتا ہے) اس پر منظور اور کبیر احمد
نے بھی پاس کیا۔ کہ آئندہ محمد شریف اور محمد یوسف دونوں پیٹیوں کو
اٹھا کر میرے گھر بارہمولہ لے آئے۔ منظور اور کبیر احمد، کبیر احمد کے
گھر گئے۔ وہاں محمد افضل اور رشید کو ایک خط منظور نے، کبیر احمد
نے سجاول خان اور نصر اللہ کو تحریر کیا۔ کہ مشین پہنچ چکی ہیں۔
منزل مقصود پر یعنی مرزا محمد افضل بیگ ملزم کے پاس لے جاؤ
اس کی جلد رسید بھیجدی جائیگی۔ جو نصر اللہ خان کو خط میرے نام
تھا وہ منظور نے پھاڑ ڈالا۔ اور اس کا جواب منظور نے لکھا۔ اس کے
بعد منظور اور کبیر احمد دوسرے روز علی الصباح بارہ مولہ میرے ڈیرے
پہنچے۔ وہاں میرا بھائی اسد اللہ بیگ موجود تھا۔ منظور اور کبیر احمد
نے [illegible] کیا۔ کہ اسد اللہ بیگ ایک سادہ لوح اور

صفحہ نمبر مثل عدالت

درویش آدمی ہے۔ اس کے ہاتھ پر دو پیٹیاں جن میں مشین گن تھی
سرینگر بھیجی جانی ہیں تا کہ ان پر کوئی شک نہ کرے۔ مظہر نے اسد اللہ
بیگ کو کہا کہ یہ میوہ کی پیٹیاں کبیر احمد کو کسی افسر کو دینی ہیں لہذا
وہ یہ پیٹیاں سرینگر لے جا کر بالیمہ محمد افضل خان ٹھیکیدار کے ہاں
جو کہ کبیر احمد کا رشتہ دار ہے پہنچائے۔ اور مظہر اور کبیر احمد بھی
سرینگر آ رہے ہیں۔ اس پر اسد اللہ بیگ کو ہم نے معہ پیٹیاں
لاری پر سوار کیا۔ اور وہ سرینگر چلا گیا۔ اس کے تقریباً ڈیڑھ
گھنٹہ مظہر اور کبیر احمد بھی سرینگر آ گئے، وہاں اسد اللہ بیگ سے
ملاقی ہوا۔ اسد اللہ بیگ کو ان پیٹیوں کی اصلیت کا کوئی پتہ
نہیں تھا۔ مظہر کبیر احمد اور اسد اللہ بیگ رات کو محمد افضل
خان کے بھائی کرامت حسین کے پاس ٹھہرے۔ رات کو ہم کو
پیٹیاں لیجانے کا موقع نہ ملا۔ دوسرے روز صبح سویرے جبکہ
اسد اللہ بیگ مسجد میں گیا۔ مظہر اور کبیر احمد نے موقع
پا کر ایک راہ گذر مزدور کو پیٹیاں اٹھوا کر کرامت حسین کے ساتھ
بھیجا۔ اور مزدور نے کہا کہ وہ پیٹیاں نگاہ ریڈہ کے کسی بنیا پر ہے
کرامت حسین سے کبیر احمد نے کہا کہ ان کو یہ میوہ کی پیٹیاں ایک
افسر کے لئے ہیں۔ کرامت حسین اور وہ مزدور پیٹیاں لیکر نگاہ ریڈہ
کے گھر پہنچے۔ کبیر احمد اور مظہر بھی اس کے پیچھے پیچھے ہی وہاں
گئے۔ بڑی ڈیوڑھی سے کرامت حسین اور مزدور واپس نکل رہے
تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے مظہر اور کبیر احمد اس گھر سے نکل گئے۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

جہاں ہم پہلے گئے تھے وہاں صوفی محمد اکبر ملزم نماز ادا کر رہے تھے۔ اور مرزا محمد افضل بیگ ملزم ایک کرسی پر بیٹھے تھے۔ مظہر نے وہ خط مرزا محمد افضل بیگ، ملزم حاضر عدالت کو دیا۔ جو کہ ہاں ایجنسی سے آیا تھا۔ مرزا محمد افضل بیگ، مظہر اور کبیر احمد اس کمرے میں ہی جہاں ان پیٹیوں کو رکھا گیا تھا، آ گئے۔ مظہر نے اور کبیر احمد نے ان دونوں مشینوں کو پیٹیوں سے نکالا۔ اسی اثنا میں صوفی محمد اکبر ملزم بھی وہاں آ گئے۔ پیٹیوں کے دیکھنے کے بعد مرزا افضل بیگ نے صوفی محمد اکبر ملزم کو کہا کہ اب عقیل صاحب کا گلا دور ہو گیا۔ اس کے بعد پیٹیوں کو وہاں ہی رکھا گیا۔ اور اس کے بعد مظہر اور کبیر احمد اور مرزا محمد افضل بیگ اور صوفی محمد اکبر پہلے والے کمرے میں گئے۔ اس کمرے میں مرزا محمد افضل بیگ اور صوفی محمد اکبر ملزمان نے کہا کہ اس کے بعد کبیر احمد ہی اس کے پاس ڈاک وغیرہ لایا کریگا کیونکہ جو لفافہ ہاں ایجنسی سے آیا ہے۔ اس میں مفصل اور مکمل طور پر یہاں کے حالات اور کارکردگی وغیرہ طلب کئے گئے ہیں۔ ہمیں ان کو ایک دو یوم صرف ہونگے۔ لہذا مظہر واپس بارہمولہ جائے۔ کبیر احمد وہاں منتظر رہیگا۔ مظہر اور کبیر احمد دونوں سے پھر کرامت حسین کے پاس گئے۔ وہاں اسد اللہ بیگ کبیر احمد کا بھائی اس وقت موجود تھا۔ اس کو بارہمولہ بھیج دیا۔ اور مظہر کھانا کھا کر پھر بارہمولہ گیا۔ کبیر احمد جواب کے لئے وہاں ہی ٹھہرا۔ کبیر احمد یہاں جس چیز کے لئے منتظر تھا دو تین یوم گذرنے کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

بعد کبیر احمد بوقت شام بار ہمولہ میرے ڈھیرا پر پہنچا۔ اس کے پاس ایک ہینڈ بیگ تھا (Hand Bag) Hand Bag سے اس نے تین عدد لفافے اور ایک کاغذوں کا بہت بڑا بنڈل جو انگریزی میں ٹائپ تھا منظہر کو دیا۔ ایک لفافہ پر بخدمت برادرم ابراہیم مراسلہ عبدالعزیز لکھا تھا۔ دوسرے لفافہ پر برادرم جہاد یار صاحب مراسلہ عبدالعزیز درج تھا۔ ایک لفافہ بلا ایڈریس تھا۔ بلا ایڈریس لفافہ کے متعلق منظہر کو خیال ہے کہ وہ Amanullah کے متعلق ہے۔ وہ چٹھیاں اور بنڈل محمد شریف اور محمد یوسف کے ہاتھ ہلاں انجنسی بھیجدی گئی۔ اور محمد یوسف اور محمد شریف کے ہمراہ منظہر اور کبیر احمد نے سجاول خان کو تحریر کیا ہے۔ کہ ان کی تنخواہ ساٹھ روپیہ ماہوار مقرر ہے۔ اور ان کو فوراً تنخواہ دیا جاوے۔ اس کے بعد آخری ماہ اکتوبر میں منظہر فصل کٹوانے کے لئے اپنے گاؤں گیا تھا۔ وہاں محمد فرید ولد لبش بیگ سکنہ چیند وسہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ نصر اللہ خان اس کے گھر رات کو آیا ہے۔ اور وہ منظہر کو بلا رہا ہے منظہر وہاں گیا۔ اور وہاں منظہر نے نصر اللہ خان سے ملاقات کی اس وقت وہاں حبیب بیگ ولد سہ خان نمبردار ہے چیندوسہ، محمد شریف، محمد یوسف و عبدالحمید ولد لشیں بیگ موجود تھے۔ وہاں نصر اللہ خان نے دو لفافے چٹھیاں منظہر کو دیں۔ ایک میرے نام تھی اور اس پر میرا نام حاجی خدا بخش لکھا تھا جو ہاں

مثل عدالت صفحہ نمبر

ایجنسی کے ذریعے میرا کوڈ نام تھا۔ دوسرے لفافہ پر عبدالعزیز
تھا۔ جو مرزا محمد افضل بیگ ملزم کا کوڈ نام تھا۔ وہ دونوں خط ہلال
ایجنسی کے تھے اور سجاول خان بھیجنے والا تھا۔ وہ خط لیکر منظہر
رات وہاں رہ کر صبح کبیر احمد خان کے گھر گیا۔ وہ چٹھی جو میری
طرف سجاول خان نے لکھی تھی وہ کبیر احمد نے پڑھی، دوسرا خط
میرے پاس رہا جو مرزا محمد افضل بیگ ملزم کے پاس لے جانا تھا
چٹھی پڑھنے کے بعد منظہر نے کبیر احمد سے کہا۔ کہ مرزا محمد افضل بیگ
اور صوفی محمد اکبر نے اس روز کہا تھا۔ کہ آئندہ کبیر احمد ہی ان کے
پاس آیا کریگا۔ کبیر احمد نے منظہر سے کہا کہ وہ اس روز نہیں جا سکتا
کیونکہ آنریبل بخشی صاحب پرائم منسٹر کل وہاں تشریف لائیں گے۔
وہ وہاں کا علاقہ پریذیڈنٹ ہے۔ اور کبیر احمد نے کہا کہ اس کے پاس
صوفی محمد اکبر کی ایک چٹھی ہے۔ جو لفافہ اس نے منظہر کو دکھایا۔ وہ
خط عبدالعزیز والا میرے پاس ہی رہا۔ وہ خط لیکر دوسرے
روز صبح منظہر سرینگر آیا۔ سوپور اڈہ پر لاری سے اترا اور اتر کر
کوئی ڈیڑھ جریب کے فاصلہ پر پہنچا ہی تھا۔ کہ منظہر نے شیخ غلام قادر
ایس پی کو ہنومان مندر کی طرف سے آتے دیکھا۔ اس کو منظہر
پہچانتا تھا۔ منظہر کو شک ہوا کہ آج منظہر پکڑا جائیگا۔ تو
منظہر نے جیب سے دونوں چٹھیاں ایک جو میرے نام کی تھی اور
دوسری جو مرزا محمد افضل بیگ کے نام تھی جس پر عبدالعزیز درج
تھا نکالکر پھاڑ ڈالیں۔ اور پھاڑ کر ان کو نیچے پھینک دیا۔ پیچھے انکو

مثل عدالت صفحہ نمبر

پھینکتے ہی میں شیخ غلام قادر وہاں پہنچ گیا۔ اس نے ان چیتھڑوں کے ٹکڑے اٹھوائے اور ان کو جمع کرنے کے بعد تھوڑے ہی وقفہ کے بعد ایک ملٹری آفیسر وہاں پہنچا۔ وہاں ہی اس ملٹری والے نے ان چیتھڑوں کے ٹکڑوں کو جوڑ کر پوری صورت میں وہ چھپایا ہوا ہے۔ مظہر ان کو پہچان سکتا ہے جن کو اس وقت جوڑا گیا خطوں کے جوڑنے پر ان کی یہی شکل ہوئی جو اس وقت ہے۔ یہ دونوں خط سجاول خان کے ہیں۔ مظہر اس کے خط کو پہچان سکتا ہے۔ یہ دونوں اس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ ان پر EXP 33 EXP 96 لگایا گیا ہے۔ جیسے ہی لگایا ہے (مسٹر بیگ اعتراض کیا ہے کہ مسٹر نقوہ جو ہم نے کہا کہ یہ دونوں خط سجاول خان کے ہیں جو گواہ کے جواب سے قبل ہی کہا گیا۔ مسٹر نقوہ کہتا ہے کہ گواہ نے ایسا کب ایسا کوئی بار کہا ہے) جب اس کو پکڑا گیا وہاں ان کی ضبطی بنائی گئی۔ وہاں اور آدمی تھے۔ ایک سکھ بھی تھا۔ ضبطی کے بعد مظہر کو van میں بٹھا کر Special Staff سرینگر لے گئے۔

اس وقت برخاست کچہری کا وقت ہو گیا ہے اسلئے گواہ کا بیان پرسوں سوموار تک ملتوی رکھا گیا۔

دستخط ... ترجمان شریک

R.O.A.C.

دستخط صاحب مجسٹریٹ تحریر انگریزی۔ حاکم ...

مثل عدالت صفحہ نمبر
CONTINUED

بیان گواہ استغاثہ ۴۳ باقرار صالح $\frac{5}{59}$ 25
(گواہ سلطانی) عطاء اللہ بیگ

بسوال کونسل استغاثہ بیان کیا۔ مطابق تحریر نصر اللہ خان اور سجاول خان معلوم ہوا تھا۔ کہ ہلال ایجنسی میں پاکستان سکیورٹی کے افسران ہیں۔ معراج الدین ساکن سلاس بونیار جس کا کوڈ نام آزاد ہے کو منظور جانتا ہے۔ بلکہ نصر اللہ خان اور سجاول خان کے ذریعہ منظور کو یہ بھی معلوم ہوا تھا۔ کہ وہ ہلال ایجنسی میں کام کرتا ہے ثناء اللہ شاہ ٹنگمرگ کو منظور جانتا ہے اس کا کوڈ نام ہلال ایجنسی میں "بہاری" ہے (مسٹر لطیف کہتا ہے کہ یہ نا قابل ادخال شہادت ہے) وہ ثناء اللہ شاہ بھی ہلال ایجنسی میں کام کرتا تھا۔ منظور اور اور معراج الدین اور کبیر احمد ہلال ایجنسی کے ذریعہ مرزا محمد افضل بیگ، محمد اکبر صوفی اندوان و پیر مقبول خانیاری ملزم کے ساتھ ہو گئے تھے۔ پیر مقبول خانیاری کا نام "لالہ ہر چند" تھا۔ ہم ہلال ایجنسی کا کام اُن کے ساتھ کرتے تھے (گواہ نے یہ خود بخود کونسل استغاثہ کے سوال کے بعد کہا۔ کونسل استغاثہ کہتا ہے کہ گواہ نے یہ بیان ان کے سوال کے بعد متعلقہ ہونے کی وجہ سے دیا) میرے نام جو خط سجاول خان نے EXP. 97 بھیجا تھا۔ وہ منظور کو اس وقت دکھایا گیا۔ یہ وہ خط ہے (گواہ نے کونسل استغاثہ کے کہنے پر خط سرا جملات پڑھا اور پڑھکر سنایا) خدا بخش کا مطلب عطاء اللہ ہے۔ سجاول خان تحریر کرتا ہے کہ ہر ہفتہ ڈاک بھیجو

چاہیئے ۔ کیونکہ یہاں سے ڈاک ہی دیر ہوتی تھی ۔ اور دوسرا
لکھا ہے کہ محاذ رائے شماری کی کارروائی ہر ہفتہ بھیجی جاوے
مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت سے آزاد کشمیر ریڈیو سے
نشر کرنے کے لئے اطلاعات بھیجے جاویں ۔ غیر ممالک میں
بھیجنے کے لئے اطلاعات بھی عبدالعزیز یعنی مرزا محمد افضل بیگ
ملزم سے حاصل کرنے چاہییں ۔ غلام کشمیر میں فوجوں کی نقل و
حرکت اور ان کے ساتھ عوام کا تعداد بھی مرزا محمد افضل بیگ
ملزم سے حاصل کر کے بھیجا جاوے ۔ کسی بھی سیاسی لیڈر کے
جلسوں کی مکمل کارروائی بھیجی جاوے (مسٹر لطیف کہتا ہے کہ
یہ contents کی نسبت بتا رہا ہے) یہ چٹھی EXP. 97 سجاول
خان کے قلمی ہے ، مظہر کو اس کے خط کی شناخت ہے (مسٹر بیگ
ملزم کہتا ہے کہ دستاویز کے contents کی نسبت oral
مفہوم نہیں بتا جا سکتا ہے ۔ EXP 96 بھی اسی سجاول خان کے
قلمی ہے ۔ اور یہ مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت کے نام ہے
مظہر اس کے خط کو شناخت کر سکتا ہے "آقا دار اسلام" مرزا
محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت کا تنظیمی نام تھا ۔ میں نصر اللہ
خان اپنے سالے کے خط و تحریر کو شناخت کر سکتا ہوں ۔ یہ دو خطوط
جو مظہر کو اس وقت دکھائے جا رہے ہیں اسی نصر اللہ خان کے
قلمی ہیں ۔ مظہر اس کے تحریر کو شناخت کرتا ہے ۔ (ان پر EXP 147 -
و EXP 143 لگایا گیا) "اخوان صاحب" میں بیگ کا کوڈ

مثل عدالت صفحہ نمبر

نام ہے - Exp 130 جو مظہر کو اس وقت دکھایا جا رہا ہے یہ
سجاول خان کے قلمی ہے۔ مظہر کو اس کے خط کی شناخت ہے
گواہ کو Exhibits مندرجہ مثل سرکار بنام عبدالرحمان
شگو وغیرہ جرم زیر دفعہ ۳ Enemy Agents ordinance
2005 عدالت سپیشل جج اے۔ ڈی۔ ایم سرینگر دکھائے
گئے) مظہر نے ان دستاویزات کو اس وقت دیکھا۔ دستاویزات
بہت سی Exp 2/15 ، Exp.W 2/16 ، Exp.W 2/16 ، Exp.W 2/17
Exp.W 2/8 ، Exp.W 2/19 ، Exp.W 2/8 ، Exp.W 2/14
Exp.W 2/19 ، Exp.W 2/18 ، Exp.W 2/11 مندرجہ
مثل سرکار سجاول خان کے قلمی ہیں۔ مظہر کو اس کے خط اور
تحریر کی شناخت ہے (مسٹر طیب کہتا ہے کہ یہ صرف عبدالعزیز
پمپانہ کی نسبت ہے - اور Memorandum کا مطلب یہ
نہیں ہے کہ شہادت Admissable ہے کیونکہ استغاثہ
کہتا ہے کہ Notification صاف ہے اور اس کا
mention ہے Intention - مسٹر مرزا افضل بیگ کا اعتراض
کہ یہ دیکھنا ہے کہ آیا اس مقدمہ کی کارروائی یا دستاویز صرف
Enemy Ordinance کی پابندیوں کے تابع ہیں کسی
مقدمہ میں استعمال کیجا سکتی ہیں۔ اور کوئی ایسا ریکارڈ شہادت
یا بیان اس کیس کا مقدمہ ہذا میں قابل ادخال شہادت
نہیں ہو سکتا ہے۔ وکیل استغاثہ کا جواب ہے کہ انش

مثل عدالت صفحہ نمبر
ordinance کے provesion کے تحت اگر کوئی
اس طرح کا disclouse کریگا۔ تو اسے روکا نہیں
جاسکتا۔ وہ اپنے آپ کو consequence کے لیے liable
ٹھہرا سکتا ہے۔ اور کہ اس case میں گورنمنٹ نے Auth-
ority دی ہے۔ اور ان اشخاص کے نام بھی دئے ہیں۔ جو
اس کے مطابق disclouse کر سکتے ہیں۔ اسلئے اعتراض
طرفان قابل پذیرائی نہیں ہو سکتا ہے۔ گورنمنٹ کی Auth-
ority clear ہے۔ مظہر سجاول خان کے فوٹو کو
شناخت کر سکتا ہے۔ گواہ نے فوٹو مندرجہ مثل مذکورہ Exp No. P/4
کو دیکھکر بیان کیا کہ جو فوٹو Enemy Agents ordinance
اس پر ہے۔ وہ سجاول خان کا فوٹو ہے۔ مظہر اس کو اچھی طرح
سے شناخت کر سکتا ہے۔ ملک غان محمد خان کا کوڈ نام اس
زمانہ میں "ابراہیم" تھا۔ وہ پاکستان security کے D.
S.P. ہیں۔ مظہر راجہ محمد روشن سب انسپکٹر ہان ایجنسی کو
نہیں جانتا ہے۔ البتہ اس کا کوڈ نام پتہ ہے جو جاوید ہے۔ بیگم
شیخ محمد عبداللہ کا کوڈ نام زینت الاسلام تھا۔
سوال۔ کیا غلام محمد چکین کا کوڈ نام آپ جانتے ہیں۔
جواب۔ اس کا کوڈ نام "مسدز" ہے۔
غلام محی الدین ہمدانی ملزم کا کوڈ نام "حیدر" تھا۔ پیر محمد مقبول بخاری
ملزم کا کوڈ نام "لالہ مہر چند" تھا۔ خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت کا

مثل عدالت صفحہ نمبر

کوڈ نام "شفیق" تھا۔ صوفی عبداکبر ملزم کا کوڈ نام "نا بئین" تھا کبیر احمد کا کوڈ نام "عبدالرحمان" تھا۔ روپیہ کے لئے کوڈ نام "پنیلین" تھا Penecelene (طرفان اعتراض کرتے ہیں کہ سوال leading طریقے سے کیا جا رہا ہے) یہ کوڈ نام کچھ تو نصر اللہ خان کے ذریعہ مظہر کو معلوم ہوئے اور کچھ سجاول خان اور مرزا محمد افضل نجیب ملزم حاضر عدالت کے ذریعہ مظہر کو معلوم ہوئے۔ دستاویز Exp 167 نصر اللہ خان کا خط ہے۔ اس میں مرزا صاحب جو درج ہے وہ میرا نام ہے۔ اور "فرم" پلان ایجنسی کو کہتے ہیں۔ "نسیم" نصر اللہ خان کا کوڈ نام تھا۔ اس طریقہ وہاں چٹھیاں آتی تھیں جو میرے پاس اس طریقے سے نصر اللہ خان تحریر کرتا تھا

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ طرفان بیان کیا۔

اس وقت جب ۱ اسٹرائک مسٹر لطیف وکیل طرفان بیس منٹ کے لئے Break کیا گیا۔ مسٹر لطیف کہتا ہے کہ اس کو documents کو دیکھنا ہے جو آج شہادت میں لائے گئے اور Break کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا جائیگا)

Break کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا گیا۔ Break میں گواہ کو Chambers میں رکھا گیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ملزمان بیان کیا۔ کہ ریڈ
Raid کے وقت مظہر گھر تھا۔ سال ۱۹۴۷ء تھا۔ ویسی سال ۲۰۰۴
تھا۔ اُن دنوں مظہر گھر پر زمینداری کا کام کرتا تھا۔ ہم پانچ بھائی
ہیں۔ جو اسد اللہ بیگ۔ غلام مصطفٰے بیگ، سرور بیگ، غلام
ربانی اور مظہر ہیں۔ وہ سب یہاں ہی گھر پر ہیں اور زمینداری
کرتے ہیں۔ غلام ربانی ٹھیکیداری بھی کرتا ہے۔ جو بھی وہاں
لکڑی چرائی کا کام کرتا ہے۔ کبھی شملہ آرکشتی کے جوڑوں کو لیتا ہے
کبھی بٹوٹ جاتا ہے۔ مظہر نے سنا ہے کہ کوئی کوچر صاحب ہے
جس کے ساتھ وہ وہاں کام کرتا ہے۔ وہ ہندوستان کھلے ہے ۱۹۴۷ء
سے قبل بھی میرا وہ بھائی باہر کام کرنے جاتا تھا۔ میری ذاتی
زمین سو ڈیڑھ سو کنال ہوگی۔ ہم سب بھائی الگ الگ ہیں۔
اسد اللہ بیگ اپنی زمین پر کام کرتا ہے۔ سرور بھی الگ زمین
اپنی پر کام کرتا ہے۔ انہوں نے کچھ زمین فروخت کی ہے۔ ان کی
بھی اس قدر زمین ہے۔ ریڈ ہم سب بھائی بھائی یہاں ہی تھے
Raid کے دنوں مظہر اپنے گھر میں رہا۔ کہیں نہیں گیا۔ ہمارے
علاقہ میں Raiders آئے تھے۔ مظہر نے ۱۹۴۳ء، ۱۹۴۴ء تعلیم
چھوڑی تھی، ہمارے گاؤں میں ریڈرس نہ آئے۔ ہمارے گاؤں
سے پانچ چار میل کے فاصلہ پر آئے تھے۔ کوئی تقریباً ۲۵،۲۷
یوم کے بعد Raiders وہاں سے چلے گئے تھے۔ میرا ان
میں کوئی رشتہ دار نہ تھا۔ نصر اللہ خان خاص طور پر میرا

مثل عدالت صفحہ نمبر

حقیقی رشتہ دار پونچھ کے علاقہ پر پار ہے۔ البتہ اوڑی کے سایڈ پر ہیں جو محمد اسمعیل بیگ، عبدالعزیز بیگ، عبدالکریم بیگ ہیں۔ عبدالکریم زمینداری کرتا ہے۔ محمد اسمعیل بیگ بھی زمینداری کرتا ہے۔ عبدالعزیز بیگ رینجر ہے۔ مظہر حیدر خان رینجر کو نہیں جانتا ہے۔ جب میں وہاں تھا۔ ان دنوں عبدالعزیز بیگ مظفرآباد میں رینجر تھا۔ یہ پتہ نہیں ہے کہ کس علاقہ میں تھا مظہر کو اس وقت کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کدھر لگا ہے۔ اس کو چار پانچ سال سے مظہر نے نہیں دیکھا ہے۔ نصراللہ خان زمینداری بھی اور ٹھیکیداری کرتا ہے۔ ٹھیکیداری جنگلات کی بھی کرتا ہے اور سرگودھا میں بھاڑی یا مزدور لیکر جاتا ہے۔ نصراللہ خان کے باپ کا نام فقیر اللہ خان ہے۔ نصراللہ خان یعقوب خان اور ایوب خان کرنائی کا کوئی رشتہ دار نہیں ہے۔ میرے علاوہ نصراللہ خان کے بھائی اور بھی رشتہ دار ہیں۔ اس کا سسرال غلام جیلانی بیگ ہے اور ماموں زاد بھائی لیس بیگ اور ماموں زاد بھائی محمد یوسف اور محمد بشیر لیفٹ ہیں۔ فتح محمد خان، دوست محمد خان ساکنان کنوڑ پورہ بارہمولہ بھی اس کے رشتہ دار ہیں جو نصراللہ خان کے چچیرے چچا لگتے ہیں۔ وہ دونوں زمیندار ہیں۔ ان کے لڑکے ملازم پیشہ ہیں۔ نذیر احمد خان ولد فتح محمد خان، بشیر احمد، کبیر احمد والدان فتح میں سے نذیر احمد ہیڈ کانسٹیبل پولیس ہے۔ بشیر احمد زمینداری کرتا ہے۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

کبیر احمد ٹھیکیداری بھی کرتا ہے اور حلقہ پریذیڈنٹ نیشنل کانفرنس ہے
جو ہمارے علاقہ کا ہے۔ نذیر احمد ایک سال قبل بارہمولہ گیا تھا۔ آج
کل پتہ نہیں ہے کہ کدھر گیا ہے۔ جب منظور پار گیا تب گھر کا مہینہ تھا
انگریزی نومبر تھا تب ۱۹۵۰ء کا آغاز تھا۔ دیسی سال سمت ۲۰۰۷ شاید تھا
بارہ نے اس عرصہ میں وہاں کوئی کام نہ کیا نہ سسرال نے مجھے کوئی
کام کرنے دیا۔ منظور اس عرصہ میں پونچھ شہر میں نہیں جاتا رہا۔ نہ
مظفر آباد شہر میں گیا۔ اس عرصہ میں منظور نے اپنے بھائیوں کو وہاں سے
کوئی چٹھی نہ لکھی۔ کبیر احمد کو وہاں میرے جانے کا علم تھا۔ میرے
بھائیوں کو بھی اس بات کا علم تھا۔ میرے وہاں سے آنے تک
انہوں نے میرے وہاں جانے کا کسی کو نہ بتایا تھا۔ میرا تھانہ بارہمولہ
واپسی کو منظور کو تھانہ میں لیا گیا تھا۔ میرے خلاف کوئی رپورٹ
تھانہ میں نہ تھی نہ میرا کوئی بیان وہاں لیا گیا۔ وہاں منظور کو S.D.M
صاحب پنڈت رگھناتھ متو کے روبرو پیش کیا گیا۔ ایس۔ ڈی۔
ایم صاحب کے پاس منظور کو بارہمولہ کی پولیس لے گئی۔ ایک
تھانیدار تھا اس کا نام یاد نہیں ہے۔ میرا عیال تھانہ نہ لایا گیا
میرا عیال گھر رہا۔ منظور کو ایس۔ ڈی۔ ایم نے بنام تحصیلدار صاحب
بھیجدیا۔ منظور صرف نصف گھنٹہ تھانہ میں رہا۔ منظور تب گرفتار
نہ تھا۔ تحصیلدار صاحب نے انکوائری کی جو دس بندرہ دن
چلی۔ شہادت بلائی گئی۔ میری طرف سے ذیلدار منشا سنگھ
کبیر احمد حلقہ پریزیڈنٹ۔ سرپنچ غلام محی الدین شہادت گذرے تھے

شل عدالت صفحہ نمبر

اور کسی نے بیان نہ دیا تھا۔ میرے character کے
متعلق دریافت کیا گیا۔ میرے سے کوئی مچلکہ نہ لیا گیا۔ وہ
غلام محی الدین بیگ مر گیا ہے۔ میری غیر حاضری میں میرے
دو ملازم اور ایک لڑکا میری زمین یہاں لگاتے تھے۔ وہ یہاں
ہی تھے۔ میرا لڑکا غلام ربانی چچا کے پاس ان دنوں رہتا تھا
مالیہ میرا بھائی غلام ربانی ادا کرتا رہا۔ منظر نے خود نہیں دیا تھا
یہ بات غلط ہے کہ منظر نے تب خود یہاں مالیہ ادا کیا تھا۔ نصر اللہ
خان میرے پاس یہاں کبھی نہ آیا نہ کبیر احمد خان کے پاس آنے کا
علم ہے۔ اگر اس کے پاس آیا ہو۔ نصر اللہ خان زندہ ہے ایسے
زندہ ہے۔ منظر اس وقت کا کیا کہہ سکتا ہے۔ منظر تقریباً ایک
سال سے حراست میں ہے جو پولیس کی حراست میں ہے۔ اس
سال قبل میرے پاس نصر اللہ کی کوئی چٹھی نہ آئی تھی۔ جب
منظر وطن سے عیال لے کر آیا۔ تب منظر نے نصر اللہ کی کوئی
چٹھی کبیر احمد کے نام نہیں لائی تھی۔ میرے ذریعہ تب اس نے
کبیر احمد کے نام کوئی پیغام نہ بھیجا۔ ان کا آپس میں تعلق علیحدہ ہے
اس وقت ہمارے علاقہ کا A.L.O محمد اکبر ساکن تنگہ مرگ ہے
خبر نہیں وہ خان یا ڈوم ہے میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے
جہاں تک میرا خیال ہے محمد اکبر کا کبیر احمد سے کوئی رشتہ داری
نہیں ہے۔ منظر یہاں آکر اوڑی کبھی نہ جاتا تھا نہ بونیار۔ آرم
پورہ جاتا رہا۔ بارہمولہ کبھی ہفتہ دو ہفتے کے بعد سودا لانے گئے

مثل عدالت صفحہ نمبر

گھر میں زمینداری نہ کی۔ منظر نے کابلی باغ میں مکان کرایہ پر
لیا ہے جو فیروز خان سے لیا ہے۔ وہ وہاں ہتمم صاحب کے
پاس چپراسی ملازم ہے۔ اس مکان کے ملحقہ بلونت سنگھ اور
گیان سنگھ کا مکان ہے۔ بلونت سنگھ آجکل پریزیڈنٹ
نیشنل کانفرنس ہے اور گیان سنگھ زمیندار ہے۔ وہ وہی
بلونت سنگھ ہے جس کے مکان میں منظر کو تب رات کو رکھا گیا
تھا۔ کابلی باغ کا وہی نمبردار بھی ہے۔ بلونت سنگھ اور گیان
سنگھ کے مکان کے اوپر کسی کا مکان نہیں ہے۔ دائیں بائیں
بطرف شمال مکانات ہیں جو مسلمانوں کے ہیں۔ ان کا بھی وہی
بلونت سنگھ نمبردار ہے۔ میری خانہ تلاشی سے آجتک پولیس
نے نہیں کی ہے۔ جب منظر شیخ غلام قادر کو شیخ محمد عبداللہ
کی پرائم منسٹری کے وقت سے جانتا ہے۔ جب منظر کو سوپور واڈہ
پر پکڑا گیا۔ اس سے قبل سات آٹھ سال سے منظر شیخ غلام قادر
کو جانتا تھا۔ وہ ایک کام کروانا آدمی ہے اور مشہور آدمی ہے
اسلئے منظر اسے جانتا تھا۔ جب وہ اوڑی میں سب انسپکٹر تھا
تب اسے نہیں جانتا تھا نہ تب جانتا تھا جب ہیڈکانسٹیبل
تھا۔ منظر نے اپنے اس کام سے متعلق اسے کام کرنے والا آدمی
نہ کہا۔ جب منظر کو Special ؟ Lahore میں لیا گیا۔ منظر
وہاں دو اڑھائی گھنٹہ رہا۔ منظر سے اس کے بعد کہا گیا کہ
رات کو گھر میں جاؤ۔ صبح پھر دس بجے آنا۔ منظر نے ایک دوکان سے

مثل عدالت صفحہ نمبر

روٹی کھائی اور رات کو مسجد میں رہا۔ پٹڑی پر مالیر میں
دوکانداروں کے پاس روٹی کھائی رات کو بابنہ کی مسجد میں
رہا۔ وہ دوسری چھوٹی مسجد ہے۔ منظہر کو تب انداز آ دس
ساڑھے نو بجے رات سپیشل سٹاف سے اس روز رخصت کیا
گیا تھا۔ رات کو میرے پوچھ پاچھ کیگئی اور منظہر نے واقعات
بتائے۔ کہ منظہر یہ چٹھیاں لیکر جارہا تھا۔ دوسرے روز منظہر
وہاں دس بجے صبح گیا۔ اور منظہر کو تین بجے روز رخصت کیا گیا
اس روز بھی میرے سے پوچھ پاچھ کرتے رہے۔ اس روز شیخ غلام
قادر کہیں گیا تھا۔ ایک ہندو تھانیدار میرے سے زبانی
پوچھ پاچھ کرتا رہا۔ اس نے تحریر نہ کیا۔ اس کا نام معلوم نہیں ہے،
تین بجے تک شیخ غلام قادر نہ آئے اسلئے منظہر کو دوسرے
روز آنے کو کہا گیا۔ منظہر کو گھر جانے کی اجازت نہ دی۔ پھر
تیسرے روز منظہر ۱۱ - ۱۲ بجے وہاں گیا۔ اس روز میرے
سے شیخ غلام قادر نے ایک بجے سے چار بجے تک زبانی پوچھ
پاچھ لکھتے نہ رہے۔ چار بجے کے بعد منظہر کو پھر رخصت
کیا گیا۔ اور میرے سے کہا گیا کہ کل پھر آنا۔ میرا بیان لیا جاویگا
اسلئے دوسرے روز منظہر وہاں گیاراں باراں بجے آیا۔ اس
روز میرا بیان لکھا گیا۔ دو بجے سے میرا بیان شروع ہوا۔
دو تین گھنٹے لگے۔ اور پھر کہا گیا کہ کل پھر آنا۔ بیان ادھورا ہے
منظہر اسلئے دوسرے روز بھی دس گیاراں بجے وہاں گیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

ایک بجے سے میرا بیان ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ میں مکمل ہوا۔ اس کے بعد منظر یار ہمولہ گیا۔ اور منظر کو رخصت کیا گیا اور گھر جانے کی اجازت دی گئی۔ درمیان میں منظر کو پولیس نے دو دفعہ اور بلایا تھا۔ جو تقریباً سال سوا دو سال کے بعد بلایا۔ مہینہ ستمبر سال ۱۹۵۷ء کا نہیں تھا۔ سال ۱۹۵۶ء نہیں تھا۔ منظر کو تب گرفتار کر کے نہیں لائے گئے تھے۔ اس عرصہ سال سوا دو سال میں منظر زمینداری کرتا رہا۔ اور منظر نے تب خود مالیہ سرکار ادا کیا تھا۔ میری عورت نے اس عرصہ میں میرے اور میرے بھائیوں کے متعلق کوئی درخواست نہ دی تھی۔ ان دو سال میں میرا یار ہمولہ میں کوئی مقدمہ نہ تھا۔ نہ اس عرصہ میں کوئی تھا۔ پولیس والا منظر کو بلانے آیا تھا۔ اس دفعہ منظر یہاں صرف ایک یوم رہا دن کو منظر نے بیان دیا۔ رات کو ڈھیرہ پر گیا۔ کرامت ایک لڑکا یہاں ایس۔ پی کالج میں پڑھتا تھا۔ اس کے پاس منظر رات کو گیا۔ وہ افضل خان کا بھائی ہے۔ افضل خان کا بھائی اعظم ریڈیو میں مستری ہے۔ وہاں ملازم ہے۔ خبر نہیں ہے کہ مستری ہے یا نہیں۔ منظر نے تب اپنا پہلا والا بیان پولیس میں دھرایا وہ بیان لکھا گیا۔ جو ایک تھانیدار نے لکھا۔ اس کا نام منظر کو پتہ نہیں ہے۔ وہ میرا بیان ایک ہی دن ہوا۔ منظر نے شیخ غلام قادر کے پاس وہ بیان دیا تھا۔ منظر کو پھر رخصت کیا گیا۔ جس کے بعد پولیس نے منظر کو بلایا۔ تب جنوری کا مہینہ تھا

مثل عدالت صفحہ نمبر

جب مظہر کو پولیس نے بلایا۔ تب بھی ایک کانسٹیبل مظہر کو بلانے
آیا۔ جنوری تک درمیانی عرصہ میں مظہر کو پولیس نے نہ بلایا تھا
جنوری میں بلانے کے وقت میرا بیان پولیس نے نہ لیا۔ مظہر کو
پولیس والے سٹی منصف کے پاس لے گئے۔ پھر میرا اقبال جرم
ہوا۔ وہاں ایک ہی دن میرا بیان لیا گیا۔ سٹی منصف کے
پاس مظہر نے ان چٹھیوں کو پکڑے جانے کے بعد دیکھا تھا۔
اقبال جرم کے بعد مظہر کو رخصت کیا گیا۔ مظہر نہیں جانتا ہے
کہ اقبال جرم کیا ہوتا ہے۔ مظہر نے بیان دیا سٹی منصف صاحب
نے کہا کہ کسی کے رعب سے بیان تو نہیں دے رہے ہو۔ مجسٹریٹ
صاحب نے کہا کہ جو صحیح واقعات ہیں بتادو۔ اور وہ میرے
خلاف شہادت میں پڑھا جائیگا۔ مظہر زمیندار لڑکا ہے مظہر
اقبال جرم نہیں جانتا ہے۔ سٹی منصف مسٹر شریف الدین نے
بیان کے بعد مظہر سے کہا گیا۔ کہ گھر چلے جاؤ۔ چھوڑنا کچھ اور
ہوتا ہے۔ مظہر بند نہ تھا۔ اس کے بعد مظہر کو تب تک نہ بلایا گیا
جب تک مظہر کو اونت سنگھ کے گھر لیا گیا۔ مظہر کو تب پولیس
نے گرفتار کیا تھا۔ تاریخ شب ۳۰ رہی تھی۔ دن یاد نہیں ہے
اس روز کیا تھا۔ مظہر نے درخواست EXP. 162 بلونت سنگھ
گھر رات کے وقت لکھی تھی۔ اور EXP 163 درخواست بھی
مظہر نے وہاں ہی لکھی تھی۔ تاریخ اس رات کو مظہر پر دی
اسی روز رات کو لکھا گیا۔ EXP 162 میری قلمی اور

مثل عدالت صفحہ نمبر

163 .Exp بھی میری قلمی ہے۔ مظہر نے اس پر لکھا تھا۔ درا ملاحظہ
درخواست پرنجدمت سپیشل مجسٹریٹ صاحب بہادر گلگت
وجموں وکشمیر لکھا ہے۔ میری وارنٹ پر اسی طرح لکھا تھا۔
مظہر کسی اوتار کرشن مینگی کو نہیں جانتا ہے۔ جب مظہر نے یہ
درخواست عدالت میں دی اس وقت میرے ساتھ ایک
ہیڈ کانسٹبل تھا۔ مظہر مینگی صاحب کو نہیں جانتا۔ کہ تب وہ
میرے ساتھ تھے۔ اس وقت مظہر کو اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے
پاس لے گئے۔ میرا کوئی ریمانڈ نہ لیا گیا۔ اس روز کے بعد اب کا
بیان دینے تک مظہر مجسٹریٹ صاحب افسر جیل کے پاس پیش
نہ ہوا۔ A.D.M صاحب نے میری درخواست لے لی۔ تقریباً
تین ساڑھے تین دن کا اس وقت وقت تھا۔ اس وقت
اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے کچھ سوالات پوچھے۔ مظہر نے ان کا
جواب دیا۔ مظہر کو دروازہ تک پولیس والے لے گئے اور خود چلے
گئے۔ مظہر اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پاس گیا۔ زمان پرے
بھی تب دروازہ تک میرے ساتھ تھا۔ میرے سوالات جواب
ہونے کے بعد اور ان کے نکلنے کے بعد زمان پرے کو اندر بلایا
مظہر کو باہر کیا گیا۔ اور اس کے بھی اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے
سوال جواب پوچھے۔ مظہر نے ان سوالات و جوابات پر دستخط نہ
کیا تھا۔ مظہر تب تک وہاں ہی رہا۔ جہاں اندر آنے سے پہلے
زمان پرے ٹھہرا تھا۔ اس کے بعد ہم اکٹھے چلے گئے۔ سوال و

مثل عدالت صفحہ نمبر

جواب کے بعد ۴/۶/۵۸ تاریخ مقرر کی گئی جو ہم دونوں کی ہوگی۔
پھر ۴/۶/۵۸ کو زمان پیرے کا بیان ہوا۔ میرا ۴/۶/۵۸ کو بیان نہ ہوا میرا بیان ۶/۶/۵۸ کو ہوا۔ اور شروع ہوا۔ اور اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے میرا بیان لکھنا شروع کیا۔ اور میرا بیان اسی روز ختم ہوا۔ ۷/۶/۵۸ کو پھر تاریخ رکھی گئی اور منظر کو بلایا گیا۔ اس روز میرا بیان نہ لیا گیا۔ اس روز میری درخواست وغیرہ معافی منظور کی گئی۔ اور منظر کو کہا گیا۔ کہ منظر کو وعدہ معاف بنایا جاتا ہے اس روز کے بیان پر میرا دستخط ہوا تھا۔ ۷/۶/۵۸ کو زمان پیرے بھی تھا۔ اس کا بیان ۸/۶/۵۸ کو ختم ہوا تھا۔ منظر ریمانڈ نہیں جانتا کہ کیا ہوتا ہے۔ منظر سب جیل میں رہا۔ وہاں کوئی مجسٹریٹ نہ آتا تھا۔ وہ سب جیل کوٹھی باغ ہے۔ وہاں سپیشل سٹاف کے سونے کی لائن اس سب جیل میں نہیں ہے۔ منظر اور زمان پیرے وہاں دونوں تھے۔ اس عرصہ میں منظر کو کسی مجسٹریٹ کے روبرو پیش نہ کیا گیا تھا۔ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے منظر کو زبانی نہ کہا کہ منظر کو کس جگہ رکھا جاوے۔ اور پولیس نے منظر کو سب جیل میں لیا۔ میرے ساتھ پولیس تھی اور منظر کو وہاں رکھا گیا۔ سب جیل میں اپنا اپنا کھانا سب کھاتے تھے۔ راشن سٹور سے ملتا تھا منظر زمان پیرے اور عبدالعزیز پروانہ وہاں تھے۔ ہم سے دن کو کوئی مشقت نہ لی جاتی تھی۔ اس میں ۹، ۱۰ کمرے ہیں۔ صبح نماز کے وقت ہم کو کھول دیتے تھے جو کہ بعد دیگرے کھولتے تھے۔ منظر کو نکالا

مثل عدالت صفحہ نمبر

منظہر نے منہ وغیرہ دھویا۔ اور منظہر کے بعد دوسرے کو بلایا گیا
ہم تینوں الگ الگ کمرے میں تھے۔ ہمارے وقت تقریباً ایک
مہینہ پیر عبدالغنی ملزم حاضر عدالت بھی وہاں رہا۔ مئی جون
تھا۔ جون کا مہینہ تھا۔ منظہر وہاں آخری مئی میں آیا تھا۔ میرے
بعد پیر عبدالغنی ملزم وہاں آیا۔ ہم چار کے علاوہ اور ایک قیدی تھا
جو پیر عبدالغنی کا خدمتی تھا۔ ان کے بغیر اس سب جیل میں وہاں کوئی
اور نہ تھا۔ ہمارا وارڈر بشیر نا تھا۔ اس کو ویشہ کاک کہتے ہیں
اس سب جیل کے باہر ایک دروازہ ہے۔ اس کے بعد جیل کا
اندر کا ہے جو سب جیل کو جاتا ہے۔ دائیں بائیں کوئی نہیں
رہتا ہے۔ دروازہ کھولا اور سب جیل کے اندر آدمی جاتا ہے
دائیں بائیں اس کے منظہر نے کوئی بلڈنگ نہ دیکھی۔ اس سب
جیل کا صحن ہے۔ جو تقریباً ایک کنال ہو گا۔ اندر کوئی پہرہ ہیر
ہے۔ دروازہ بند ہے۔ اندر دو وارڈر اور ہیڈ وارڈر
دو دروازہ پر اندر رہتے ہیں۔ باہر نہیں ہے کوئی ہوتا ہے
دروازہ بند رہتا ہے۔ اندر سے اس کا تالا ہے۔ باہر کا علم نہیں
ہے۔ وہاں ایک آدمی ایک دوسرے کے ساتھ بات نہیں
کر سکتا۔ نہ ایک دوسرے کو وہاں کوئی دیکھ سکتا ہے۔ پیر عبدالغنی
ملزم سے میری اس عرصہ میں کوئی بات نہ ہوئی۔ وارڈر اور ہیڈ
وارڈر اندر سے آتے ہیں باہر آتے جاتے ہیں۔ ایکدوسرے کو دیکھتے
تھے۔ جیل والوں کا آرڈر تھا کہ ایکدوسرے سے بات نہ کرنا

مثل عدالت صفحہ نمبر

نہ مظہر نے کی۔ اپنی بے عزتی کیوں کراتا۔ وہاں چار پانچ دفعہ ڈاکٹر آیا۔ پروانہ از حد بیمار ہوا تھا۔ تب دسمبر و جنوری کا مہینہ تھا۔ وہ اب وہاں نہیں ہے۔ مظہر نے سُنا ہے کہ اس کی ضمانت ہوئی ہے اس کے بعد مظہر نے اسے نہ دیکھا۔ وہ جنوری سال ۵۸ء میں وہاں سے گیا۔ پروانہ کئی دفعہ بیمار ہوا۔ اور اُٹھا پھر جب حد سے زیادہ ہوا۔ پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔ پانچ چھ یوم اس کی حرکت قلب بند رہی۔ ان دنوں ہم کو اس کے زیادہ بیمار ہونے کی وجہ سے اس کے پاس جاتے رہے۔ میری سب جیل میں سے عبدالعزیز پروانہ سے واقفیت ہوئی تھی۔ وہاں ایک دفعہ سپرنٹنڈنٹ صاحب جیل قریشی صاحب اور ایک دفعہ زتشی صاحب میاں صاحب آئے تھے۔ جو گذشتہ ۵ نومبر، دسمبر میں آئے تھے۔ اس کے بعد مظہر بیمار ہوا۔ میرے پاس ڈاکٹر آیا اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ صاحب جیل نہ آئے۔ مظہر مارچ اور اپریل میں بیمار ہوا۔ مظہر زیادہ بیمار تھا۔ ۱۹۵۵ء اور ۱۹۵۶ء میں مظہر جیل نہ رہا۔ کیوں رہتا۔ نہ ۱۹۵۶ء اور نہ ۱۹۵۷ء میں رہا۔ مظہر صرف اسی سال نظر بند رہا ہے۔ اور بند رہا ہے۔ اس سے قبل مظہر کو کبھی Detention میں نہیں رکھا گیا ہے۔ بارہمولہ میں مظہر نقدی سودا لیتا ہے۔ کسی کے ساتھ وہاں حساب سودا نہیں ہے۔ اپنا نفس پورا ہوتا ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ مظہر ۱۹۵۵ء سے آج تک سب جیل کو ٹھی باغ میں بند ہے۔ ہم کو وہاں راشن کشمیر ناتھ دیتا تھا۔ مظہر کو جن کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

بعد ۲۔ ۳ جولائی کے بعد ۳ روپیہ ۱۰ آنہ روز کے ملتے تھے۔ پہلے وس آنے ملتے تھے۔ مظہر خود اپنے گھر سے ہر روٹی پکاتا تھا۔ میرا کوئی خدمت گار نہ تھا۔ جب پکڑے جانے کے بعد مظہر گھر گیا۔ تب مظہر نے کبیر احمد، یاسین بیگ، شریف، محمد یوسف کو واقعات بتائے تھے۔ نصر اللہ کو اس کی اطلاع مظہر نے نہیں بھیجی۔ محمد علی اور رحیم اللہ اس کے بعد نہیں آئے۔ ان سے کس طرح کہتا۔ کبیر احمد کا مظہر نے سنا کہ اسے پولیس لے گئی۔ جو اپنے بیان کے دو تین یوم بعد لینے کا سنا تھا۔ باقیوں کا علم نہیں ہے مظہر کو علم نہیں ہے کہ تب کبیر احمد کتنے یوم بعد یہاں سے واپس گیا تھا۔ اس عرصہ میں مظہر کبیر احمد سے ملتا رہا۔ بات چیت بھی ہوتی رہی۔ نہ مظہر نے اسے بیان کے متعلق پوچھا نہ اس نے دریافت کیا۔ وہ ناراض تھا کہ مظہر نے ایسا راز کیوں بتایا۔ یوسف، شریف اور یاسین اس کے بعد شاذ و نادر ملتے رہے۔ ان کو میرے سے پوری عداوت ہو گئی تھی کہ مظہر نے راز کیوں افشا کیا ۵، ۵۔ ۸، ۸ یوم کے بعد مظہر نے یاسین، یوسف اور شریف کو اپنے بیان کا ذکر کیا ہو گا۔ انہوں نے یہی ناراضگی ظاہر کی، ظاہر نہ ہونے دی۔ یہ نہیں کہا کہ مظہر نے ان کو مروا دیا ہے۔ کبیر احمد نے اندرونی ناراضگی دکھائی۔ ظاہر زبان سے نہ کی۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ کبیر احمد اور یاسین کی پولیس نے کوئی تلاشی لی تھی یا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ پولیس نے شریف اور یوسف کی تلاشی

مثل عدالت صفحہ نمبر

ہا نہیں لی ہے۔ مظہر خود سلامت نہیں گیا ہے۔ خبر نہیں ہے کہ کبیر احمد
خان گیا ہے یا نہیں۔ ان چھٹیوں کے پکڑے جانے کے بعد میرا
بیان سال ۱۹۵۷ء میں نہ ہوا۔ میرا بیان سال ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ چھپنگی
کے طرف جہاں ایک چھوٹا shed ہے۔ اس کے آگے
دس قدم Foot path کے نزدیک مظہر نے ان چھٹیوں
کو پھاڑ کر پھینک دیا تھا۔ یہ سولپورا اڈہ کی جانب کا واقعہ ہے
اس وقت وہاں حیثیت میں بدل گئی ہے۔ وہاں اب نیا پل
بنا ہے۔ پل آگے نہیں گیا ہے۔ وہ جگہ سڑک بن گئی ہے۔
ہندوستان مندر کے سامنے ایک زرگر تارا سنگھ کی دکان ہے
جس وقت مظہر کی نظر شیخ غلام قادر پر پڑی اس وقت وہ
دوسری طرف سڑک کے آیا تھا۔ مظہر اس وقت شاپ سے نکلا
اس وقت وہ تین چار جریب پر تھا۔ جب میری نظر شیخ غلام
قادر پر پڑی اگرچہ آفتاب غروب ہوا تھا ابھی روشنی تھی۔ وہ
مظہر کو دیکھ رکتا تھا جس وقت مظہر نے اس کو دیکھا مظہر نے
اسی وقت چھٹیاں جیب سے نکال کر ان کو یکدم پھاڑ کر نالی میں
پھینک دیا۔ مظہر کو کیا معلوم کہ ان کو میرے آنے کی کوئی اطلاع
ملی تھی یا نہیں۔ جب مظہر special staff میں لایا گیا
وہاں اس وقت کیا اخبار نہ تھا۔ وہاں قریب گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ
لگا۔ مظہر اس عرصہ شیخ غلام قادر کے ساتھ کھڑا رہا۔ زبان پر
اپنا بدوز سپیشل سٹاف میں نہ تھا۔ ان ایام میں جب مظہر

مثل عدالت صفحہ نمبر

وہاں بیان کے سلسلہ میں جاتا رہا۔ منظر مسجد میں ہی رہا۔ منظر مسجد نہ رہتا۔ مگر میرے رشتہ داراں ان دنوں گلگام تحصیل ہنڈوارہ گئے تھے۔ وہ رشتہ دار میرے بھائی غلام ربانی کے سالے ہیں۔ وہاں ان کے بڑے مکانات ہیں۔ ان کا کوئی بھائی یار نہیں ہے ان دنوں منظر بازار میں کھانا کھاتا رہا۔ منظر نے ان چار پانچ دن میں کسی سے ملنے کی کوشش نہ کی۔ منظر کو ملٹری افسر کو بلوانے کا علم نہیں ہے۔ البتہ وہ میرے پکڑے جانے کے کم از کم نصف گھنٹہ بعد وہاں پہنچا۔ منظر خود خدا بخش ہے۔ منظر کسی خدا بخش کو نہیں جانتا ہے نہ وہاں کوئی خدا بخش ہے۔ منظر کسی بریگیڈیر خدا بخش ساکن مگر مل کو نہیں جانتا ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ بریگیڈیر خدا بخش کا عمراد خان کیا لگتا ہے۔ منظر عمرا خان انسپکٹر کو نہیں جانتا ہے۔ مرزا مہر علی کو جانتا ہے۔ وہ میرے تھانہ میں رہا ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ ٹھاکر کرتار سنگھ کی کوئی زمین سلطان پورہ کے ساتھ ہے یا نہیں۔ منظر کو علم نہیں کہ عمرا خان کھوکھر خدا بخش بریگیڈیر کا بہنوئی لگتا ہے یا نہیں نہ منظر کو خدا بخش بریگیڈیر کے رشتہ داراں کا علم ہے۔ منظر کو سپیشل سٹاف میں ۱۹۵۸ء میں لے گئے۔ منظر کو معلوم نہیں ہے کہ ملٹری والا بھی وہاں گیا یا نہیں۔ وہاں جب اس کو چھوڑا گیا۔ ان کی اصل شکل نکل آئی۔ اور منظر نے ان کو اس وقت پھر پڑا۔ جس روز منظر نے بیان دیا۔ اس روز یہ شیخ غلام قادر کے سامنے تھیں۔ منظر نے

شمل عدالت صفحہ نمبر

اس روزان کو نہ پڑھا۔ شاید مظہر نے سٹی منصف صاحب
کے پاس اس پر دستخط کیا۔ ان کو مظہر نے اس وقت شناخت کیا
تھا جس وقت شیخ غلام قادر نے اس کی نسبت میرا بیان لیا
اس وقت مظہر نے ان چھیوں پر اپنا کوئی نشان رکھا تھا۔ مظہر
نے عبدالعزیز سلطان کھٹائی کے لڑکے کو دو تین دفعہ لاریوں کے
چیک کرنے کے وقت دیکھا ہے۔ دو تین سال سے دیکھا ہے مظہر
کو علم نہیں ہے کہ وہ عبدالعزیز اس وقت کدھر رہتا ہے۔ وہ جب
بچہ ہی تھا، مظہر اور وہ ایک ہی سکول میں پڑھتے۔ وہ تب
دسویں میں اور مظہر چھٹی میں پڑھتا تھا۔ نصراللہ خان کی ایک
چھٹی مظہر نے سٹی منصف صاحب کے پاس لکھی تھی۔ جو ان
چھٹیوں کے علاوہ تھیں جو میرے سے پکڑی گئی۔ "اخوان صاحب"
وہی چھٹی EXP. 167 مظہر نے ان کی سٹی منصف صاحب کے
پاس دیکھا تھا۔ دوسرے EXP 168 اس کی آج مظہر کو
عدالت میں دکھائی گئی۔ اس کے ساتھ ہی سلپ بھی لگا ہے
اس پر اس کا اصلی دستخط اس چھوٹے سلپ پر ہے EXP. 168
کے بڑے پرچہ کے نیچے اس کا N ہے۔ اور اس کے چھوٹے
سلپ پر اس کا پورا دستخط ہے۔ EXP. 167 کے نیچے
"نعیم ایجنٹ فرم ہلال" درج ہے۔ نسیم نصراللہ کا کوڈ نام
ہے۔ اور فرم کا مطلب Security Agency ہلال ہے
اس پر تاریخ درج نہیں ہے۔ یہ EXP 167 پھاڑی

مثل عدالت صفحہ نمبر

نہیں گئی ہے اور صحیح سلامت ہے تاکہ پھٹ نہ جائے، اسلئے اس پر یہ کاغذ لگا ہے۔ جب مظہر کو یہ دکھائی گئی۔ تب بھی یہ کاغذ اس پر لگا تھا۔

اس وقت برخواست کچہری کا وقت ہوا ہے اسلئے کل پر گواہ کا بیان ملتوی رکھا گیا

Rcac

دستخط گواہ بحروف اردو

دستخط صاحب مجسٹریٹ بحروف انگریزی۔

CONTINUED.

عطاء اللہ بیگ باقرار صالح ۲۶/۵/۵۹

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ

ملزمان بیان کیا۔ کہ چٹھی EXP. 167 مظہر نے اس سے قبل دو دفعہ دیکھی ہے۔ ایک دفعہ پولیس میں جب میرا بیان دوسری دفعہ بیان ہوا۔ دوسری دفعہ سٹی منصف کے پاس بیان کے وقت دیکھی ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ کہاں سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ چٹھیاں EXP 167، EXP 168 سال ۱۹۵۵ء کے بعد کی ہیں اور میرے کام کے وقت کی بعد کی ہیں۔ مظہر نے اس کو دسمبر سال ۱۹۵۸ء میں پولیس میں دیکھا ہے۔ جو EXP 167 کو دیکھا ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

میرے سالے نصر اللہ خان کو پتہ تھا۔ کہ مظہر سال ۱۹۵۵ء کے
بعد یہ کام نہیں کرتا ہے۔ پھر بھی ان چٹھیوں کو بھیجا گیا۔ مظہر نے
پولیس سے دریافت نہ کیا۔ کہ یہ چٹھی EXP. 167 کب آئی ہے
اور کس طرح آئی ہے۔ نہ پولیس نے میرے سے کہا۔ لیکن مظہر کو
اس سے پتہ چلا۔ کہ یہ نصر اللہ خان کی ہے اور لیسن بیگ اعوان
صاحب کا نام ہے (یہ گواہ نے خود بخود ایڈووکیٹ کے جواب
میں کہا) مظہر نے پولیس میں بیان کے بعد لیسن بیگ سے اس
چٹھی کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ مظہر تب حراست میں تھا ہی نہیں۔
مظہر صرف ایک سال سے زیر حراست ہے اور جیل پولیس سے
زیر حراست ہے۔ جس وقت مظہر کو اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے
پاس بابت بیان لے گئے اس وقت مظہر نے چٹھی EXP. 168
کو وہاں نہ دیکھا۔ مظہر کو چٹھی EXP. 167 کا مضمون زبانی یاد
نہیں ہے۔ نہ مظہر کو EXP. 197 کا مضمون اس وقت یاد ہے
جو میرے سے پکڑی گئی ہے۔ اس کے جو "۲۸۶" کے دائیں طرف جو
ٹکڑا لکھا ہے۔ یاد نہیں ہے کہ وہاں تاریخ اور سال اس پر درج
تھا یا نہیں۔ پنسل سے اس کے نیچے چند حروف لکھے ہیں۔ وہ یہ
ہیں۔ بیبوں کی پیٹیوں کی رسید بھیجد ویں۔
اس کے نیچے کوئی دستخط نہیں ہے۔ یہ لفظ جو مظہر کو دکھایا جا رہا ہے
مظہر نہیں کہہ سکتا کہ یہ کیا ہے (اس کو دائرہ سے محدود کیا گیا ہے
اور وہاں [illegible] ہو گئے) لیسن بیگ ان پڑھ ہے۔ یوسف

مثل عدالت صفحہ نمبر

اور شریف چار چار پانچ پانچ جماعت تک پڑھے ہیں وہ لکھ
پڑھ سکتے ہیں۔ کبیر احمد آٹھ نو جماعت تک پڑھا ہے۔ جو چھٹیاں
مقدمہ Enemy سرکار بنام رحمان شگو وغیرہ بجرم
Agent Ordenence منظر کو کل عدالت میں دکھائی
گئیں۔ اس کو کل منظر نے اس وقت پہلی بار دیکھا۔ میرا سالا وہاں
بڑا آدمی ہے۔ جو کوئی افسر وہاں آتا ہے وہ اس کے گھر وہاں رہتا ہے
سجاول خان بھی اس کے پاس آتا تھا۔ وہ مہینہ میں ۵، ۶ مرتبہ
کبھی کبھی تین چار مرتبہ آتا تھا۔ وہ وہاں سی۔ آئی۔ ڈی کا کام کرتا
تھا۔ اور ڈاک وغیرہ کا کام میرے سالے کے ہاں آتا تھا۔ میرے
سامنے وہ بیٹھکر اپنے افسران کو ڈاک وغیرہ لکھتا تھا اور بھیجتا
تھا۔ وہ میرے ساتھ تب سیاسی گفتگو نہیں کرتا تھا نہ منظر اسکے
ساتھ اس طرح کی گفتگو کرتا تھا۔ جن دنوں منظر وہاں رہتا تھا وہ
ان دنوں وہاں ہی میرے سالہ کے ہاں رہتا تھا۔ اور وہاں ہی دو
تین یوم رہ کر جاتا تھا۔ وہ تب تحصیل باغ میں تعینات تھا۔
منظر وہاں کبھی نہیں گیا ہے۔ نہ خبر ہے نہ وہ اُدھر سے کس قدر
دور ہے۔ منظر وہاں سے کبھی باہر نہیں گیا ہے۔ تحصیل باغ
تحصیل ہے اس کا نام ہی تحصیل باغ ہے۔ منظر بس مرگ سے
گیا تھا۔ سدہان پورہ سے بابا ریشی اور وہاں سے بس مرگ سے
گیا۔ اس گلی میں برف پڑی ہے۔ جو ایسے پوہ میں شروع ہوتا ہے
اور گلی چیت میں کھلتی ہے۔ اس گلی پر ٹکٹ ہے۔ منظر کو پتہ نہیں ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

کہ کتنے آدمیوں کی پکیٹ ہے۔ منظر وہاں سے جیت کے بعد واپس
آیا تھا۔ منظر کو پتہ تھا کہ ہم کس ٹائیم پر وہاں سے کراس کر سکتے ہیں
آخری بساکھ یا آغاز جیٹھ میں منظر تب آیا تھا۔ انگریزی مہینہ
کیا تھا صحیح یاد نہیں ہے۔ مئی جون ہو گا۔ منظر کو پتہ نہیں ہے کہ
کہ وہ میرا لڑکا کدھر ہے جو آج دو سال سے اس کا پتہ نہیں ہے
اس کا نام نثار اللہ ہے۔ یہ وہی بڑا لڑکا ہے جس کو منظر یہاں
چھوڑ کر تب وہاں گیا تھا۔ منظر نے اس کی نسبت کوئی رپورٹ
تھانہ وغیرہ میں نہیں دی ہے۔ منظر اس کے کالج میں نہ گیا وہ
وہاں ایف۔ اے میں میٹرک کے بعد داخل ہوا۔ اور وہاں سے
بھاگ گیا۔ منظر نے بھی نہیں پوچھا۔ ۴ جیٹھ کو منظر نے اسے
داخل کیا۔ ساتھ ہی کتابیں لے کر دیں۔ وہ اس کے بعد بھاگ گیا
اور داخل ہی نہ ہوا۔ وہ جون کا مہینہ تھا۔ جون کا مہینہ انگریزی
تھا۔ دو سال ہو گئے۔ سال ۱۹۵۷ء کا تھا۔ اس کو پکڑا نہیں گیا
منظر کو پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کدھر گیا ہے۔ میرے بھائیوں کو
اس کا پتہ ہے۔ منظر نے اپنے سالے کو اس کی نسبت کوئی اطلاع
نہ دی۔ اس سے چھوٹا میرا ایک اور لڑکا ہے جو پندراں سال کا
ہے۔ وہ ۱۷ سال کی عمر کا تھا۔ ایک اور چھوٹا لڑکا چار یا پانچ سال کا
ہے۔ پندراں سال والا لڑکا یار ہمولہ میں مشن ہائی سکول میں
پڑھتا ہے۔ جب اس کا بڑا بھائی پڑھتا تھا وہ بھی تب پڑھتا تھا
بڑا لڑکا دسویں میں اور یہ نویں میں تب پڑھتا تھا یہ فیل ہوا۔ اس نے

مثل عدالت صفحہ نمبر

پڑھائی چھوڑ دی۔ اب زمینداری کرتا ہے۔ میرا چھوٹا لڑکا یہاں
ہی پیدا ہوا ہے۔ چوکیدار رجسٹر ہوتا ہے۔ سمت یاد نہیں ہے
جب پیدا ہوا۔ البتہ چار یا پانچ سال ہوئے ہونگے۔ میرا اس کے
علاوہ ایک اور لڑکا ہے جو دو اڑھائی سال کی عمر کا ہے۔ وہ
بھی یہاں ہی پیدا ہوا ہے۔ پونچھ میں ایک لڑکی میری ہوئی ہے
جب منظر واپس آیا تب لڑکی ان دنوں دو تین مہینوں کی پیدا
ہوئی تھی، تب ماں کے ساتھ ایک لڑکا اور ایک لڑکی آئے۔
جب میری عورت یہاں سے گئی تب وہ ایک لڑکا ساتھ لیکر
گئی تھی۔ منظر مظفر آباد کبھی نہیں گیا ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ
میرا بھائی غلام ربانی سال ۱۹۵۵ء میں کہاں کہاں کام کرتا تھا۔
۱۹۵۴ یا ۵۵ میں وہ شملہ گیا تھا۔ سال ۱۹۵۶ء میں ثبوت بایڈ
میں تھا۔ ۱۹۵۷ء کا یاد نہیں ہے وہ اپنے اہل وعیال کو چٹھیاں
لکھتا تھا۔ منظر کو کوئی چٹھی نہ لکھتا تھا۔ سلام بھیجتا تھا۔ منظر تب
اس کے گھر آتا جاتا تھا۔ مکان ہمارے ساتھ ساتھ نہیں۔ یاسین
کا مکان میرے سے دو اڑھائی میل ہے۔ اس گاؤں کا نام
چندوسہ ہے۔ شریف اور یوسف کا گھر کچھوہ میں ہے۔ وہ بھی
دو اڑھائی میل پر ہے۔ بارہمولہ سے میرے گھر آتے چندوسہ پہلے
آتا ہے۔ کچھوہ اس کے بائیں طرف پر ہے، کچھوہ راستہ کے بائیں
طرف ہے۔ وہ میرے گاؤں سے پہلے آتا ہے۔ ہماری ایک
Short Cut ہے۔ اس طرف سے پہلے چندوسہ نہیں۔

نقل عدالت صفحہ نمبر

آتا ہے۔ منظر تکلپنڈی سے ہی جاتا ہے۔ جب منظر نے پولیس میں
پہلا بیان دیا ان دنوں منظر بارہمولہ رہتا تھا۔ وہاں میرا مکان
سڑک پر تھا۔ اور جو لوگ چندوسہ اور کپھوڑہ سے آتے تھے ان کا وہی
راستہ ہے۔ یاسین خود تب میرے پاس بارہمولہ آگیا جب یہ بات
سن کر آگیا تھا۔ اس وقت کبیر احمد میرے سے نہیں ملا تھا۔ یاسین
شریف اور یوسف کبھی نہیں آئے تھے الگ الگ آئے تھے
یہ اب یاد نہیں ہے کہ پہلے کون اور بعد میں کون آیا۔ اس کے بعد
کبیر احمد آیا۔ جو اس کے دو تین دن کے بعد آیا ہوگا۔ کبیر احمد سے
قبل وہاں یس، یوسف اور شریف آئے تھے۔ منظر ان دنوں
سلطان پورہ نہ گیا۔ منظر تقریباً دو ... سال وہاں کوٹھی باغ
کرایہ مکان میں رہا۔ گاؤں بھی تب کبھی کبھی جاتا تھا۔ زمینداری
نہ کرتا تھا۔ اور اس کی پیروی کرتا تھا۔ میرا عیال کانلی باغ رہتے
تھے۔ فیروز خان کے دو لڑکے ہیں۔ جو بھی چپراسی ہیں۔ ایک
جعفر محمد نائب صاحب کے پاس ہے۔ اور دوسرا عمر ابھی
شیخ صاحب کے پاس چپراسی ہے۔ شیخ صاحب کا نام پتہ نہیں،
کہ کشمیری ہے یا نہیں۔ اس کے مکان کا پتہ نہیں ہے۔ جب
منظر نے دوسری دفعہ بیان پولیس میں دیا۔ اس وقت منظر نے
بارہمولہ والا مکان چھوڑ دیا تھا۔ اور اس وقت منظر گھر رہتا
تھا۔ میرے دوسرے بیان کے وقت میرا لڑکا بھاگ گیا تھا
اور چھوٹے لڑکے نے تعلیم چھوڑ دی تھی۔ افضل خان نصر اللہ خان کا

مثل عدالت صفحہ نمبر

چچیرا بھائی ہے جو میرا چچیرا سالا ہے۔ نصر اللہ خان اور افضل خان
ایک ہی جگہ الگ الگ مکان میں رہتے ہیں۔ افضل خان
نصر اللہ خان کے پاس آتا جاتا ہے۔ رحیم اللہ وہاں کا زمیندار ہے
اور نصر اللہ خان کا ملازم ہے۔ اس کی عمر بیس بتیس سال کی ہو گی
افضل خان کی دو بہنیں کبیر احمد کے گھر ایک۔ اس کے بھائی بشیر
احمد اور دوسری اس کے چچیرے بھائی علی اکبر کے زیر نکاح ہیں
افضل خان قبائلی ریڈ سے قبل میرے پاس آتا تھا۔ ریڈ کے
بعد ان کا یہ میری جانب پہلا پھیرا تھا۔ کبیر احمد کا پتہ نہیں ہے
اس کے ہاں وہاں اس کی بہنیں ہیں وہاں خود ہی آتا ہو گا۔
منظر کو پتہ نہیں ہے کہ محمد علی بھی میرے سالے نصر اللہ کا ملازم
ہے۔ بہادر وہاں ایک دوکاندار فتح محمد کا لڑکا ہے وہ میرے
سے چھوٹا ہے۔ شاہ محمد بھی میرے سالے نصر اللہ کا نوکر تھا۔
اور شاہ محمد اس کے ملازم تھے۔ افضل نصر اللہ کا چچیرا
بھائی ہے جن دنوں منظر نصر اللہ کے گھر رہا۔ نصر اللہ خاں کو
سیاسی باتوں کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تھا۔ وہ اپنے کاروبار
میں تھا۔ وہ حیثیت والا آدمی ہے نہ ان دنوں اس کے ساتھ
کوئی سیاسی بات نہ ہوئی۔ وہ اس بات کو پسند ہی نہ کرتا تھا۔
نہ افضل خان سیاسی معاملات میں بات چیت کرتا تھا۔ وہ
نیم خواندہ ہے۔ رحیم اللہ اور محمد علی اور شاہ محمد ناخواندہ ہیں
اگر وہاں شام کو چلیں اور یہاں گلی کے راستہ صبح پہنچ جاتے

مثل عدالت صفحہ نمبر

ہیں۔ منظر پکیٹ سے بچا کر تب رات کو رات گیا اور رات کو رات آیا
بھی۔ وہاں کے تک میرے سامنے ہمارے ساتھ
اپنے آدمی رہتے تھے۔ اس کے اس طرف علاقہ
میں مرگ کلہ ہے اس طرف کا راستہ پہاڑی اور خطرناک ہے
اس طرف میدان ہے۔ ہم پکیٹ سے چھپ کر نکلے۔ رات کے وقت
ہی ہم نے پکیٹ کو چھوڑا تھا۔ یہاں میرے ساتھ کے آدمی واپس
گئے۔ وہاں سے پکیٹ صرف نصف میل پر ہے۔ پھر ہم گنگ کے
نزدیک لوگام جنگل میں پہنچے۔ لین مرگ ہے۔ وہاں کوئی
نہیں رہتا ہے۔ ان دنوں وہاں کوئی نہ تھا۔ ابھی تھوڑی تھوڑی
روشنی تھی جب ہم لوگام پہنچے۔ وہاں سے میرا گھر صرف نصف
میل ہے۔ جون یا جولائی تھا جب منظر نے شہادت تحصیلدار
صاحب بارہمولہ کے پاس گذاری۔ منظر نے وہاں بیان دیا
اور میرا وہاں بیان تھا۔ کہ منظر یہاں ہی تھا۔ اور منظر پاکستان
گیا ہی نہ تھا۔ کیونکہ میرے صرف تو لیس میں کوئی رپورٹ ہی
نہ تھی اور میری شہادت تھی۔ کہ کسی نے پولیس کو ایسی غلط
اطلاع دی ہے کہ منظر باہر گیا تھا۔ میری شہادت تحصیلدار
صاحب نے اعتبار کیا۔ کہ منظر نہ باہر گیا تھا نہ پار گیا تھا۔ اور
اس پر منظر کو رخصت کیا گیا۔ منظر کو پتہ نہیں ہے۔ کہ وہ متھا
سنگھ زندہ ہے یا نہیں۔ وہ میرے سے دور رہتا ہے۔ وہ
تحصیلدار پنڈت ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ پنڈت رکھتا تھا متھو

مثل عدالت صفحہ نمبر

کب ریٹائرڈ ہوئے۔ یہ سال ۱۹۵۵ء یا ۱۹۵۶ء کا یاد ہے۔
مظہر کو یاد ہی نہیں ہے۔ جب میں پکڑا گیا۔ ان دنوں کاچو صاحب
ڈی۔سی تھے۔ آجکل پتہ نہیں کہ کون ہے۔ کاچو صاحب میرے
پکڑے جانے کے ایک دو سال قبل ڈی۔سی تھے۔ اس سے قبل کا
مظہر کو علم نہیں ہے کہ کون ڈی۔سی وہاں تھے۔ مظہر کو تھانہ
بارہمولہ میں کبھی نہیں بلایا گیا۔ جب مظہر یہاں سے پولیس میں
پہلی دفعہ بیان دینے گیا۔ مظہر سنتا سنگھ سے نہ ملا نہ اب تک ملا
بیراگر اس سے ۸ میل پر ہے۔ مظہر نے اس کو اس کے بعد
گاؤں میں نہ دیکھا۔ یہ بات غلط ہے کہ مظہر سال ۱۹۵۴ء میں یہاں
نہیں تھا۔ مظہر تب اپنے گھر تھا۔ یہ بھی غلط ہے کہ مظہر سال ۵۵ء
میں یہاں نہ تھا۔ مظہر تب اپنے گھر تھا۔ مظہر ۱۹۵۴ء و ۱۹۵۵ء میں
اپنے سالے نصر اللہ خان کے گھر نہ تھا۔ مظہر اپنے گھر تھا۔ سنتا
سنگھ اور کبیر احمد کی شہادت مظہر نے ۱۹۵۵ء میں نہیں دیوائی
تھی نہ اس کے بعد مظہر پولیس کے زیر حراست رہا۔ نہ آج تک
رہا۔ یہ بات غلط ہے کہ مظہر ۱۹۵۵ء سے لیکر اس وقت تک
زیر حراست پولیس رہا ہے۔ جب مظہر کو نصر اللہ خان کی پہلی مرتبہ
چٹھی آئی مظہر نے اپنے کسی بھائی یا عورت یا کبیر احمد سے اس کا
ذکر نہ کیا تھا۔ محمد علی اور افضل تب صرف رات کو ہمارے
ہاں رہے۔ میری بیوی نے اُن سے خیر و خبر پوچھی۔ انہوں نے
میرے بھائیوں یا بیوی یا میرے بڑے لڑکے پاس چٹھی کا ذکر نہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

گیا وہ صبح میرے گھر تب چٹھی لے کر پہنچے تھے۔ وہ اندر ایک
کمرے میں رہے۔ ان کے آنے کا صرف میرے عیال بچوں کو پتہ
میرے بھائیوں کو بھی پتہ نہ تھا۔ افضل اسی رات کو اپنی بہنوں کو
ملنے نہ گیا۔ مظہر نے اس کو جواب اس کا دیکر رات کو ہی واپس
کیا۔ وہ دن بھر رہ کر رات کو ہی واپس چلے گئے۔ مظہر نے افضل
کو تب اس کی بہنوں کے گھر جانے نہ دیا۔ وہ اگرچہ اصرار کرتا تھا
کبیر احمد کا گھر میرے سے ۳ - ½۳ میل پر ہے جو کھوڈ پورہ ہے
وہ یارہمولہ کی طرف ہے۔ اس کے راستہ میں وہ نہیں آتا ہے وہ
شام کو چلے گئے اس کو راستہ نہ معلوم تھا۔ مظہر ساتھ نہ گیا۔ دن کا
یاد نہیں ہے کہ تب کیا تھا۔ تاریخ بھی یاد نہیں ہے۔ تقریباً ½۲
کے بعد دوبارہ آگئے۔ جو دوسری چٹھی نصر اللہ کی لے کر گئے اس
عرصہ میں مظہر نے اس کی نسبت کبیر احمد سے یا افضل کی بہنوں
سے کوئی بات نہ کی، مظہر نے اپنے بچوں کو بھی منع کیا تھا۔ کہ اس کا
کسی کو پتہ نہ چلے۔ تاریخ کا پتہ نہیں ہے تب کیا تھی۔ دوسری دفعہ
وہ وہاں دو یوم رہے اور اسی طرح تب بھی میرے گھر علی الصباح
پہنچے۔ دو یوم مظہر نے ان کو اندر ہی رکھا، اس وقت رحیم اللہ
اور محمد علی تھے افضل نہ تھا، رحیم اللہ اور محمد علی نے تب میری
بہنوں سے بات چیت کی نہ رحیم کا نہ محمد علی کا یہاں کوئی رشتہ دار
ہے۔ دن نہیں بتا سکتا، جب مظہر نے ان کو اندر اپنے گھر رکھا
سال سنہ ۱۹۵۶ تھا، دیسی سال یاد نہیں ہے۔ آجکل انگریزی سال کا

مثل عدالت صفحہ نمبر

رواج ہوا ہے اب دیسی یاد ہی نہیں رہتا ہے۔ دیسی مہینہ
مگھر کا تھا۔ اس کے بعد تقریباً ۹، ۱۰ ماہ کے بعد تیسری بار
آ گئے۔ دیسی سال یاد نہیں ہے، دیسی مہینہ ساون ہاڑ تھا۔ میرے
ہاں دو تین یوم رہے۔ وہ کمرے کے اندر رہتے تھے بند نہ تھے
ایسے اندر ہی ان کو رکھا جاتا تھا۔ دوسرے اور تیسرے پھیرے
کے بعد بھی میری اس کی نسبت کبیر احمد سے کوئی بات چیت
نہ ہوئی۔ اس دن میرا عیال بار ہمولہ تھا گھر پر نہ تھا۔ وہ بھی تب
علی الصباح آئے تھے۔ مظہر کو دیسی سال کی یادداشت نہیں ہے
مہینہ بتا سکتا ہوں۔ جو زمینداری بتا سکتا ہے بکری سنہ
یاد ہے مگر سال دیسی ہم بھول ہی گئے ہیں۔ ہم جنتری کے حساب
سے چلتے ہیں۔ تب جولائی کا ساون کا مہینہ تھا۔ اس کے بعد جب
آئے تب آخری ساون یا شروع بھادوں تھا۔ سموت دیسی
یاد نہیں ہے۔ ۳۰ ہے کہ وہ تک آخری ساون ہوا۔ اور
آغاز بکیم سے اس تاریخ تک ہوتا ہے۔ وہ ان دنوں میرے
کمرے میں ہی رہے، باہر کہیں نہ گئے۔

سوال۔ چوتھی بار جب آ گئے تب سمت بکری کون تھا؟

جواب۔ مظہر کو دیسی سال یاد نہیں ہے۔ مہینہ بھادوں کا تھا۔
اس دفعہ بھی یہی دو تین دن رہے۔ اس بار کبیر احمد کو پتہ ہے۔
کبیر احمد نے مظہر کو کہا۔ اس بار تب دن خان آیا تھا۔
یہ گواہ نے خود بخود ایڈوکیٹ کے سوال کے جواب

مثل عدالت صفحہ نمبر

میں کہا کابلی باغ کا مکان تب مظہر نے کرایہ پر لیا تھا۔
۸۔۱۰ مہینے کرایہ پر لئے ہوئے کو ہوئے تھے۔ میری بیوی ان دنوں بارہمولہ تھی۔ اس کے ساتھ کیا بات چیت ہوتی یہ جو آتا تھے اس دفعہ وہ کیپرا شہر کے گھر آئے تھے۔ مظہر اس کو ملنے گیا جو بارہمولہ سے گیا۔ اس کے بعد پانچ چھ مرتبہ شروع اسوج میں آئے تھے۔ سموت یاد نہیں ہے۔ تب وہ بھی دو تین دن ٹھہرے تھے۔ میرے گھر نہیں ٹھہرے۔

گواہ کہتا ہے کہ وکیل سائل ایسا پیچیدہ سوال کرتے ہیں جو اس کی سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ مسٹر لطیف کو گواہ کو سوال ٹھیک طرح سمجھانے کے لئے کہا گیا۔ اور گواہ جواب دینے سے نہ روکنے کی ہدایت کی گئی)

وہ تب میرے گھر نہ آئے تھے

(اس وقت جب استدعائے وکلاء ملزمان و ملزمان تھوڑے عرصہ کے لئے Break کیا گیا۔ اور پھر اسکے بعد اس کا بیان Resume کیا جاوے گا)

اس وقت ۱۵ منٹ کے Break کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا گیا۔ اس Break کے عرصہ میں گواہ کو Chambers میں رکھا گیا۔)

بسوال مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ملزمان بیان کیا۔ کہ بارہمولہ میں Rayman Circus نہیں آیا تھا۔ سوپور کا پتہ نہیں

مثل عدالت صفحہ نمبر

بارہمولہ میں سینما ہے۔ میرا مکان وہاں سے ایک میل سوا میل پر تھا۔ جو سڑک بارہمولہ سے بابا رشیؒ جاتی ہے اس پر میرا وہاں مکان تھا۔ وہ سڑک سنما سے جاتی ہے۔ میرا مکان کانٹی باغ میں تھا سینما سے میرے اس مکان تک پہلے Work Shop. ہے۔ اس کے دو چار بنگلے ہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ وہاں کس سال سینما شروع ہوا ہے۔ جب میں لڑکوں کو داخل کرنے گیا۔ وہاں کا ہیڈ ماسٹر ایک انگریز تھا۔ اس کا نام Capmen تھا مظہر نے فارم اس کے منشی سے بھرایا تھا۔ مظہر نے اپنے دستخط کئے تھے۔ مظہر سری ڈور مڈل سکول سے تب سرٹیفکیٹ لے گیا تھا۔ اس کا دیسی سموونٹ یاد نہیں ہے۔ سکول سری ڈور میں تب غلام الدین خانہ پورہ بارہمولہ کا ہیڈ ماسٹر تھا۔ جب مظہر نے پولیس میں دوسرا بیان دیا۔ یاد نہیں ہے ان دنوں غلام الدین اس سکول میں تھا یا نہیں۔ مظہر اس سے قبل ہی خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت کو جانتا تھا۔ غلام محی الدین ہمدانی کو اس سے قبل مظہر نہیں جانتا تھا۔ اس کے بعد غلام محی الدین ہمدانی کو مظہر نے کبھی نہ دیکھا۔ جب ہم گئے رہین سرکس سری نگر میں تقریباً دس بیس یوم کا چلتا تھا۔ مظہر کو خبر نہیں ہے کہ اس کا مالک کون تھا اور کس نے منگوایا تھا۔ اور اس کا ٹھیکہ کس نے لیا تھا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس کا Show کتنے بجے شروع ہوتا تھا یا ختم ہوتا تھا۔ مظہر جب سرکس

مثل عدالت صفحہ نمبر

دیکھنے گیا ہی نہیں۔ مظہر کو اس کے شرح کے ٹکٹ کا علم نہیں ہے
وہ زمین سرکس نمائش کے اس طرف گاندھی پارک میں بطرف
مغرب تھا۔ اس سال سیلاب بھی تھا۔ مظہر نے تب پلوں پر
پہرے نہ دیکھے تھے۔ بارہمولہ سے ہم چھتہ بل سے اندر کی طرف سے
تب لاری پر آتے تھے۔ چھتہ بل میں چونگی ہے۔ وہاں بابت محصول
چونگی لاری ٹھہرتی ہے۔ مظہر کس چیز کی چونگی دیتا۔ مظہر تو سیب
کی پیٹی نہ لایا تھا۔ وہ اسداللہ بیگ میرے سے قبل لے آیا تھا۔ اس
نے اس کی چونگی دی ہوگی۔ مظہر کو تاریخ یاد نہیں ہے۔ لانے والے کو
تاریخ یاد ہوگی۔ اور رسید چونگی پر تاریخ درج ہوگی۔ اس سڑک سے
چونگی سے سیدھا مظہر لاری میں آیا جس طرف ہمارے بائیں
طرف گاندھی پارک آتا ہے۔ چاند ماری گراؤنڈ ٹبہ بالو سے آگے
بطرف بارہمولہ ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ تب دن کونسا تھا
سرکس کا گیٹ سڑک کی طرف نمائش کے سامنے تھا۔ نمائش کے
بڑے گیٹ کے سامنے سیدھا اس gate Barrer تھا۔ میرے
ساتھی سرکس کے اندر نہ گئے تھے۔ وہ وہاں ہی باہر جو ہوٹل
نانبوں وغیرہ کی دوکانیں تھیں وہاں ہی رہتے تھے۔ مظہر
۵ بجے شام کے قریب تب وہاں سے ان کے پاس گیا تھا۔ مظہر
نے خیال نہ کیا نہ یاد ہے کہ اس وقت وہ سرکس چالو تھی یا نہیں۔
جب اس کے بعد دوسری دفعہ مظہر سری نگر آیا ان دنوں بھی
وہاں تب سرکس تھی ساتھ ہی (اس وقت گواہ نے بتایا۔ کہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

دوسری دفعہ کا منظہر کو خیال نہیں ہے کہ اس وقت وہاں سرکس تھا یا نہیں۔ البتہ نمائش تھی۔ اس وقت منظہر کو سرکس سے کیا کام تھا۔ یہ گواہ نے خود بخود سوال پوچھنے پر بیان دیا) اس دفعہ جب منظہر واپس گیا۔ منظہر بار ہمولہ بطرف چھتہ بل گیا۔ جو راستہ بطرف چھتہ بل نمائش کے آگے سے جاتا ہے۔ اسی طرف منظہر بار ہمولہ بسواری لاری تب گیا تھا۔ منظہر تب نمائش نہیں گیا تھا۔ منظہر کو پتہ نہیں ہے کہ تب نمائش کب سے تھی۔ ان دنوں سیلاب نہ تھا نہ تب ہماری طرف نہ سری نگر میں سیلاب تھا جس ٹانگہ سے ہم بار ہمولہ سے سنگرامہ آئے تھے اس ٹانگہ والا کا منظہر نے خیال دیکیا کہ اس کا نام کیا تھا۔ جب منظہر نے تباؔئی کی دوکان پر سوپور اڈہ پر تب روٹی کھائی تھی۔ اس کے بعد منظہر نے دو چار دفعہ اس کے پاس چائے پی تھی اس کا نام پتہ نہیں ہے۔ وہاں آتے جاتے چائے ہم کبھی کبھی پی لیتے ہیں۔ ۱۹۵۲ء میں جب منظہر نے پولیس میں بیان دیا۔ اس وقت اس کو منظہر نے نہیں دیکھا تھا۔ منظہر نے ایک ہی دفعہ اس کے پاس چائے پی ہے۔ جب سال ۱۹۵۰ء میں منظہر نے ستی منصف صاحب کے پاس بیان دیا۔ اس وقت منظہر اس کی دوکان پر نہ گیا نہ اس سال منظہر نے اسے دیکھا۔ سینما کی طرف سٹرک ہے۔ آتے وہاں پرتاب پارک کا گیٹ ہے۔ وہاں دو تین درخت ہیں۔ ان ہی کے نیچے ہم رات کو ٹھہرے تھے ان دنوں وہاں سیلاب نہ تھا۔ وہ درخت چھوٹے بھی بڑے بھی ہیں۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ گنڈا سنگھ کی بلڈنگ کونسی ہے
اب وہاں دو تین سال ہوئے لاریوں کی جگہ نہیں ہے۔ دم
مزدور راہ گیر تھا جس سے ہم نے وہ پیٹیاں تب کرامت حسین
گھر سے بسنت باغ اٹھوائی تھیں۔ ان کو مظہر نے اس کے بعد تب
سے نہ دیکھا۔ میرے سامنے کرامت حسین کا کبھی بیان نہ ہوا۔ وہاں
سٹی منصف کے پاس بیان دینے کے وقت کوئی درخواست مظہر
نے نہ دی تھی۔ مظہر تب اس کے پاس اکیلا ہی گیا تھا۔ میرے ساتھ
تب اور کوئی گواہ نہ تھا۔ جب مظہر سٹی منصف کے پاس بیان
دینے گیا۔ مظہر کو پولیس نے بلایا تھا۔ جنوری کا مہینہ تھا تاریخ یاد
نہیں ہے کونسی تھی۔ جب اس کے پاس مظہر کو پیش کیا گیا۔ مظہر کو
تب سیدھا مجسٹریٹ صاحب کے پاس لے گئے۔ پولیس میں نہیں
لیا گیا۔ پولیس والے نے میرے سے نہ کہا کہ مظہر کو کوئی بیان دینا ہے
البتہ میرے سٹی منصف نے پوچھا۔ پولس والے کے ہاتھ میں
ایک کاغذ تھا۔ جو وہ سٹی منصف کو دے گیا۔ اور خود چلا گیا۔ میرے
ساتھ اس نے کوئی بات چیت نہ کی۔ وقت اس وقت تقریباً
باراں ساڑھے باراں بجے کا تھا۔ ایک گھنٹہ مظہر کو مجسٹریٹ صاحب
نے ان کے کمرہ میں بٹھایا ۱½، ۲ گھنٹہ میرے بیان میں لگا۔
میرا بیان کچہری میں لیا گیا۔ اس وقت عدالت کو خالی کرایا گیا۔
صرف منصف، مظہر [illegible] وہاں ٹھہرا۔ ڈیڑھ دو بجے میرا بیان شروع
ہو گیا۔ مظہر تقریباً [illegible] بجے واپس بیان دے کر نکلا۔ مظہر

مثل عدالت صفحہ نمبر

پھر اسی روز گھر واپس گیا۔ جو بارہمولہ لاری پر گیا۔ اس کے بعد منظور یاسین سے نہ ملا۔ آج تقریباً ڈیڑھ سال سے میری اور یاسین بیگ کی خانگی حالات میں گڑبڑ ہے۔ وہ اس کے بعد منظور نہ ملا ہمارا ایک رشتہ دار اسداللہ بیگ میرے برادر کی عورت مر گئی۔ وہ اس کے فاتحہ پر نہ آیا۔ اور اس سے ہماری ان بن ہوئی۔ تب سال ۱۹۵۷ء تھا عرصہ ڈیڑھ سال ہوا ہوگا۔ کاتک دیسی اور نومبر انگریزی غالباً تب مہینہ تھا۔ منظور کو پتہ نہیں ہے کہ اسداللہ بیگ کا چالیسواں [illegible] کیا گیا یا نہیں۔ ہم چالیسواں نہیں کرتے نہ ہم سال کا کرتے ہیں۔ جب پیٹ نہیں بھرتا۔ ایسے حالات نہیں ہیں۔ ہم یہ کیا کرتے۔ ستی منصف صاحب کے پاس؛ بیان دینے کے بعد منظور کو کبیر احمد نہ ملا۔ اس سے قبل ملنسار رہا اور بات چیت ہوتی رہی۔ یوسف اور شریف کبھی میرے سے منصف صاحب کے بیان کے بعد نہ ملے نہ منظور نے ان کو ملنے کی کوشش کی۔ بابا رشی رح کے عرس کا مسلمان تاریخ یاد نہیں ہے نہ مسلمان مہینہ یاد ہے۔ مسلمان تاریخ اور مہینہ ہم اب بھول ہی گئے ہیں وہ عرس اکتوبر میں ہوتا ہے۔ منظور وہاں عرس پر کبھی نہیں گیا نہ منظور کو علم ہے کہ وہ عرس اکتوبر میں ہوتا ہے۔ منظور وہاں عرس پر کبھی نہیں گیا۔ نہ منظور کو علم ہے کہ وہ عرس کتنے دن رہتا ہے نہ پتہ ہے کہ کس تاریخ سے ہوتا ہے نہ آغاز کی تاریخ کا علم ہے نہ دیسی مہینہ کا آغاز اور انجام بتا سکتا ہے۔ البتہ وہ شروع

مثل عدالت صفحہ نمبر

فصل کٹائی کا وقت ہوتا ہے۔ جب پولیس والا مظہر کو بلانے آیا اس نے مظہر سے نہ کہا کہ کدھر جانا ہے نہ یہ کہا کہ بیان دینا ہے۔ منصف صاحب نے مظہر سے کہا کہ سوچ سمجھکر بیان دو، کہیں پولیس کا دباؤ تو نہیں ہے اسلئے ایک گھنٹہ اپنے کمرے میں بیان دینے سے قبل رکھا۔ اس مرتبہ نہ پولیس نے درخواست لکھنے کا کہا نہ مظہر نے کوئی درخواست سٹی منصف صاحب کے لئے لکھی۔ پولیس نے میرے سے کبھی آج تک بیان کے لئے درخواست دینے کے لئے نہ کہا ہے۔ وہ آدمی مظہر کو وہاں پہنچا کر وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے بعد سے مظہر نے اس پولیس والے کو نہیں دیکھا تھا۔ مظہر مجسٹریٹ صاحب کے پاس پہلے بیٹھا رہا۔ مظہر اس مجسٹریٹ صاحب کو اس سے قبل نہ جانتا تھا۔ جب مظہر نے دستخط کئے، مظہر نے نام ملک شریف الدین ان کا دیکھا۔ ان کے باپ ملک عبدالغنی کو مظہر جانتا ہے۔ وہ ایم۔ ایل۔ اے ہے۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ ملک شریف الدین پولیس کی طرف سے سوپور میں پیروکار تھا یا نہیں۔ ملک عبدالغنی کو مظہر نے ایک دفعہ دیکھا ہے۔ سوپور میں صوفی محمد اکبر ملزم کو جانتا ہے اور اس کے ساتھ ملک عبدالغنی کو ایک دفعہ دیکھا۔ مظہر سوپور کے اور کسی کو نہیں جانتا۔ بارہمولہ میں مظہر سے کسی سنار جو زرگر واقف ہے سنار جو زرگر پرانا دوکاندار ہے۔ غلام حسن خانواری کو جانتا ہے۔ ہم ان سے سودا لیا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ زیادہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

برانی واقفیت میری بارہمولہ میں اور کسی کے ساتھ نہیں ہے
غلام حسن خانواری کی دوکان بارہمولہ کے ٹانگہ اڈہ سے دو
تین دوکان چھوڑ کر ہے۔ ستار جو زرگر کی پرانی کدل کے قریب ہے،
خانوں کا ہوٹل بارہمولہ میں منظر جانتا ہے۔ نظام الرحمن کا بنگلہ
ان میں نہیں ہے جو سلسلہ ہے کانلی باغ تک ہے۔ اس لائن میں
نہیں ہے۔ خبر نہیں ہے کہ اس کا کدھر بنگلہ ہے۔ منظور خان
نظام الرحمان کے بھتیجے کو منظر نہیں جانتا ہے۔ آخر میں مجسٹریٹ صاحب
نے میرے سے کہا کہ جو بیان منظر نے دیا کیا منظر نے یہ حقیقت دیا ہے
منظر نے کہا کہ ہاں اور کہا کہ اگر اس کے برعکس کسی مجسٹریٹ کے
پاس منظر نے بیان دیا۔ تو میرے خلاف بھی ایسا ہی کیا جاویگا
جس کے باقی ملزمان کے ساتھ کیا جاویگا۔ یہ مجسٹریٹ صاحب نے
میرے سے بیان لینے سے قبل کہا۔ بیان لینے کے بعد منظر کو بیان
پڑھکر سنایا اور منظر سے دستخط کرائے اور کچھ نہ کہا۔ وہ بیان اس
کے ہی پاس اس وقت رہا۔ بیان سے قبل میرے سے زبانی
پوچھا گیا۔ وہ ساتھ ساتھ لکھتے تھے۔ سوالات کے جوابات پر بھی میرے
دستخط کرائے تھے۔ اس کے بعد منظر کو ایک گھنٹہ سوچنے کے لئے
دیا گیا، اس کے بعد میرا بیان لینا شروع کیا۔ منظر نے اس بیان کا
تذکرہ اپنی درخواست میں اے۔ ڈی۔ ایم کو نہیں لکھا تھا۔ منظر نے
اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کو کوئی درخواست نہیں دی، جب منظر
نے وہ درخواست لکھی تب ہی منظر کو دل میں معافی لینے کا خیال

مثل عدالت صفحہ نمبر

ابا۔ مظہر کو پولیس یا کسی نے نہ کہا نہ مظہر نے اس کی نسبت کسی سے
پوچھا۔ مظہر کو معلوم تھا کہ جب سلطانی گواہ بن جائے۔ تو
معافی دیجاتی ہے، باتیں ہر جگہ کرتے ہی رہتے ہیں، ایسا کہتے ہی
رہتے ہیں۔ اگر ایک شخص حقیقت بیان کرے تو اس کو بحیثیت
سلطانی گواہ معافی دیجاتی ہے۔ جب مظہر نے سٹی منصف کے
روبرو بیان دیا، تب مظہر کو ایسا خیال نہ تھا۔ اس وقت مظہر کو
پتہ ہی نہ تھا کہ کیس چلیگا، سٹی منصف نے میرے سے کہا تھا کہ
کس کے خلاف مقدمہ ہے اور کیا جرائم ہیں، سٹی منصف کے
پاس مظہر کو پتہ نہ چلا، کہ مقدمہ بنام مرزا افضل بیگ ہے، مظہر کو
عدالت ہذا کے وارنٹ پر ہی اس کے خلاف مقدمہ کا پتہ چلا
سٹی منصف صاحب نے نوعیت مقدمہ کا ذکر بیان کے وقت
نہ کیا تھا۔ یہ بتایا تھا کہ مظہر کو مقدمہ کے سلسلہ میں بیان سے لئے
پولیس نے بلایا ہے، یہ نہیں کہا کہ مقدمہ کیا ہے۔ جب مظہر اے
ڈی۔ ایم صاحب کے پاس گیا وہاں صرف میری درخواست
تھی، مظہر نے وہاں اپنا سٹی منصف صاحب والا بیان نہ دیکھا
مظہر نے سٹی منصف صاحب کے پاس بتایا تھا۔ کہ مظہر نے پولیس
میں بیان دیا ہے اور دو مرتبہ بیان دینے کا بتایا تھا۔ اور سال
کا بھی بتایا تھا، مظہر نے وہاں ایک چٹھی EXP 167 دیکھی، مظہر کو
پتہ نہیں ہے کہ منصف صاحب نے وہ Tray سے یا کدھر سے
نکالی۔ دیگر چٹھیوں EXP. 96 ، EXP 97 کی نسبت بھی علم

مثل عدالت صفحہ نمبر

نہیں ہے کہ وہ اس کے پاس کس طرح اس وقت آئی تھیں جو
کاغذات پولیس والا لے کر گیا تھا۔ اور جو اس نے منصف کو دیے
تھے یہ بھی ان کاغذات میں نہیں۔ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے
پاس یہ چٹھیاں نہ تھیں نہ مظہر نے اس کے بیان میں ان چٹھیوں
کے شناخت کا ذکر کیا تھا۔ بیان دیتے وقت مظہر نے چٹھیوں
کی شناخت کا کہا تھا۔ کہ مظہر نے ان کو منصف صاحب کے
بیان کے وقت شناخت کیا ہے۔ مگر اس وقت مظہر نے ان کو
وہاں نہ دیکھا۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ انٹی الجینٹ آرڈیننس
کا کیس کون سماعت کرتا تھا۔ یہ علم ہے کہ اسے اے ڈی۔ ایم
صاحب کرتا ہے یا نہیں۔ ان چٹھیوں کو جب مظہر کو اس مثل سے
یہاں بیان کے وقت دکھایا تھا۔ اے۔ ڈی۔ ایم والے بیان کے
وقت نہ دکھائے گئے تھے۔ مظہر نے پولیس میں بتایا تھا۔ کہ مظہر کو
سجاول خان کے خط کی شناخت ہے۔ سٹی منصف صاحب کے
پاس بھی کہا تھا۔ نہ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے میرے سے یہ بات
دریافت کی نہ مظہر نے بتایا کہ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ وہاں کتنے
سجاول ہیں۔ مظہر نے البتہ ایک ہی دیکھا ہے۔ میرے سسرال
سے یہاں آنے کے ماہ ڈیڑھ ماہ قبل بھی مظہر نے سجاول خان کو
نصر اللہ کے گھر دیکھا تھا۔ ویسی صورت یاد نہیں ہے۔ مہینہ
چیت کا تھا۔ اس کے بعد دو سال تک میرے پاس نصر اللہ کی
کوئی چٹھی نہ آئی۔ تیسرے سال کے شروع میں آئی۔ جب میرے

شامل عدالت صفحہ نمبر

پاس تب چٹھیاں آئیں منظر کو علم نہیں ہے۔ کہ مقبوضہ کشمیر میں
تب سپرنٹنڈنٹ کون تھا۔ جب منظر وہاں رہا تب بھی منظر کو
وہاں کے سپرنٹنڈنٹ کا پتہ نہ تھا کہ کون تھا۔ منظر کو اپنی تب جلدی
تھی۔ جب منظر نے دوسری دفعہ پولیس میں بیان دیا تب بھی
مقبوضہ کشمیر کے سپرنٹنڈنٹ کا پتہ نہیں ہے کہ کون تھا۔ ہلال میں
تھانہ نہیں ہے۔ وہاں نالہ بھی نہیں ہے۔ وہاں ایک گاؤں ہے
ادھر ایک۔ گاؤں میں ایک دوکان اور ادھر دور دوسرے
گاؤں میں ایک دوکان ہے وہ بالکل بارڈر کے نزدیک ہے
جب منظر یہاں سے گیا تب منظر لوگام جنگل سے گیا۔ اس کے
آخری بیٹ کا علم نہیں ہے نہ خبر ہے کہ تب وہاں کا رینجر
کون تھا، فارسٹ گارڈ کا علم ہے۔ منظر اکبر خان کے بھائی کو
نہیں جانتا ہے۔ اکبر لون کو منظر جانتا ہے، منظر اس کے بھائی کو
نہیں جانتا ہے۔ میری لڑکی جو یہاں پیدا ہوئی اس کا چوکیدار نے
بھرا ہوگا۔ اس کا نام روشنی ہے۔ اس نے درج کیا ہوگا۔ منظر
اس گاؤں سے باہر ہی نہ گیا۔ ڈر بھی ہوتا ہے باہر جانے کی کیا
ضرورت تھی۔ یہ بات غلط ہے کہ میری وہ لڑکی یہاں ہی پیدا
ہوئی ہے۔ میرا لڑکا سری نگر اس عرصہ میں میرے ملاقات کے لئے
آیا۔ چار پانچ دفعہ آیا۔ جو سال ۱۹۵۶ء میں آیا۔ ایک دفعہ سال ۱۹۵۸ء
میں آیا۔ میرے لڑکے نے اپنے ماموں نصر اللہ کے نسبت کوئی
بات نہ کی۔ البتہ غلام جیلانی میرے ماموں اور ماموں زاد بھائی

شل عدالت صفحہ نمبر

یاسین بیگ کی نسبت اس نے بات کی تھی۔ وہ دونوں بیمار ہوئے تھے اور ان کے بیمار ہونے کا اس نے کہا تھا۔ میرے بڑے لڑکے کی نسبت اس نے تب کوئی بات نہ کی جو بھاگ گیا ہے، سال ۱۹۵۸ء سے ملاقات کا مہینہ یاد نہیں ہے۔ وہ تب اکیلا بابت ملاقات آیا تھا۔ مظہر نے تب ۱۵-۲۰ منٹ اس سے ملاقات کی جو صحن میں جیل کے کرائی گئی تھی جب وہ تب آیا مظہر تب ۵-۸ ماہ سے سب جیل میں تھا۔

(اس وقت برخواست کچہری کا وقت ہوتا ہے اسلئے گواہ کا بیان کل تک ملتوی رکھا گیا)

دستخط گواہ عطاء اللہ بیگ | دستخط صاحب مجسٹریٹ
بحروف اردو | بحروف انگریزی۔

CONTINUED

بیان گواہ استغاثہ ۱۷ عطاء اللہ بیگ ۲۷/۵/۵۹

باقرار صالح

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈوکیٹ ملزمان بیان کیا۔ کہ ولی داد ۵-۱۰ سال سے واقف ہے۔ وہاں میرا بیوپاری ولی داد کا نتیرہ بائیس بار ہمولہ کا ہے۔ میرا میوہ وغیرہ وہی ولی داد لے جاتا ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

اس کا دودی ڈار آڑھتی ہے۔ کلا نترہ پایئں میرے گاؤں سے
دو میل پر ہے۔ میں دو سال کے لئے ایک پٹہ ۱۲-۱۳ سو روپیہ کا
اس کے ساتھ کرتا ہوں۔ ۱۹۵۶ء، ۱۹۵۷ء میں بھی کیا ہے۔ پٹہ
پر دو ہزار روپیہ رقم لکھی ہے۔ خبر نہیں ہے کہ وہ کتنے روپے
کے اشٹام پیپر پر ہے۔ بارہمولہ میں اسے لکھایا تھا۔ لکھنے والا
ایک مسلمان تھا جس سے لکھایا تھا۔ جو مہتمم صاحب کے دفتر کے
قریب دائیں طرف بیٹھتا ہے۔ سال ۵۴! ۱۹۵۵ کا
اس کے ساتھ پٹہ ہے۔ پٹہ لکھایا ہے اور لکھایا ہوگا۔ اس سال کی
رقم کا یاد نہیں ہے۔ ۵۶۔۵۷ کے پٹے کی رقم بھی یاد نہیں ہے
ہم اس سے بالمقطع ۱۱-۱۲ سو روپیہ لیتے ہیں۔ ۵۲-۵۳ میں
بھی لیا تھا۔ رقم یاد نہیں ہے۔ ریڈ کے بعد ۱۹۴۸ء میں بابت
دو سال کیا تھا۔ ۴۹-۵۰ میں کیا۔ چونکہ میں تب بیمار تھا۔ ۵۱ میں
بھی مظہر وہاں ہی تھا۔ ۵۰-۵۱ مظہر بیمار تھا۔ ان دو سال کا
میرے بھائی غلام ربانی نے دیا تھا۔ جب مظہر سری نگر اپنے بیوپاری
کے ساتھ آیا تھا تب مظہر سری نگر میں ولی ڈار کے پاس ٹھیرتا تھا
مظہر کو یاد نہیں ہے کہ اس دفعہ سے قبل جب مظہر وہاں اس کے
ہاں ٹھیرا۔ مظہر کتنی دفعہ اپنے بیوپاری کے ساتھ وہاں ٹھیرا تھا۔
سال یاد نہیں ہے۔ جب جب اس کے ہاں ٹھیرا تھا۔ ولی ڈار
کا مکان پولیس لائن سے بہت دور ہے۔ پٹہ مالو کے زیارت
سے بائیں ہاتھ کو راستہ جاتا ہے اور قریبا ایک میل ہے۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

ایک یا پونا میل ہے۔ گذر اس کے ساتھ ہے۔ مظہر خدا بخش برگیڈیر
کی زمین اس کے ساتھ ہونے کا علم نہیں ہے۔ نہ علم ہے کہ ولی ڈار
اس کا بھی ٹھیکیدار ہے یا نہیں۔ ولی ڈار سے مظہر کو تب اس بات
کی کوئی ذکر نہ ہوئی تھی۔ نہ مظہر نے تب اس سے کوئی رقم لی تھی۔
سوپور کا اڈہ اس طرف ہے اور اس اڈہ کی دوکان اس طرف ہے
میر نگر ہائی سٹریٹ میں پان والے کے ساتھ اس کی دوکان ہے
تب مظہر اس کی دوکان پر گیا۔ اس کے بعد اس کے گھر گیا۔ مظہر
اس کی دوکان پر تقریباً ۹ بجے رات گیا۔ مظہر اور وہ دونوں اس
کے گھر اکٹھے سیدھی سڑک سے گئے۔ مگر پل سے نہ گئے۔ اس نے
میرے سے پوچھا کہ مظہر کس طرح آیا ہے۔ نہ مظہر نے اس سے کہا
کہ میں کس کام کے لئے آیا تھا۔ مظہر نے اس روز جب کہ مظہر کو
چٹھیاں لیکر پکڑا گیا ہے ولی ڈار کی دوکان پر جانے کی کوشش نہ
کی۔ اس روز میرا ارادہ رات کرامت حسین کے ہاں جانے کا
تھا۔ ولی ڈار کے گھر سے صبح مظہر خواجہ علی شاہ ملزم کے گھر حسب
ہدایت مرزا محمد افضل بیگ ملزم گیا۔ مظہر باغ گھر پل کے راستہ
سے تب خواجہ علی شاہ ملزم کے گھر خط لینے حسب ہدایت مرزا
محمد افضل بیگ ملزم آیا۔ جو سڑک خواجہ علی شاہ ملزم کے مکان
سے سیدھی بطرف شالہ مالو جاتی ہے۔ مظہر اس سے آیا۔ اور
ان کا گیٹ کھولکر اندر گیا۔ اس سڑک کے Left hand
پولیس لائن ہے۔ مظہر کو وہ راستہ معلوم تھا۔ مظہر اور ولی ڈار

مثل عدالت صفحہ نمبر

کئی بار اس راستہ سے آتے رہے ہیں۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس گلی پر بریگیڈیر خدا بخش کا پہلا مکان آتا ہے یا نہیں مظہر اس کے بعد ولی ڈار سے ملتا رہا۔ وہ میرے بیوپاری کے پاس کلانترہ آتا رہا۔ مظہر نے کبھی پولیس کے بیان یا میرے پکڑے جانے کا واقعہ ولی ڈار سے نہیں بتایا تھا نہ آج تک کبھی سنایا ہے۔ میرے سامنے کبھی اس کو پولیس نہ لائی تھی، نہ میرے پاس لائی تھی۔ وہ ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء میں بھی کلانترہ میرے بیوپاری کے پاس آیا تھا۔ یاد نہیں کہ ۱۹۵۶ء میں مظہر کو وہاں ملا یا نہیں ویسے وہ آتا رہتا ہے۔ جو ولی وانی کی دوکان پر آتا رہتا ہے۔ یاد نہیں ہے کہ ۱۹۵۸ء میں کب آیا تھا۔ مظہر نے اس سے یہ نہ کہا کہ مظہر نے اس کے ہاں رات ٹھہرنے کا پولیس میں بتایا ہے۔ مظہر نے ولی وانی سے بھی پولیس کے بیان یا مظہر کو پکڑے جانے کا ذکر نہ کیا تھا۔ مظہر نے خدمت اخبار کا نام سنا ہے۔ مظہر نے اس اخبار میں اپنی گرفتاری کا نہ پڑھا۔ مظہر نے کبھی وہ اخبار لیا ہی نہیں ہے۔ مظہر کو ولی ڈار کی ولدیت کا علم نہیں ہے۔ میرے بھائی اسد اللہ بیگ کا بھی ہمراہ ولی وانی میوہ کا کاروبار ہے۔ وہ ولی وانی کلانترہ پنچایت کا سرپنچ ہے۔ جس روز مظہر کو پولیس Special Staff کا پکڑ کے لے گئی۔ اس روز اسد اللہ بیگ اور ولی وانی میرے پاس نہیں آئے تھے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ پنچایت کا سکریٹری کون ہے۔ ایک پنڈت ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

اس کا نام یاد نہیں ہے۔ کبیر احمد خان کا ولی وانی کے ساتھ کوئی
کاروبار نہیں ہے نہ یوسف اور شریف کا ہے نہ یاسین کا ہے
ہمارا ۳۱ سال سے اس کے ساتھ میوہ کا کاروبار ہے۔ وہاں
سلطان پورہ میں اور کسی کا اس کے ساتھ میوہ کا کاروبار
نہیں ہے۔ اس کو میرا ایک دو سال باہر رہنے کا علم ہے
اور علم تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ منظر پاکستان سے باہر گیا ہے
وہ میرا بیوپاری ہے اور ہمارا پرانا بیوپاری ہے۔ ہم اس سے
یہ راز کیا رکھ سکتے تھے۔ منظر نے کسی کو میرے پکڑے جانے کا
واقعہ نہ کہا، نہ گاؤں میں میرے سے کسی نے پوچھا نہ ان کو اس کا
علم تھا۔ صرف اسد اللہ بٹ نمبردار کو پتہ لگا۔ کہ منظر کو پولیس
بلا کے لیجاتی ہے۔ اور منظر نے وہاں کوئی بیان دیا ہے۔ ولی وانی
کلانترہ سے بھی یہ بات مخفی رہی۔ جس طرح گاؤں والوں سے مخفی
رہی جس وقت منظر نے سٹی منصف صاحب کے پاس بیان
دیا۔ اس وقت بھی ولی وانی کلانترہ وغیرہ کو اس کا پتہ نہ لگا تھا
جب منظر کو سری نگر میں روبروئے افسر جلیس عدالت ہذا پولیس
نے پیش کیا، اس وقت وہاں صرف میرا لڑکا تھا۔ منظر نے اس
سے صرف یہ کہا۔ کہ منظر کو پولیس لیجا رہی ہے۔ پتہ نہیں ہے کہ کدھر
لیجا رہی ہے۔ منظر ولی ڈار کے گھر پولیس کو نہیں لے گیا تھا۔ منظر
نے کرامت حسین کے ہاں، ولی ڈار کے ہاں اور مسجد میں رہنے کا
واقعہ پولیس میں نہیں بتایا تھا۔ جس مسجد میں منظر ہاشلہ کہتا

مثل عدالت صفحہ نمبر

رات کو رہا۔ وہاں کوئی بارود وغیرہ نہ پھٹا تھا۔ وہ اوقاف کے
سامنے ہے۔ جب مظہر دوبارہ بیان پولیس میں دینے آیا۔ اس
رات کی صبح کو مظہر نے اس مسجد میں نماز ادا کیا تھا۔ "عبدالعزیز"
کوڈ نام مرزا محمد افضل بیگ ملزم عبدالعزیز پروانہ نہیں ہے۔
معراج الدین کو پہلی بار مظہر نے سال ۱۹۵۵ء میں جیٹھ کا زیب
بازار میں دیکھا ہے۔ اس سے پہلے اس سے کوئی واقفیت نہ تھی
وہ مظہر کو ہوٹل میں تب ملا۔ جو خانوں کے ہوٹل میں ملا۔ وہ وہاں
پانچ دس خان ہیں۔ نام سرفراز ایک کا، ایک کا غلام حسین ہے
مرور کوئی نہیں ہے۔ وہاں میری اس کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ جو
کوئی ایک گھنٹہ ہوئی۔ معراج الدین وہاں کا نمبردار ہے۔ میری
ایک شادی ہوئی تھی جو یہاں ہوئی تھی۔ مظہر نے اس عورت کو
چھوڑ دیا تھا۔ اس سے میرا ایک لڑکا تھا جو میری عورت کے ساتھ
سلاس تھا، جہاں اس نے دوسری شادی کی ہے۔ اس لڑکے کا
نام اس ماں نے یعقوب رکھا ہے۔ اس لڑکے کی پرورش کی نسبت
معراج الدین کے ساتھ تب وہاں بات چیت کرتا رہا۔ میری
اس عورت نے متولی بادشاہ ولی نام ہے کے ساتھ نکاح ثانی
کیا ہے۔ نام اس کا مظہر کو معلوم نہیں ہے مگر وہ میر ہے۔ اس کا
وہ خاوند بھی چار پانچ سال سے مر گیا ہے۔ اس کی اس خاوند سے
اس کو دو لڑکیاں ہیں۔ اب وہ عورت وہاں بیوہ ہے۔ وہ اس
خاوند کے گھر اور اس کی زمین پر سلاس میں بیٹھی ہے۔ جبر نہیں ہے،

مثل عدالت صفحہ نمبر

کہ اس کے اس خاوند کا کوئی بھائی ہے یا نہیں۔ وہ میری عورت
شبیر علی بیگ کی لڑکی ہے اس لڑکے کی عمر اس وقت ۲۰ سال
کی ہے۔ وہ لڑکا ماں کے پاس ہے۔ زمینداری کرتا ہے۔ اس وقت
معراج الدین سے اس لڑکے کے متعلق میری بات چیت ہوئی
اس وقت ہوٹل میں مظہر کو علم ہوا۔ کہ وہ معراج الدین سلاسن کا
ممبر دار ہے اور ہماری ایک دوسرے سے واقفیت ہوئی۔ جو
ایکدوسرے سے نام ایکدوسرے کا دریافت کرنے پر ہماری واقفیت
ہوئی۔ اس میری عورت کے بھائی یہاں ہیں۔ ان سے مظہر کو
اس کے خاوند کے مرنے کا پتہ لگا تھا۔ جو معراج الدین سے ملنے سے
قبل لگا تھا۔ جو ان سے دو چار سال قبل کا پتہ لگا تھا۔ اس کے
بعد مظہر نے معراج الدین کو نہ دیکھا۔ صرف ان کی ایک چٹھی میرے
گھر میرے لڑکے نے دکھائی۔ میرے لڑکے نے وہ چٹھی دیتے وقت
مظہر سے کہا۔ کہ وہ معراج الدین سلاسن والے نے جو میرا واقف ہے
اسے دی ہے۔ شبیر علی مر گیا ہے۔ اس کا ایک لڑکا اکبر بٹوارے سے قبل
پاکستان گیا ہے۔ خبر نہیں آیا ہے کہ وہ وہاں کیا کرتا ہے۔ دوسرا میرا
سالا مر گیا ہے اور اس کی کوئی لڑکی نہیں ہے۔ اس کی زمین ہے۔
جو میرے دوسرے سالے کی عورت کے پاس ہے۔ جب مظہر کو
وہ چٹھی ملی تب معراج الدین سے میری ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ سے
واقفیت ہوئی تھی اور ملاقات ہوئی تھی۔ ویسے سال یاد آگیا ہے
کہ تب کیا تھا۔ مظہر اس کے بعد ... معراج الدین کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

گھر نہیں گیا ہے۔ منظر دوسرے بیان پولیس کے وقت بھی اس کے گھر نہ گیا۔ ہوٹل کے واقعہ کے بعد منظر نے معراج الدین کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ منظر کو پتہ نہیں ہے کہ کبیر احمد خان ان کو جانتا تھا یا نہیں۔ کبیر احمد سے منظر نے اس کے ہوٹل میں میرے سے ملنے کا واقعہ نہ بتایا تھا۔ نہ کبیر احمد نے میرے سے کہا تھا کہ وہ معراج الدین کو پہلے سے جانتا ہے۔ منظر نے معراج الدین سے صرف تب اپنے بچہ یا یعقوب کی نسبت پوچھا۔ اپنی سابقہ عورت کے دیور وغیرہ کا نہ پوچھا۔ اس وقت یعقوب کی شادی کا نہ پوچھا۔ اس وقت تک شادی نہ ہوئی تھی۔ ابھی وہ بچہ تھا۔ اس کی شادی کیا پوچھتا۔ اگر اس سال میں کی ہوگی منظر کو علم نہیں ہے۔ نہ منظر کہہ سکتا ہے۔ میری اس عورت کے ساتھ شادی سمت ۹۱-۹۲ میں ہوئی تھی۔ کبیر احمد کی بہن کے ساتھ منظر نے پہلے سمت ۱۹۹۹ میں شادی کی تھی۔ وہ میری عورت ۲½ سال کے بعد مر گئی۔ جو بچہ ہونے کی وجہ سے مر گئی۔ پہلے میرے ماموں غلام جیلانی بیگ کے گھر نصر اللہ خان کی شادی ہوئی۔ اس کے بعد میری شادی کبیر احمد خان کے گھر ہوئی۔ نصر اللہ خان کی شادی میرے سے دو اڑھائی سال قبل ہوئی تھی۔ وہ میرے سے دو اڑھائی سال بڑا ہے۔ نصر اللہ خان کے دو لڑکے ظفر اور مظفر ہیں۔ ایک مظفر آباد میں پڑھتا تھا جو بیمار ہوا۔ اسے واپس بلایا۔ دوسرے کا علم نہیں کہ وہ کیا کرتا ہے۔ جو معراج الدین کی چٹھی میرے لڑکے نے منظر کو دی وہ میرے نام بھی

مثل عدالت صفحہ نمبر

اور مضمون بھی میرے ہی لئے تھا۔ وہ اس کی میری نام پہلی چھٹی تھی۔ اس کے بعد کوئی اس کی اور چھٹی نہ آئی۔ منظہر کو علم نہیں ہے کہ معراج الدین کے باپ کا نام لال دین ہے یا نہیں۔ معلوم نہیں ہے کہ میرا لڑکا ثناء اللہ کیوں بھاگ گیا۔ یہ تقدیر ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ اس کو میرے بیان کے بعد چھوڑ دیا جاوے گا۔ منظہر کو اس کا کوئی پتہ نہیں ہے کہ کدھر ہے۔ منظہر کو پتہ نہیں ہے کہ سجاول خان اس وقت زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ ثناء اللہ کو منظہر قبائلی ریڈ سے جانتا تھا۔ ان دنوں ہم گلمرگ جاتے تھے اور رہا کرتے تھے وہاں ہمارا کاروبار تھا۔ وہاں ان دنوں وہ ہمارا امام مسجد تھا۔ ان دنوں میرا سالا نصر اللہ خان یہاں ہی رہتا تھا۔ اور وہی وہاں ڈائری کا کام کرتا تھا۔ میری اس ثناء اللہ کے ساتھ کوئی خط وکتابت کبھی نہیں رہی ہے۔ لسہ خان راجپورہ کا نمبردار ہے وہ میرے ساتھ یہ کام نہیں کرتا تھا۔ یاسین بیگ کا لڑکا عبد الحمید جس وقت سجاول خان میرے ڈھیرے بار ہمولہ پہنچا تھا۔ اس وقت تب میرے لڑکے نے معراج الدین کی چھٹی دی۔ وہ میرے سے سجاول خان نے لی اور بتایا معراج الدین جس کا کوڈ نام آزاد ہے ان کا کارکن ہے جو بلان ایجنسی کا کارکن ہے۔ نیز دوسرا ثناء اللہ شاہ تنگمرگ جس کا کوڈ نام بہاری ہے وہ بھی ان کا کارکن ہے۔ اور اس نے گلمرگ اور تنگمرگ سے کسی اور کا نام نہ لیا تھا۔ سجاول خان نے میرے سے پوچھا کہ آیا منظہر ثناء اللہ شاہ کو

مثل عدالت صفحہ نمبر

جانتا ہے۔ مظہر نے کہا کہ ہاں وہ گلمرگ میں امام تھا۔ ثناء اللہ شاہ
دن کو وہ اسکٹ فروخت کرتا تھا، رات کو مسجد میں امامت کرتا
تھا۔ مظہر نے سجاول خان کو اس وقت نہ کہا کہ ثناء اللہ شاہ،
نصر اللہ کو بھی جانتا ہے۔ نہ ہی سجاول خان نے میرے سے ایسا
کہا۔ مظہر اس کے بعد تیاپلی ریڈ کے بعد ثناء اللہ شاہ سے نہیں ملا۔
نہ آج تک ملا ہے۔ مظہر پولیس کے ساتھ ثناء اللہ کے گھر نہیں گیا
ہے۔ پولیس نے کوئی کاغذات معراج الدین یا ثناء اللہ شاہ سے
ضبط کرنے کا میرے سے نہیں بتایا۔ جس وقت میرا بیان پولیس
میں ہوا۔ اس وقت ثناء اللہ اور معراج الدین کا وہاں کوئی
رشتہ دار موجود نہ تھا۔ مظہر ویسی سموت نہیں بتا سکتا۔ جب
میرا بیان پولیس میں ہوا۔ اور دوسرا بیان لیا گیا۔ مظہر کو پولیس
میں کوئی پنسل کاغذ جس میں کوڈ نام لکھے تھے نہیں بتایا گیا تھا۔ نہ انسپکٹر
نے کہا کہ جو مظہر کوڈ نام بتاتا ہے اس کی ان کو بھی علمیت ہے
میرے سے پولیس بیان کے وقت وضاحت دریافت کرتا تھا
دوسرے بیان پولیس کے وقت بھی پولیس نے میرے سے نہ
نہ کہا کہ ان کو کوڈ نام پتہ ہیں یا پولیس کو پتہ ہوگا کہ پولیس کو میرے
پہلے بیان پر اعتبار آیا تھا یا نہیں۔ مظہر کو اس کے بعد چھوڑ
دیا گیا تھا۔ جو مظہر سے پر سول عدالت میں کوڈ نام دیئے۔ ان کے
علاوہ مظہر کو اور کسی کوڈ نام کا علم نہیں ہے۔ جہاں تک مظہر
کام کرتا رہا تب تک یہی نام تھے اور یہی نام چلے۔ اس کے بعد کا

مثل عدالت صفحہ نمبر

منظہر کو علم نہیں ہے۔ میرے وقت میرے دو کوڈ نام تھے۔ نصر اللہ خان میرا نام مرزا صاحب اور ہلال ایجنسی والے حاجی خدا بخش لکھتے تھے۔ اور کسی کا میرے وقت دوسرا کوڈ نام نہ تھا۔ میرا کوڈ نام خدا بخش ہے لیکن جب وہ منظہر کو چٹھی لکھتے تھے وہ حاجی خدا بخش لکھتے تھے۔ منظہر بریگیڈیئر خدا بخش کو نہیں جانتا ہے نہ علم ہے کہ وہ حاجی ہے یا نہیں۔ ہمارے بیگ خاندان سے ملیشیا میں کوئی ملازم نہیں ہے نہ ایڈیشنل پولیس میں ہے۔ ہمارا خاندان تین کنبہ ہے منظہر کو وہاں کے اور سیگولیا کی نسبت علم نہیں ہے۔ نہ اس طرح کہ ہمارا ایسا اُن سے touch ہے۔ ان سے ہماری کوئی رشتہ داری یا تعلق نہیں ہے۔ دوسرے بیان کے وقت پولیس میں منظہر نے جو بیان دیا ہے۔ وہی میرا بیان ہے۔ وہاں پولیس میں منظہر کو وہ بیان پڑھ کر سنایا گیا۔ عدالت میں وہ پڑھ کر سنایا گیا۔ منظہر نے اس وقت کبیر احمد، یوسف، شریف، لسہ خان اور حمید وغیرہ کی نسبت مفصل بتایا تھا۔ کہ وہ کون ہیں۔ یہ منظہر نے دونوں بیانوں میں ایسا کیا۔ پہلے بیان میں پہلے اور اس کے بعد دوسرے بیان میں کہا۔ پولیس میں دوسرے بیان میں کوئی تین چار گھنٹے لگے تھے۔ دوسرے بیان میں منظہر نے وہی دو چٹھیاں جو منظہر نے دی تھیں۔ اور ایک چٹھی نصر اللہ خان کی "اخوان صاحب" کی طرف تھی منظہر کو دکھائی گئی۔ اس وقت اور منظہر کو کوئی کاغذ نہ دکھایا گیا۔ پولیس نے اس وقت یہ نہ کہا تھا۔ کہ "اخوان صاحب"

مثل عدالت صفحہ نمبر

والی چھٹی کہاں سے حاصل ہوئی ہے۔ نہ بتایا کہ کب حاصل ہوئی ہے۔ میرے سے صرف اس کے دستخط شناخت کرلئے گئے۔ مظہر کو اس کے مضمون سے پایا گیا۔ کہ وہ میرے بیان کے بعد کی ہے۔ یسین بیگ کے گھر کی تلاشی میرے سامنے نہیں ہوئی ہے نہ مظہر نے سنی ہے۔ اس یسین بیگ کا نام اخوان تھا۔ یاسین نے مظہر کو اس نام سے کوئی چھٹی نہ لکھی تھی۔

(اس وقت حسب استدعائے ایڈوکیٹ ملزمان و ملزمان کچھ عرصہ کے لئے Break کیا گیا۔ اور Break کے بعد گواہ کا بیان تب سے resume ہوگا)

۳۰ منٹ کے Break کے بعد گواہ کا بیان resume کیا گیا۔ اور گواہ پر مسٹر لطیف سے جرح Continue کئے۔ اس وقت بھی گواہ کو Chambers میں رکھا گیا۔) ......

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈوکیٹ ملزمان بیان کیا کہ مظہر ہندواڑہ کبھی نہیں گیا ہے نہ کلگام گیا ہے نہ پولیس کے ساتھ وہاں کبھی گیا ہے۔ گلزار خان کو مظہر نہیں جانتا ہے۔ مظہر نے پولیس میں اپنے دوسرے بیان کے وقت وہاں کسی گلزار خان اور عمہ پنڈت کو نہیں دیکھا تھا۔ مظہر ان کو جانتا ہی نہیں ہے۔ سپیشل سٹاف میں پنڈت پریم ناتھ سب انسپکٹر کو مظہر نہیں جانتا ہے۔ وہاں ایک جگن ناتھ ہے۔ خبر نہیں وہ سب انسپکٹر ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

یا نہیں۔ مظہر سب انسپکٹر رامچند کو نہیں جانتا ہے نہ مظہر
غلام حسن شاہ سب انسپکٹر سپیشل سٹاف کو جانتا ہے۔ جب
میرا دوسری دفعہ پولیس میں بیان ہوا، تب جگرناتھ میرا بیان
لکھتا رہا۔ پہلی مرتبہ جب میرے ساتھ پوچھ پاچھ پولیس میں
ہوئی تب ایک پنڈت لکھتا رہا۔ مظہر کو اس کا نام پتہ نہیں ہے،
مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ وہ رامچند تھا یا نہیں۔ البتہ وہ آدمی
نہیں تھا۔ جو مظہر کو ملک شریف الدین صاحب کے پاس پیش
کرنے گیا تھا۔ نہ وہ تھا جو مظہر کو افسر جلیس عدالت اور اے۔
ڈی۔ ایم صاحب کے پاس لے گیا تھا۔ مظہر نے اس کا نام دریافت
نہ کیا تھا کہ غلام قادر نے چوتھے دن آکر میرا بیان پہلے بیان کے
وقت اپنی نگرانی میں لکھوایا۔ تب تک چار یوم ہوئے پنڈت
جو پوچھ رہا تھا وہ میرا بیان نہیں لکھ رہا تھا۔ تب تک مظہر
کبھی ادھر کبھی ادھر کبھی جھوٹ کہتا رہا۔ وہ میرے سے صرف
پوچھتا رہا۔ دو یوم کے بعد مظہر نے اس پنڈت کے سامنے صحیح صحیح
بیان دیا جو زبانی دیا۔ اس نے تب بھی میرے بیان کو نہ لکھا۔
اس روز وہ لکھنے گئے جو مظہر زبانی کہتا رہا۔ جس روز مظہر نے
شیخ غلام قادر کے پاس بیان دیا، مظہر نے تحریری بیان لکھ کے
نہ دیا۔ اس وقت وہ پنڈت وہاں ہی تھا جس کو مظہر نے
صحیح صحیح بتایا تھا۔ اس وقت جگرناتھ موجود نہ تھا۔ وہی پنڈت
تحریر میرا بیان کرتا رہا۔ جس کو مظہر نے پہلے اپنا بیان زبانی بتایا تھا

مثل عدالت صفحہ نمبر

منظہر بنسی لال کو نہیں جانتا ہے۔ چھپر نہایں وہ تحریر کرتا تھا۔ یا
کوئی اور۔ منظہر شیخ غلام قادر کے پاس اپنا بیان اردو میں دیتا
رہا۔ اس کے دو سال بعد میرا جو دوسرا بیان سال ۱۹۵۷ء میں
ہوا۔ جو دو سوا دو سال کے بعد ہوا۔ جس وقت میرا بیان دوسری
دفعہ ہوا۔ اس وقت جگرناتھ تھا۔ پہلے بیان والا پنڈت نہ تھا
جس وقت منظہر نے پہلا بیان دیا۔ اس وقت وہاں صرف
شیخ غلام قادر اور وہ پنڈت تھے اور کوئی نہ تھا۔ کوئی سکھ
وغیرہ نہ تھا۔ دوسری دفعہ بیان کے وقت صرف جگرناتھ تھا
اس وقت شیخ غلام قادر نہ تھا۔ وہ دوسرا بیان منظہر نے جگرناتھ کے
سامنے دیا۔ شیخ غلام قادر کے سامنے نہ دیا۔ لیکن بیان ختم ہونے کے
بعد وہاں پیچھے غلام قادر آگئے۔ منظہر نے اس بیان پر دستخط نہ
دیا۔ وہ جگرناتھ نے شیخ غلام قادر کے سامنے پڑھکر سنایا۔ منظہر نے
نہ اس بیان پر نہ پہلے بیان پر اپنا دستخط کیا تھا۔ دوسری دفعہ
بیان کے وقت منظہر وہاں ۱۰-۱۱ بجے صبح وہاں پہنچا تھا۔ جو ا ہم
ساتھ پہنچا جو منظہر کو بلانے آیا تھا۔ وہ منظہر کو بلا کر لانیوالا ہے
بیان کے وقت موجود نہ تھا۔ اس وقت وہاں ننتا والنند شاہ ۴۲
آیا تھا۔ منظہر نے وہ بیان نشافہ میں دیا تھا۔ ریزیڈنسی روڈ
پر Hamakaha H کے ساتھ سامنے ان کا کمرہ ہے۔ جہاں منظہر نے
بیان دیا تھا۔ جس وقت منظہر پہنچا اس وقت وہاں شیخ غلام
قادر نہ تھے۔ منظہر نے دریافت نہ کیا۔ کہ وہ کدھر گئے ہیں۔ منظہر

مثل عدالت صفحہ نمبر

کمرے میں جگرناتھ اور جو وہاں بلا کر لے گیا تھا۔ اس نے منظر کو جگرناتھ کے پاس پیش کیا تھا۔ منظر کو جگرناتھ نے یہ نہ بتایا۔ کہ منظر کو کس کیس میں بیان دینا ہے نہ منظر نے اس سے اس کی نسبت دریافت کیا۔ منظر نے یہ نہ پوچھا۔ کہ منظر کو دوسری دفعہ بیان دینے کیوں بلا گیا ہے۔ منظر نے جو ایک دفعہ بیان دیا ہے۔ شیخ غلام قادر صاحب کے آنے پر منظر نے ان سے بھی یہ دریافت نہ کیا۔ نہ انہوں نے میرے سے بتایا۔ ... جہاں میرا بیان جگرناتھ نے لیا۔ وہاں اس وقت معاملہ وغیرہ نہ تھے۔ اس کمرے میں شیخ غلام قادر بیٹھتا ہے۔ ... ۱۹۵۶ء کے سال میں میرے سے کوئی دریافت نہ کیگئی۔ ۱۹۵۷ء میں بھی بیان دینے تک میرے سے کبھی پوچھ پاچھ زبانی نہ کیگئی۔ ۱۹۵۸ء میں بھی جب تک منظر نے ملک شریف الدین کے پاس بیان دیا، میرے سے زبانی پوچھ پاچھ نہ کیگئی۔ پہلے روز دوسرے بیان اور دوسرے روز اس کے بعد ملک شریف الدین صاحب کے روبرو بیان دینے تک میرے پاس کوئی پولیس والا نہ آیا نہ میرے سے اور کوئی پوچھ پاچھ پولیس نے کی۔ منظر نارہ بل کا نام نہیں جانتا ہے پٹن کو منظر جانتا ہے۔ منظر کو نارہ بل کے پل کے جلنے کا علم نہیں ہے۔ بارہمولہ سے سری نگر تک کئی پل آتے ہیں۔ شمار نہیں کیا ہے۔ منظر کو نارہ بل کے کسی کیس کا علم ہی نہیں ہے۔ نہ کسی پل کے جلانے کا علم ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ جس وقت میرا

مثل عدالت صفحہ نمبر

دوسرا بیان پولیس میں لیا گیا۔ مظہر کو اس وقت بیان سکھایا
گیا۔ یہ بھی غلط ہے کہ مظہر کو گلزار خان، عمہ پنڈت اور معراج
الدین سلاسن اور ثناء اللہ شاہ اور عبدالعزیز پروانہ کے تمام
کاغذات اور واقعات بتائے گئے۔ اور مظہر سے کہا گیا کہ مظہر غلط
بیان دے جو مظہر کو وہاں کہا گیا یہ سب غلط ہے۔ یہ بھی سراسر
غلط ہے کہ مظہر کو کہا گیا۔ کہ مظہر وہ غلط بیان دے تو مظہر چھوڑ دیا
جائیگا (گواہ نے کہا کہ واللہ یہ سراسر غلط ہے) اس دوسرے بیان
کے بعد مظہر کو چھوڑ دیا گیا۔ اور رخصت کیا گیا۔ یہ بات صحیح ہے
مگر یہ بات غلط ہے کہ مظہر کو دوسرے بیان کے بعد جب تک
میرا بیان ملک شریف الدین صاحب کے پاس ہوا
تب تک مظہر کو بند رکھا گیا۔ جس وقت مظہر نے ملک
شریف الدین صاحب کے پاس بیان دیا مظہر کو اس وقت
سلطانی گواہ بنانے کا بتایا گیا۔ مظہر یہ بالکل غلط ملک شریف ال
کے پاس بیان دینے کے بعد مظہر کو رخصت کیا گیا۔ یہ بات بالکل
درست ہے۔ مظہر کو تھانہ بارہمولہ کے پولیس کا روند نہ تھا۔
نہ مظہر نے دیکھا۔ چوکیدار میری حاضری نہ کرتا تھا۔ ملک شریف
الدین صاحب کے پاس بیان کے بعد اور رائے۔ ڈی۔ ایم صاحب
کے پاس دینے کے عرصہ تک میرے پاس پولیس نہ آئی تھی۔ مظ
آتی تھی۔ جی۔ پی صاحب کو نہیں جانتا ہے نہ مظہر نے ان کے پاس
کبھی بیان دیا ہے نہ ان کے پاس مظہر کبھی پیش ہوا ہے۔ یہ بات

مثل عدالت صفحہ نمبر

غلط ہے کہ جو بیان مظہر نے بتایا کہ مظہر نے ۱۹۵۵ء میں دیا ہے - وہ
مظہر نے ۱۹۵۶ء میں دیا ہے ۔ مظہر بیانات کے سال روز تاریخ کا
نوٹ نہیں رکھا تھا ۔ مظہر کو بیان کے دن کا دن یاد نہیں ہے - نہ
پہلے بیان کا دن نہ دوسرے بیان کا دن مظہر کو یاد ہے ۔ ۱۹۴۵ء
اور ۱۹۴۶ء میں مظہر بارہمولہ آیا جایا کرتا تھا - ۱۹۴۵ء میں
وہاں کون وزیر وزارت تھا مظہر کو یاد نہیں ہے ۔ ۱۹۴۶ء کا بھی
یاد نہیں ہے ۔ ۱۹۴۶ء میں نصر اللہ یہاں تھا - وہ ہر سال
یہاں ہوا کرتا تھا - وہ ادھر سے جیٹھ میں آتا تھا - اور یہاں سے
اسوج اور کاتک میں چلا جاتا تھا - اس کی زمین یہاں ہے - جو
اس کو اپنے سسرال نے لڑکی کو جہیز میں ۱۰۰ کنال دی تھی - اس
نے وہاں بنگلہ بھی بنایا ہے جو میرے قریب ہے - وہ بنگلہ ۱۹۴۶ء
سے قبل کا بنا تھا - وہ بنگلہ اب ختم ہوا ہے - اس کی زمین کچھ
کاشتکاروں کے پاس ہے ، کچھ میرے پاس ہے - وہ کسٹوڈین
کے پاس نہیں ہے - ابھی اس کے نام اس کا انتقال نہیں ہوا ہے
وہ زمین اب ان سے چلی گئی ہے - جب سے قانون نافذ ہوا ہے
تب سے وہ چلی گئی ہے - مظہر کو یاد نہیں ہے کہ میرے نام میری
زمین کا تب انتقال ہوا ہے - میری کوئی ہمشیرہ نہیں ہے -
اس زمین سے کوئی سو کنال ہم تین بھائیوں کے نام بحیثیت
کاشتکار آئی ہے - جب آئی ان دنوں مظہر اپینان تھا - وہ
بنگلہ ختم ہوا ہے - عبد الرحمن ، رحمان ٹھوکر اور دتیر ٹھوکر کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

نام آسکی زمین ہوتی ہے وہ اس کے کاشتکار ہیں۔ منظور کو علم
نہیں ہے کہ وہ اس کیس میں گواہ ہیں یا نہیں۔ وہ سلطان پورہ
کے ہیں۔ کبیر احمد نے میرے سے کبھی ذکر نہ کیا تھا کہ وہ بھی سلطانی
گواہ بننا چاہتا ہے۔ سلطانی گواہ بننے کے بعد منظور کبھی سے نہیں
ملا۔ اس سے قبل یہ بات ہی کہیں نہ تھی کہ منظور سلطانی گواہ بنیگا
منظور کو ایسا خیال پہلی دفعہ بلونت سنگھ کے ہاں ۵/۵۸ ۲۰ کو آیا
جب منظور نے درخواست لکھی اس کے بعد زبان پرسے کی دریافت
پر منظور نے کیا لکھا ہے۔ منظور نے کہا کہ منظور سلطانی گواہ بننا چاہتا
ہے اور حقیقت بیان کریگا۔ اس نے کہا کہ اس کی طرف سے بھی
منظور ایسی درخواست تحریر کرے۔ منظور نے اپنے سابقہ بیان
پولیس یا ڈپٹی منصف صاحب کے روبرو بیان کا تذکرہ نہ کیا
نہ منظور نے اسے سے کہا کہ منظور نے کوئی بیان دیا ہے کہ اس نے
میرے سے ایسا کہا۔ بلونت سنگھ کا گھر وہاں ہی تھا۔ ہم
اس کے مکان میں درمیانی کمرے میں ٹھہرے۔ منظور کو علم نہیں
کہ اس کے مکان میں کتنے کمرے ہیں۔ ہم پہلی منزل کے درمیانی
کمرے میں رہے اس کا صحن ہے اور دیوار ہے۔ وہ مکان ایک
منزلہ ہے اور اوپر ٹاور ہے۔ اس درمیانی کمرے میں صرف
منظور اور زمان بیٹھے اندر تھے اور باہر ایک سپاہی تھا۔ اس کے
پیچھے کوئی کھڑکی وغیرہ نہیں ہے۔ درخواست لکھ کر دونوں
میرے پاس ہی اسی رات کو رہے۔ اس سپاہی کے ہاتھ ہم نے

مثل عدالت صفحہ نمبر

ان کو نہ دیا۔ میری جامہ تلاشی پولیس نے لی تھی۔ یہاں مظہر کو ڈیرہ
پر arrest کیا گیا۔ شام کا وقت تھا۔ زمان پرے کو میرے
ڈیرہ پر ہی پولیس تب لے آئی۔ مظہر زمان پرے کے گھر کو نہیں
جانتا ہے۔ وہ بدرکوٹ اور ٹبی کا رہنے والا ہے۔ جرنیلی سڑک
سے میرے ڈیرہ تک میل لونا میل ہے۔ مظہر نے ڈیرہ پر اسے
پیدل لائے۔ رات کو ہم بلونت سنگھ کے گھر رہے۔ اور دوسرے
روز صبح وہاں سے اڈہ تک پیدل آئے۔ یاد نہیں کہ ٹرک
بس پر آئے تھے۔ البتہ لاری لگی تھی۔ ہم دونوں کو ہتھکڑی لگی
تھی۔ وہ اڈہ دیسی شراب کی دوکان کے سامنے ہے۔ وہاں ہی
گورنمنٹ بس کا اڈا بھی ہے۔ ہمارے پاس پیسے نہیں تھے۔ کرایہ
کانسٹیبل نے دیا تھا۔ تب ہمارے ساتھ ایک ہیڈ کانسٹیبل اور
دو کانسٹیبل تھے۔ اس وقت مظہر کو سپیشل سٹاف میں لیا
گیا۔ سجاول خان کی عمر ۲۴ یا ۲۵ سال کی ہوگی۔ میرے
سے چھوٹا ہے۔ مظہر نے اس کی تعلیم کا اس سے دریافت نہ کیا
نہ معلوم کہ اس کی تعلیم کیا ہے۔ ۵۵ء اور ۱۹۵۶ء میں یاد نہیں ہے
کہ ضلع کا سپرنٹنڈنٹ کون تھا۔ سب انسپکٹر تھانہ پر غلام
حسین تھا۔ وہ مظہر کو معلوم نہیں ہے وہ وہی ہے جو سپیشل سٹاف
کا ہے یا نہیں۔ وہ پیر غلام حسن ۲ سال میرے ساتھ ۵۳،۵۴
۵۴ وہاں رہا۔ ان دنوں ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا۔
جس کے پاس مظہر ۱۹۵۲ء میں پیش ہوا۔ اس کا نام یاد نہیں۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

وہاں دو تین سپرنٹنڈنٹ پولیس آئے یہ یاد نہیں ہے کہ کب کون آیا۔ اور کون کون آیا۔ ایک دفعہ ڈی۔ این کول آیا تھا۔ پھر من موہن وزیر صاحب آئے تھے۔ خواجہ غلام رسول یاد نہیں ہے۔ اگست سال ۱۹۵۳ء میں مظہر گریز پر سلطان پورہ تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ ان دنوں وہاں خواجہ غلام رسول سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے یا نہیں۔ یہ فوٹو بالکل سجاد ولی کا ہے۔ مظہر کو غلام رسول کا معلوم ہی نہیں ہے۔ مظہر نے غلام رسول کو دیکھا ہی نہیں ہے۔ کہ ۱۹۵۴ء میں کون سپرنٹنڈنٹ پولیس وہاں تھانہ ۱۹۵۵ء کا علم ہے ۱۹۵۶ء کا بھی یاد نہیں ہے۔ ۱۹۵۶ء کا یاد ہے۔ ۱۹۵۵ء میں مسٹر من موہن وزیر تھا یہی مظہر کو خیال ہے۔ ڈی۔ این کول بھی رہا تھا یاد نہیں ہے کہ کب تھا۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے۔ کہ پیر غلام حسن کے بعد کون کون سب انسپکٹر وہاں رہا۔ مظہر نے یہ فوٹو آج اور کل عدالت میں دیکھا ہے۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ یہ کس سے لی ہے

بسوال پیرزادہ مرزا افضل بیگ ملزم بیان کیا۔ کہ میرے بڑے لڑکے کا نام نثار اللہ ہے بعقوب ہے وہ دوسری جگہ ہے یا میرے پاس آئیگا تب وہ میرا ہوگا۔ نثار اللہ کے بعد ثناء اللہ ہے۔ ان کے بعد لڑکی خورشیدہ ہے۔ ورعباد اللہ اور سجاد میرے لڑکے ہیں۔ نثار اللہ کی عمر تقریباً ۱۸،۱۷ سال ہے۔ ثناء اللہ کی ۱۴، ۱۵ سال لڑکی کی ۷، ۸ سال

شامل عدالت صفحہ نمبر

عباد اللہ کی ۵-۶ سال اور سجاد کی دو ڈھائی سال عمر ہوگی۔ ایک دو پیدا ہوتے ہی مر گئے۔ جو نثار اللہ کے بعد لڑکی سے بڑے تھے۔ اس وقت ان میں سے ماسوائے یعقوب اور نثار اللہ کے سب میرے پاس ہیں۔ میرے والد کی زمین ۷، ۸ سو کنال تھی۔ وہ ۱۹۹۴ء / ۱۹۹۵ء میں فوت ہو گئے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ اس میں آبی کتنی اور خشکی کتنی تھی۔ ہم نے خالص خانگی حصے کیے ہیں، ابھی ہماری زمین مشترکہ ہے۔ مظہر کو علم نہیں کہ مظہر اور میرے بھائی غلام ربانی کے حصے میں کس قدر زمین ہے۔ ابھی ہم نے کنال بندی کا حساب نہیں لگایا ہے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ کس بھائی کے حصے میں کس قدر زمین آئی ہے۔ ہماری خانگی تقسیم ہمارے والد نے خود کی تھی جو ۱۹۹۴ء / ۱۹۹۵ء سے قبل اس نے کم از کم سال ۱۹۸۵ء / ۱۹۷۶ء میں کی تھی۔ تب سے مطابق خانگی تقسیم ہر ایک بھائی کے پاس زمین کا اپنا اپنا حصہ ہے۔ مظہر نہیں بتا سکتا کہ مظہر کو سال میں کس قدر ربیع، گندم اور شالی آتی ہے۔ اس کی وجہ ہے۔ یاسمین بیگم کے دو لڑکے ہیں۔ ایک تقریباً ۲۴، ۲۵ سال کا اور دوسرا ۲۱، ۲۲ سال کا ہوگا۔ وہ زمینداری کرتے ہیں۔ ایک میٹرک ہے اور دوسرے نے نویں جماعت میں چھوڑ دیا ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ ان میں سے کوئی باہر گیا ہے یا نہیں۔ وہ میرے گھر سے ... میل پر رہتے ہیں۔ ... آمد و رفت نہیں ہے۔ کبھی اتفاقاً ملتے ہیں۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ یاسمین بیگم کے لڑکوں کی نسبت بار آور ...

مثل عدالت صفحہ نمبر

شکایت تھی یا نہیں نہ علم ہے کہ پولیس میں اُن کے خلاف کوئی ایسی رپورٹ تھی یا نہیں نہ تفصیل کا علم ہے مظہر کو علم نہیں ہے کہ ان کو اس بارہ میں سپیشل شاف میں بلایا گیا تھا یا نہیں بیگ میرا ماموں زاد بھائی ہے۔

اس وقت برخواست کچہری کا وقت ہونے پر اس کا بیان کل پر ملتوی رکھا گیا۔ تحریر الصدر

دستخط بحروف اردو عطاء اللہ بیگ

دستخط این کے ملک حاکم جلیس

CONTINUED

بیان گواہ استغاثہ عطاء اللہ بیگ باقرار صالح

۲۸ ۵/۵۹

بسوال جرح مرزا محمد افضل بیگ ملزم بیان کیا۔ کہ مظہر نے پولیس میں دو ہی بیان دئے ہیں۔ اور مظہر سے دو بیان ایک سٹی منصف صاحب کے پاس اور ایک اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پاس دئے ہیں۔ پولیس سے بیان شیخ غلام قادر ایس۔ پی کی نگرانی میں لئے ہوئے ہیں۔ مظہر نے نہارہ شاہ اپیر خانیار سے خواجہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

علی شاہ ملزم اور غلام احمد عشائی کی رہائی کی اطلاع نہیں سنی۔ مہدہ صاحب نے صرف کہا تھا۔ کہ پیر مقبول صاحب بند ہیں۔ مظہر نے مہدہ شاہ سے دریافت نہ کیا۔ کہ پیر مقبول صاحب کس قدر عرصے سے بند ہیں، عزیز خان سے باکسی اور سے مظہر نے اس کا عرصہ گرفتاری نہ پوچھا۔ جب مظہر پہلی دفعہ پیر مقبول صاحب کے پاس چٹھی لے کر گیا۔ تب پیر مقبول صاحب نے مہر سے کہا کہ وہ رہا ہوئے ہیں۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ کب رہا ہوئے ہیں۔ مظہر نے کسی سے یہ دریافت نہ کیا کہ خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت اور غلام احمد عشائی کب رہا ہوئے ہیں اس وقت مظہر نے خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت اور غلام احمد عشائی سے ملنے کی کوشش نہ کی، نثار اللہ میرا لڑکا ۲۰۰۰ یا ۲۰۰۱ میں پیدا ہوا ہے۔ تاریخ اور مہینہ یاد نہیں ہے۔ نثار اللہ ۹۷ یا ۹۸ء میں پیدا ہوا ہے۔ اور بدھ میں پیدا ہوا ہے۔ تاریخ یاد نہیں ہے، لڑکی سال ۱۹۵۲ء کے آغاز میں جیٹھ میں پیدا ہوئی ہے تاریخ اور دن یاد نہیں ہے۔ عباد اللہ بیگ سال ۵۳ء میں پیدا ہوا ہے۔ تاریخ اور مہینہ یاد نہیں ہے۔ سجاد ماہ ستمبر سال ۱۹۵۵ء کے آخر میں پیدا ہوا ہے۔ تاریخ پیدائش یاد نہیں ہے۔ سجاد یا میرا کوئی بچہ مکان سے نہیں گر گیا تھا۔ نہ میرے کسی بچے کو گرنے سے کوئی چوٹ آئی تھی۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ آزاد کشمیر کے کتنے ضلعے ہیں نہ مظہر کو علم ہے کہ باغ تحصیل کس ضلع میں ہے۔ مظہر نے اس کی نسبت دریافت ہی

مثل عدالت صفحہ نمبر

نہیں کیا ہے۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے۔ کہ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۳ء تک باغ کے ضلع میں کون ڈی۔ سی تھا۔ مظہر وہاں پر ۵۰ء اور ۵۱ء میں رہا ہے تب کا بھی مظہر کو ڈی۔ سی کا پتہ نہیں ہے۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ مظہر وہاں تھا۔ تو وہاں انسپکٹر اسکولز کون تھا۔ ایک عبدالعزیز اسسٹنٹ انسپکٹر اسکولز کا نام ہے مگر مظہر نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ ان دنوں وہاں ڈسپنسری اسسٹنٹ اور ڈاکٹر کون تھا۔ اس علاقہ میں کوئی شفاخانہ ہی نہیں ہے۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ اس ٹائم میں سجاول خان کا افسر کون تھا۔ وہ اکیلا ہی وہاں آیا کرتا تھا۔ مظہر کو اس کے ماتحت کا نام بھی پتہ نہیں۔ مظہر وہ سجاول خان جب وہاں آتا تھا نصر اللہ کے گھر میں ہی رہتا تھا۔ نصر اللہ خان نے وہاں مہمانوں کے لئے انتظام رکھا ہے۔ اس کا مہمان خانہ مکان کے ساتھ نہیں رکھا۔ علیحدہ کمرہ تھا۔ ان ایام میں اس وقت سجاول خان کا وہاں اس مکان میں دفتر نہ تھا وہاں ہر وقت وزارت کا تغیر ہوتا رہا۔ مظہر کو یاد نہیں کہ میرے وقت میں کتنی بار وزارت کا وہاں تغیر ہوتے رہا۔ مظہر نہ وہاں کسی کیبنٹ کے ممبر کا نام نہیں بتا سکتا۔ مظہر دور رہتا تھا۔ سجاول خان وہاں قصبہ باغ سے نصر اللہ کے گھر آتا تھا۔ مظہر باغ نہیں گیا ہے۔ نہ تب مظہر علاقہ ملازمت سے کبھی باہر گیا۔ سجاول خان نے مظہر کی دریافت پر کہا تھا۔ کہ وہ گوجر خان گیا ہے۔ وہ کہتا تھا۔ کہ وہ خاص گوجر خان کا رہنے والا ہے۔ مگر گاؤں کا نہ کہا تھا!

بشان عدالت صفحہ نمبر

مظہر کو ہیبنڈر کس ضلع میں ہے پتہ نہیں ہے۔ مظہر نے وہاں
دریافت نہ کیا۔ کہ سجاد علی خان کی ایس۔ پی اور ڈی۔ ایس۔ پی
کون تھے۔ نہ دریافت کیا کہ اس کا کون افسر ہے۔ جن دنوں مظہر
وہاں رہا تھا وہاں جنگلات اور گیم کے افسر آتے رہے۔ جنگلات
اور گیم کا بڑا افسر تب وہاں کوئی نہ آیا۔ وہاں پولیس چوکی نہیں ہے
ہے۔ قریب ترین چوکی تب ایک دن کا راستہ ہے۔ مظہر نے
سنا تھا کہ تب وہاں فیروزالدین افسر چوکی ہے اس کو مظہر نے
نہیں دیکھا ہے۔ خبر نہیں ہے کہ وہ کہاں کا رہنے والا البتہ میں
قبائلی ریڈ سے قبل اننت ناگ زیارت عیش مقام ۵-۴ سال
جاتا رہا۔ قبائلی حملہ کے بعد مقبول مظہر صرف تب
اننت ناگ گیا۔ جب مظہر آپ سے غلام محمد بیگ کے گھر ملا
اس کے بعد میں مظہر اننت ناگ نہ گیا۔ اس اپنی ملاقات کے
موقعہ پر مظہر بارہمولہ سے ۹-۸ بجے چلا تھا۔ سرینگر ۱۲-۱۱ بجے
پہنچا تھا۔ اڑھائی یا تین بجے دن کے مظہر بطرف اننت ناگ
تب روانہ ہوا۔ مظہر نہیں کہہ سکتا۔ کہ مظہر تب کس لاری کمپنی کی
لاری میں بطرف اننت ناگ گیا تھا۔ نہ مظہر کہہ سکتا ہے۔ کہ مظہر
تب بارہمولہ سے سرینگر کس کمپنی کی بس میں آیا تھا۔ مظہر کو معلوم
نہیں ہے کہ جس لاری میں مظہر سری نگر سے اننت ناگ گیا۔
اس میں کوئی بڑا آدمی، رئیس یا بلازہ تھا یا نہیں۔ عیش مقام
میں مظہر جب زیارت پر جاتا تھا۔ مظہر وہاں قادر ریشی یا اس کا

شل عدالت صفحہ نمبر

نام قادر گنائی تھا۔ اس کے ہاں رہتا تھا۔ اس کا مکان زیارت شریف کے مشرق کی طرف ہے، زیارت شریف وہاں پہاڑ کی گود میں ہے۔ اس کا رخ مبارک بطرف اننت ناگ ہے اس کا روئے مبارک بطرف جنوب، شمال ساتھ ہی کہا جنوب مشرق کی طرف ہے، بطرف مغرب نہیں ہے۔ اس زیارت کے عقب میں پہاڑ ہے، زیارت کے پیچھے اس وقت وہاں کوئی مکان نہ تھا۔ اب کا پتہ نہیں ہے۔ اس قادر کا مکان زیارت کے روئے کے بائیں طرف ہے اس وقت زیارت سے بائیں طرف گذرنے تھوڑا بازار تھا۔ وہ بازار قادر کے مکان سے نیچے ہے، مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس کے باپ کا کیا نام ہے۔ نہ مظہر کو علم ہے کہ اس کا کوئی بھائی ہے یا نہیں۔ وہ ہمارا مقرر رشی نہ تھا، رات کو گئے۔ اس کو کچھ روپیہ دیا اور چلے گئے وہاں ہمارا کوئی رشی مقرر نہیں ہے۔ وہ رشی کا کام ہی کرتا ہے خبر نہیں کہ اس کی کوئی زمین ہے یا نہیں نہ خبر ہے وہ دوکان کرتا تھا یا نہیں۔ اس کے ہاں روٹی کھا کے ہم رات زیارت پر گذارتے تھے۔ مظہر چار پانچ سال اس کے ہمراہ اسی طرح گیا۔ مظہر کو اس کے کسی رشتہ دار کا علم نہیں ہے نہ اس کو تب سے دیکھا ہے، مظہر وہاں عیال لے کر نہ جاتا تھا۔ مظہر اکیلا جاتا رہا۔ بھائی یا لڑکے یا کسی کو ساتھ نہ لیتا تھا۔ ہم سلام آباد سے وہاں دوسری لاری پر جاتے تھے۔ اس مبینہ ملاقات کے روز مظہر اننت ناگ اڈہ پر

نقل عدالت صفحہ نمبر

لاری سے اترا، منظر وہاں سے اسلام آباد کے بڑے چوک پر گیا اور بیدل گیا، پھر منظر حضرت ریشی کی زیارت پر گیا۔ وہاں سے منظر عیدگاہ پہ آیا، جہاں چشمہ ہے اور اس میں مچھلیاں ہیں وہاں منظر نے ایک سے دریافت کیا۔ کہ آپ کا مکان کدھر ہے؟ منظر وہاں سے سڑک پہ گیا، سڑک سے مطلب ہے، جہاں سے تانگہ اور لاری جاتا ہے، منظر کو یاد نہیں ہے کہ وہاں سے چلتے آپ کے مکان تک کوئی سرکاری مکان آتا ہے یا نہیں۔ ایسے بڑے بڑے مکان آتے ہیں۔ اس عیدگاہ سے آپ کے مکان تک بر لب سڑک کئی مسجدیں آتی ہیں۔ منظر نہیں کہہ سکتا۔ وہ نماز کا تھوڑا وقت تھا وہاں جاتے راستے میں منظر کو یاد ہے کہ دائیں طرف ایک جگہ قبرستان آتا ہے۔ باقی کوئی اور جگہ ہے یا نہیں۔ منظر کو یاد نہیں ہے وہ قبرستان دائیں طرف سڑک سے تھوڑا دور ہے پورا اس طرف خیال نہ کیا سڑک ہے۔ البتہ پانچ دس گز دور ہوگا منظر کو یاد نہیں ہے کہ وہ کتنا بڑا قبرستان ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ اس سے دور کس قدر فاصلہ پر مکان ہیں۔ ایسے وہاں دائیں بائیں مکانات سڑک کے ہیں۔ منظر کو خیال نہیں ہے کہ وہ قبرستان دامن کوہ میں ہے یا اس سے دور ہے۔ اس عیدگاہ سے آپ کے گھر تک منظر نے کوئی زیارت نہ دیکھی۔ اس عیدگاہ سے آپ کے گھر تک سڑک کے بائیں جانب مسلسل مکانات اور دوکانات ہیں۔ دائیں جانب مسلسل مکان نہیں ہیں۔ منظر نہیں کہہ سکتا کہ دائیں

مثل عدالت صفحہ نمبر

جانب ایک جگہ کتنے ایک مکان ہونگے۔ اس طرف درمیان میں
خالی ٹکڑے ہیں۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ کتنے دور کتنے کتنے بڑے وہ
ٹکڑے ہیں۔ اس عیدگاہ سے آپ کے مکان تک چلتے راستہ میں
دائیں بائیں درخت تھے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ کوئی چنار کا درخت
تھا یا نہیں۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ مظہر نے آپ کے مکان عیدگاہ میں
کسی سے پوچھا۔ آگے چلکر آپ کے مکان کے سامنے ایک چھوٹی دکان
ہے اور ایک مشین بھی ہے۔ وہاں ایک آدمی تاجر اس مشین کے
سامنے سڑک پر کھڑا تھا۔ اس سے مظہر نے آپ کے مکان کا دریافت
کیا۔ اس نے ادھر سے چلتے دائیں ہاتھ کو آپ کا مکان دکھایا جو وہاں
جہاں وہ کھڑا تھا۔ وہاں سے اوپر کسی طرف دائیں طرف اس نے
آپ کے مکان کا کہا۔ عیدگاہ والے آدمی نے مظہر کو پورا پتہ آپ کے
مکان کا دیا تھا۔ راستہ میں اور کسی سے مظہر نے دریافت نہ کیا۔ واپسی
دوسرے روز مظہر اس سڑک سے اننت ناگ اڈہ پر نہ آیا تب مظہر
دوسری سڑک سے آیا۔ جو سیدھی اڈہ پر جاتی ہے۔ ریشی صاحب کا
وہاں سڑک واپسی کے وقت میرے راستہ میں نہ آئی۔ وہاں ایک
اڈہ ہے۔ جہاں تک سڑک comon ہے واپسی پر مظہر نے نہ
کسی سے بات چیت کی نہ مظہر کو کوئی واقف کار ملا۔ تب مظہر ۸-۹
بجے صبح آیا۔ اس وقت کچھ دوکانیں کھلی تھیں اور کچھ بند تھیں
اننت ناگ سے سرینگر آتے اس لاری میں کوئی افسر یا ملازم یا بڑا
آدمی تھا یا نہیں مظہر نہیں کہہ سکتا۔ مظہر یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ مظہر

مثل عدالت صفحہ نمبر

کس کمپنی کی لاری میں تب آیا۔ راستہ میں کسی سواری سے میری کوئی بات چیت نہ ہوئی۔ سرینگر اڈہ پر مظہر کو کوئی واقف تب نہ ملا۔ نہ سری نگر والے اڈہ سے بارہمولہ سوپور اڈہ تک جاتے مظہر کو تب کوئی واقف نہ ملا۔ بارہمولہ اور سوپور کا اڈہ ایک ہی ہے۔ کوٹھی باغ سب جیل میں مظہر زبان پر سے ایک ماہ قریب پیر عبد الغنی ملزم حاضر عدالت اور عبد العزیز پروانہ تھے۔ جہنگی خان پیر عبد الغنی ملزم کا خدمتی تھا۔ مظہر لوہن نال لکھن پال کو نہیں جانتا ہے۔ مظہر کلمہ پر کہتا ہے کہ مظہر کہ اس کو نہیں جانتا ہے۔ میرے وقت وہ سب جیل میں نہ تھا۔ مظہر اسے جانتا ہی نہیں ہے۔ اکتوبر سال ۱۹۵۵ء میں مظہر وہاں تھا ہی نہیں نہ مظہر کو علم ہے کہ تب وہاں سے لکھن پال نے کوئی درخواست ضمانت نہیں کارنس دی تھی یا نہیں۔ مظہر پولیس میں پہلے بیان کے وقت اس کے بعد گھر گیا۔ دوسری دفعہ بھی میرا بیان لکھا گیا۔ اور مظہر گھر گیا۔ تیسرا بیان روبروئے ستی منصف صاحب کے دینے کے بعد بھی مظہر گھر گیا۔ دوسرا بیان دینے کے لئے مظہر کو پولس والے گھر بلانے آئے تھے۔ تب مظہر نے کوئی وارنٹ نہ دیکھی نہ مظہر کو کوئی تحریر دکھائی گئی۔ تیسری دفعہ جب آئے تب بھی کوئی وارنٹ یا تحریر نہ تھی۔ چوتھی دفعہ اس کے ساتھ وارنٹ تھا۔ جو پہلی دفعہ آئے وہی دوسری اور تیسری دفعہ نہ آئے تھے پہلی دفعہ ایک کانسٹیبل اور دوسری دفعہ بھی ایک کانسٹیبل اور تیسری دفعہ بھی ایک کانسٹیبل آیا تھا۔ نام ان کا نہیں بتا سکتا۔ چوتھی دفعہ ایک ہیڈ کانسٹیبل اور دو کانسٹیبل تھے۔ وہ دو

مثل عدالت صفحہ نمبر

کانسٹیبل ان میں نہ تھے جو پہلی بار آئے تھے۔ میرے دوسرے بیان
پولیس کے وقت دہ سلطان پورہ کنڈی مظہر کو بلانے آیا۔ اور باقی دو
دفعہ بارہمولہ کانلی باغ آ گئے۔ سلطان پورہ کنڈی سے بارہمولہ سات آٹھ
میل پر ہے۔ وہاں پولیس سیدھے آ گئے تھے۔ انہوں نے کسی سے پوچھا ہوگا
ان کو معلوم تھا کہ مظہر کانلی باغ رہتا ہے وہ جب آئے تھے دو پہلے
کانلی باغ آئے تھے۔ مظہر کانلی باغ بارہمولہ تقریباً دو اڑھائی سال رہا۔ وہاں
مظہر ۱۹۵۵ اپریل میں آیا اور اڑھائی سال تک وہاں رہا جو میرا ڈیرہ رہا
میرا عیال رہا۔ پیچھے میرا لڑکا اور مظہر وہاں رہا۔ میرا عیال گھر گیا۔ جب
پولیس آخری بار کانلی باغ آئی تب مظہر کو وارنٹ دکھایا گیا۔ اور مظہر
اپنے مکان میں گرفتار کیا گیا۔ ہتھکڑی بھی لگائی گئی۔ بلونت سنگھ اس
وقت وہاں میرے مکان کے پاس صحن میں پہنچا۔ اس کا مکان ادھر
ہی ہے۔ بلونت سنگھ نے ہیڈ کانسٹیبل سے کہا کہ دیر ہو گئی ہے آپ کے گھر
چلو۔ مظہر کو اس وقت ہتھکڑی تھی۔ زمان پہ سے اور مظہر کو ایک ہتھکڑی
لگی تھی۔ میرے ہیڈ کانسٹیبل نے بلونت سنگھ کو کوئی جواب نہ
دیا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ بلونت سنگھ و ہیڈ کانسٹیبل کیا بات آپس میں
کرتے رہے۔ ہیڈ کانسٹیبل نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ چلو رات کو بلونت
سنگھ کے گھر ٹھہریں گے۔ وہ بلونت سنگھ پریذیڈنٹ نیشنل کانفرنس ہے
اور مشن سکول میں ماسٹر ہے۔ ہمارا راستہ وہی ہے جب سے مظہر نے
ہوش سنبھالی ہے مظہر تب سے بلونت سنگھ کو جانتا ہے۔ وہ ہمارے
ذیلدار ابشر سنگھ کا بھائی یا بھتیجا ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس ابشر سنگھ کو

شہادت استغاثہ عدالت صفحہ نمبر

قبائلی ریڈ میں مارا گیا تھا یا نہیں۔ اشتر سنگھ اور بلونت سنگھ کابلی باغ کے رہنے والے ہیں اور وہاں ہی پہلے سے رہتے آئے ہیں۔ وہ وہاں ریڈ سے باہر کہیں سے نہیں آئے ہیں۔ گجندر سنگھ اور وہ آپس میں ایک ہی ہیں۔ گجیندر سنگھ ٹھیکہ کرتا ہے۔ منظر کو پتہ نہیں ہے کہ ملٹری یا جنگلات یا گورنمنٹ کا ٹھیکہ کرتا ہے یا نہیں۔ گجیندر سنگھ کو منظر قبائلی ریڈ سے قبل کا جانتا ہے وہ پہلے بھی ٹھیکہ کرتا تھا۔ میرے لئے اور زمان پرے کے لئے میرے لڑکے نے تب روٹی لائی۔ باقیوں نے بلونت سنگھ کے گھر کھائی۔ ہم رات بھر وہاں ہی سوئے۔ میرے ڈیرہ کابلی باغ سے بلونت سنگھ کے مکان تک نصف جریب ہے اور تھانہ وہاں سے تقریباً دو میل ہے۔ ہم کو تھانہ پر نہ شام کو نہ صبح لے گئے نہ وہاں تھانہ سے ہمارے پاس تب کوئی آدمی آیا۔ جتنی دیر ہم وہاں رہے ایک کانسٹیبل ہمارے کمرہ کے دروازہ پر رہا۔ منظر اور زمان پرے اس کمرہ کے اندر گئے۔ باقی دو کا علم نہیں۔ ایک اور کانسٹیبل اور ہیڈ کانسٹیبل دوسرے کمرے میں تھے۔ وہ سپاہی ہمارے کمرے سے باہر تھا۔ اس کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ رات بھر ہم پیشاب کرنے نہ نکلے۔ اس کے مکان میں بھی اس کا انتظام ہے۔ اس کمرے میں نہ تھا۔ اس کمرے سے پیشاب خانہ کو کھلا راستہ نہ تھا۔ اس کمرے کی کھڑکیاں نہ تھیں، روشندان ہیں۔ وہ درمیانی کمرہ ہے۔ رات کو دس بجے ہم نے روٹی کھائی۔ میرا لڑکا تقریباً ایک گھنٹہ رہا۔ اا بجے دروازہ بند ہوا۔ اور ایک سپاہی ہمارے کمرے کے اندر رہا جو ان میں سے تھا جو منظر کو گرفتار کر کے

نقل عدالت صفحہ نمبر

لائے تھے۔ خبر نہیں باہر سے دروازہ بند کیا گیا تھا قفل یا سنگل لگا
تھا یا نہیں۔ البتہ دروازہ بند تھا۔ صبح پہلے پانچ بجے ہم اس
کمرے سے باہر آگئے۔ صبح دوسرا سپاہی اور ہیڈ کانسٹیبل بھی وہاں
ہمارے پاس آگئے۔ جو بوقت طلوع آفتاب آگئے۔ رات کے ۹ بجے
سے صبح طلوع آفتاب تک ہم دو اور وہ کانسٹیبل اس کمرے میں رہے
میرا نام اس کو معلوم نہیں ہے جو ہمارے کمرے میں رات کو کانسٹیبل
رہا۔ وہ ہندو تھا۔ منظر نے اپنا بستر اپنے اور زنان کے لئے منگوایا
کانسٹیبل کو بونت سنگھ نے دیا۔ ویسے وہ رات کو نہیں سویا، ہوشیار
رہا۔ غم اور فکر سے ہم کو کس طرح نیند آتی۔ منظر رات بھر نہ سویا۔
زنان پر سے کبھی کبھی سوتا رہا۔ منظر کو نیند نہ آئی جو غم کی وجہ سے نہ
آئی۔ پکڑے جانے پر اپنے عیال و بچوں کا غم پڑا۔ منظر نے زنان پر
کو اس روز دیکھا ہے۔ منظر کو خیال ہوا کہ اس مقدمہ سے بال بچوں
کی تباہی بربادی اور رہائی اور آپڑی ہے۔ یہ ہوتا ہی ہے کہ کنبہ کے
بڑے کے سوا بغیر خدا کے کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ منظر کو صرف
اپنے عیال کا خیال آیا۔ بیگ خاندان کا خیال نہ آیا۔ کہ اس میں انکی
بھی رسوائی ہے۔ منظر کو صرف اپنے بال بچہ کا خیال آیا۔ یہ بھی
ہوئی۔ کہ میرے بچوں میں سے کوئی بالغ کارگذار نہیں ہے۔ یہ ہوتا ہی
ہے کہ علی باغ میں اس ہیڈ کانسٹیبل نے منظر کو وارنٹ دکھایا تھا
یاد نہیں ہے کہ منظر نے اس پر دستخط کئے یا نہیں۔ جامہ تلاشی لی گئی۔
میرے جیب وغیرہ ٹٹولے گئے۔ میری جامہ تلاشی سے کچھ نہ نکلا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

میرے سامنے اس کاتب کوئی کاغذ تحریر نہ ہوا نہ مظہر نے وہاں کسی ایسے کاغذ پر دستخط کئے۔ مظہر نے وارنٹ کو پڑھا۔ زمان پرے ملزم پہلے ہی اریسٹ ہوا تھا۔ شام کے وقت شام کی نماز کے بعد میرے گھر پولیس آئی تھی۔ اس وقت زمان پرے کو ایک سپاہی میرے مکان سے ساتھ لے کر کھڑا تھا۔ وہ میرے مکان پر نہ آیا۔ مظہر نے اُسے رات بھر نہ پوچھا۔ کہ اسے کدھر سے گرفتار کر کے لایا گیا ہے۔ وہاں سپاہی تھا ہم اس کے سامنے ایسی بات نہیں کر سکتے تھے۔ جب مظہر نے اپنی درخواست لکھی۔ اس نے کہا کہ اس نے بھی یہ کیا ہے۔ اور اس نے بھی سجاول خان کے ذریعہ یہاں کچھ کام کیا ہے۔ اس کو بھی ایسی ہی درخواست لکھ کے دیویں۔ اس نے اس وقت پوری داستان نہیں سنائی۔ اس نے کہا۔ کہ اس نے سجاول خان کے ذریعہ کچھ کام کیا ہے اور اس کو اس میں گرفتار کیا گیا ہے۔ مظہر نے اس سے نہیں پوچھا۔ کہ وہ کون سجاول خان ہے۔ مظہر کو پتہ تھا۔ کہ وہی سجاول خان ہے۔ وہاں سپاہی دروازہ پر کھڑا تھا۔ اس کے سامنے اس طرح کی باتیں نہ کر سکتے تھے۔ اور ہم کو ڈر تھا۔ ہم کو کہا گیا تھا۔ کہ ہم آپس میں بات چیت نہ کریں اور اس طرح کی ہدایت ہیڈ کانسٹیبل سپاہی کو بھی دے گیا تھا۔ کہ ملزم آپس میں بات چیت نہ کریں اسلئے مظہر نے اس سے نہ پوچھا۔ کہ کس جرم میں اس کو پکڑا گیا ہے اس نے صرف یہی کہا جو مظہر نے اوپر بتایا ہے۔ مظہر نے اپنے وارنٹ کے علاوہ اور کسی کی وارنٹ گرفتاری نہ دیکھی۔

شکل بیانات صفحہ نمبر

جب ہماری یہ بات چیت ہو رہی تھی، دروازہ کبھی کھلا اور کبھی بند رہا۔ جس وقت ہم نے بات چیت کی اس وقت کانسٹیبل دروازہ کے باہر کی طرف کھڑا تھا۔ دروازہ کھلا تھا۔ ہم نے یہ بات چیت آہستہ کی۔ اس لئے نہیں سنا تھا۔ جب میرا لڑکا کھانا لایا۔ اس سے پہلے ہم یہ بات چیت کر چکے تھے۔ جب لڑکا کھانا لایا۔ مظہر نے اس سے کہا کہ دو ورق کاغذ اور دوات قلم لے آؤ۔ اور اس نے یہ لکھے، جو مظہر نے پولیس میں بیان دیا۔ مظہر کو معلوم تھا کہ مظہر نے اس کے مطابق سنگین جرم کیا ہے۔ دوسرے بیان میں بھی مظہر نے ان واقعات کا اقبال کیا ہے جو سنگین جرم ہے۔ مظہر نے منادی سمجھا۔ مظہر نے بیان دیا۔ اور گھر گیا۔ مظہر کو سوال کے بیان کے بعد خیال نہ ہوا۔ کہ نیت سنگین جرم کی وجہ سے مظہر خراب ہوگا۔ ان بیانات پر پولیس سے د مظہر کو خیال نہ ہوا۔ کہ مظہر کو ان سنگین جرائم میں جیل جانا ہوگا۔ جرم تو تھا۔ پولیس کہتی تھی۔ کہ حقیقت بیان کر دو اور مظہر بیان دے کے گھر جاتا رہا۔ اسے مظہر کو ایسا خدشہ نہ رہا کہ جیل جانا ہوگا۔ نہ خیال ہوا کہ مظہر پر مقدمہ چلایا جائیگا۔ پولیس نے دونوں بیانات کے وقت مظہر سے کہا تھا کہ بیان دے دو اور گھر چلے جاؤ۔ پہلے اکتوبر سال ۱۹۵۵ء والی گرفتاری کے وقت پولیس نے میرے بیان سے سلطان [illegible] مظہر تب تک ادھر ادھر گھومتا رہا۔ ہر وقت جب [illegible] رہا تھا مظہر بیگ ملازم و مزدا تو تھوڑے عرصہ کے لئے BREAK کیگئی۔ اس کے بعد

مثل عدالت صفحہ نمبر

بیان گواہ جرح Resume کیا جا دیگا -)

اس وقت ۱۵ منٹ کی بریک کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا گیا - اور اس عرصہ میں گواہ کو Chambers میں رکھا گیا - اور جرح گواہ پر Resume کی گئی

سوال جرح مرزا فضل بیگ ملزم بیان کیا - کہ پہلے منظر نے یہ سمجھا کہ کسی طرح میری جان بچ جائے اور جن کے ساتھ منظر کام کرتا ہے وہ بچ جاویں - ادھر ادھر کا مطلب یہ ہوا کہ منظر نے اصلیت بیان نہ کی - کچھ سچ اور کچھ جھوٹ کہا - میرے پولیس نے دریافت کیا - کہ چٹھیاں جو میرے سے ملی گئیں کس کس کی طرف سے تھیں - اور کس کے نام تھیں - اور ان کے مضمون کا کیا مطلب ہے :

سوال - کیا آپ نے مضمون کی نسبت پہلے تین یوم پولیس کو کچھ بتایا -

جواب - ان دونوں سیفوں کی چٹھیوں کی نسبت ٹالتے رہے کہ اس کی حقیقت بیان کردی - باقی کی نسبت منظر نے صاف کہا تھا - اس کی نسبت بھی منظر نے اصلیت بتائی تھی - مگر وہ یقین نہیں کیا کرتے تھے - منظر نے چٹھیوں کی نسبت ساری اصلیت پہلے تین دن میں ہی پولیس میں بتائی تھی - مگر وہ باور نہ کرتے تھے - سیفوں کا - باور نہ کرتے تھے - باقی سب کچھ باور کرتے تھے - وہ کہتے رہے کہ سیفوں کی چٹھیاں میں گڑبڑ ہے - منظر سیفوں کا جھوٹ بولتا ہے - اس پر تین یوم تک اختلاف رہا - ورنہ جو حقیقت منظر نے پہلے روز پولیس والوں کو بتائی - وہی چوتھے دن شیخ غلام قادر صاحب کی موجودگی میں بھی

نقل عدالت صفحہ نمبر

نبانی۔ جب مظہر نے حلف اٹھایا اور قرآن اٹھایا تب پانچویں دن ان کو اطمینان آئی اور مظہر کو رخصت کیا گیا۔ میرے سے کوئی ضمانت یا مچلکہ نہ لیا گیا نہ اس وقت پھر حاضر ہونے کی ہدایت کیگئی۔ اور کہا کہ جس وقت وہ بلائیں گے اس وقت آنا۔ اس وقت تو مظہر بچ ہی گیا۔ اور مظہر کو اس وقت تو اطمینان ہوا۔ کہ مظہر اس مصیبت سے بچ گیا۔ جب مظہر کو دوسری دفعہ پھر بلایا گیا۔ اس وقت بھی مظہر کو کوئی خدشہ پیدا نہ ہوا۔ میرے سے انہوں نے نہ کہا کہ ہر جگہ یہ حقیقت نہ ظاہر کرنی چاہیئے۔ جب مظہر اس سپاہی کے ساتھ جو مظہر کو بلا کر لے گیا تھا منشی مشفقت صاحب کے کورٹ کے پاس پہنچا۔ اس کو وہاں ایک اور پولیس وہاں ملا۔ تب مظہر کو بارہمولہ سے زیر حراست نہ لایا گیا۔ وہ ایک ہی آدمی تھا۔ اس نے میرے سے نہ بارہمولہ میں نہ راستہ میں کہا کہ کدھر جانا ہے صرف کہا کہ اس کے ساتھ چلو، مظہر اس پولیس والے کے ساتھ ہی بارہمولہ سے سری نگر آیا۔ ملک شریف الدین مجسٹریٹ صاحب نے میرے سے پوچھا۔ کہ مظہر آیا بحیثیت گواہ یا ملزم بیان دے رہا ہے اس کے سوال و جواب کے مطابق مظہر بحیثیت گواہ بیان دیتا رہا اس وقت مظہر بحیثیت ملزم تھا۔ اور سوال و جواب کے بعد مظہر بحیثیت گواہ ہوا۔ اور مظہر نے کہا کہ مظہر بحیثیت گواہ بیان دے رہا ہے مظہر سے کسی نے نہ کہا کہ مظہر بطور گواہ بیان دے رہا ہے۔ مظہر کو ایسا سوال و جواب سے پتہ لگا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ ملزم کو بھی سوال و جواب کیا جاتا ہے یا نہیں۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ ایک

مثل عدالت صفحہ نمبر

ملزم جس پر سنگین الزام ہو۔ گواہ کیسے بن سکتا ہے۔ البتہ سلطانی گواہ بننے کا پتہ ہے۔ گواہ بننے کا پتہ نہیں ہے (یہ گواہ نے خود بخود سوال کے جواب میں کہا) منظر کو ملزم کے گواہ اور ملزم کے سلطانی گواہ بننے کا فرق پتہ نہیں ہے۔ پولیس میں پہلے بیان تک اور منظر کے گرفتار ہونے تک منظر نے کسی وکیل سے مشورہ نہیں لیا ہے۔ منظر اس سے قبل کسی مقدمہ میں گواہ سلطانی نہیں بنا ہے نہ میرا کوئی دوست عزیز یا رشتہ دار کبھی کسی کیس میں، کورٹ میں سلطانی گواہ۔ بنا ہے منظر مقدمہ بازی میں عدالتوں میں آمد و رفت نہ رکھتا تھا۔

سوال :کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے جو پولیس میں پہلا بیان دے دیا۔ اگر اس پر آپ عدالت میں اخیر تک قایم رہے۔ اس صورت میں، آپ کو سزا سے معافی ملیگی۔

جواب ۔ نہیں۔ البتہ منظر کو سٹی منصف صاحب کے سوال و جواب سے پتہ چلا۔ کہ اگر کسی مجسٹریٹ صاحب کے پاس منظر وہ بیان جو منظر نے اس کے پاس دیا ہے۔ اسے تو اس کے مطابق منظر کو گواہ مقرر کیا جائیگا۔ جب منظر کو عدالت ہذا کا وارنٹ ملا۔ اور منظر نے دیکھا۔ کہ منظر ملزم ہے پھر منظر کو خیال آیا۔ اور منظر نے درخواست وغیرہ معافی تحریر کی سٹی منصف صاحب کے سوالات و جواب۔ کے وقت منظر کو خیال ہوا۔ کہ منظر گواہ ہے مگر جب منظر نے وارنٹ کو دیکھا اور منظر نے دیکھا کہ منظر ملزم ہے۔ منظر نے درخواست بابت وعدہ معافی تحریر کیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

سوال کیا آپ کو ملک شریف الدین صاحب کی عدالت میں بیان دینے کے بعد یہ اطمینان ہوا۔ کہ اگر آپ اس بیان پر آخری وقت تک قائم رہو گے تو سزا سے بچ جاؤ گے۔

جواب۔ مظہر اس سے قبل بھی دو بیان پولیس میں دے چکا تھا اور وہ تیسرا بیان منصف صاحب کے پاس تھا جس طرح مظہر پہلے بیانات کے وقت آرام میں رہا۔ مظہر کو خیال تھا کہ مظہر اس بیان کے وقت بھی آرام میں رہیگا۔ مظہر کو یہ خیال نہ تھا کہ کوئی کیس چلیگا۔ مطلب یہ تھا کہ مظہر آزاد رہیگا۔ اور کیس نہیں چلیگا۔ جب کیس نہیں چلیگا تو سزا کا سوال ہی نہیں رہتا ہے۔ ملک شریف الدین صاحب نے جو سوال و جواب کئے مظہر کو پتہ لگا کہ مظہر کو بطور گواہ پولیس نے پیش کیا ہے۔ اور اس وقت تک ملک شریف الدین نے سوال و جواب کے وقت ایسا کہا۔ جس وقت مظہر کو عدالت ہذا کا وارنٹ ملا۔ اس وقت مظہر کو گواہ ہونے کی وہ امید ختم ہوئی کہ مظہر مقدمہ میں [illegible] ہے۔ مظہر نے اپنی درخواست کو پڑھا اور سارا [illegible] اقبال جرم کا مطلب ہوگا۔ کہ مظہر نے یہ کام کیا ہے یعنی تسلیم کرتا ہے۔ مظہر کو معلوم ہے کہ جس نے جرم کیا ہو وہی اقبال کرتا ہے۔ مظہر نے جو بیان [illegible] زیادہ اردو میں دیا۔ مظہر پشتو نہیں جانتا ہے۔ مگر تھوڑا بہت فارسی جانتا ہے۔ مظہر دفعہ ۱۲۱ الف نہیں جانتا ہے کہ کیا ہے۔ یہ وارنٹ پر لکھا تھا۔ پینل کوڈ کوئی قانونی کتاب ہے مظہر کو علم نہیں ہے کہ کیا قانونی کتاب ہے اور کس مضمون پر ہے۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

مظہر نے وارنٹ سے بجرم الف ۱۲۱ رنبیر پٹیل کو پکڑ لیا۔ جو وارنٹ پر لکھا تھا۔ اسلئے مظہر نے اپنی درخواست پر بھی لکھا جو کچھ جرم وارنٹ پر لکھا تھا۔ مظہر نے یہی اپنی درخواست پر لکھا۔ وارنٹ پر جرائم ۱۲۱ الف R.P.C لکھا ہے۔ اور یہی لکھا تھا مظہر نے اس کو درخواست پر نہ لکھا۔ اس میں جرائم ۲۰ بھی لکھا ہے اور ۲۰۳ یا کچھ جرم لکھا ہے اس میں الف ۱۲۱ کا الزام لگانے کا لکھا ہے۔ مظہر نے یہی پڑھا اس وقت مظہر نے ۱۲۰ نہیں پڑھا۔ مظہر نے صرف ۱۲۱ پڑھا اور لکھا۔ مظہر کو خیال ہوا کہ یہی جرم ہے۔ وہ وارنٹ اس قسم کا تھا جو اس وقت مظہر کو دکھایا جا رہا ہے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی ہے یا نہیں (گواہ کو وارنٹ مورخہ [illegible] نے دکھایا) مظہر نے عنوان مقدمہ اپنی درخواست پر نہیں لکھی ہے۔ مظہر ان باتوں کو نہیں جانتا تھا۔ مظہر نے یہ بھی درخواست لکھی ہے۔ [illegible] درخواست پر زبانی [illegible] نے کہا کہ اس پر بھی ۱۲۱ کا مقدمہ ہے اور اسی عدالت کا ہے۔ اسلئے مظہر نے اس کی درخواست پر بھی ۱۲۱ کا جرم لکھا۔ اس نے کہا کہ [illegible] تاریخ پیشی عدالت کے مطابق وارنٹ کے مظہر کو [illegible] زبان [illegible] اس وقت [illegible] مظہر [illegible] تھا۔ مظہر بیان [illegible] ۲۰ بھی [illegible] R.P.C وارنٹ پر لکھا ہے۔ اردو میں وارنٹ پر رنبیر پٹیل [illegible] نہیں لکھا ہے۔ زبانی [illegible] نے اپنی درخواست

مثل عدالت صفحہ نمبر

اپنے پاس رکھی اور مظہر نے اپنی اپنے پاس رکھا جس وقت یہ درخواست
لکھی گئی۔ اس وقت میرا لڑکا وہاں سے چلا گیا تھا۔ مظہر نے اس کے
ذریعہ کسی کو پیغام نہ بھجوایا کہ مظہر نے کام وغیرہ معافی کیا ہے۔ نہ مظہر نے
نوشت سے کہا نہ کسی اور سے کہا۔ زبان پر نے بھی میرے
سامنے کسی سے اس کا نہ کہا۔ ہم دونوں کو تب ہتھکڑی لگی تھی۔ اور
بات پھر ہم اسی طرح تھے۔ مظہر نے اس بات کا اطمینان نہ کیا۔ کہ
دفعہ ۱۲۱ الف قابل معافی ہے یا نہیں۔ مظہر کو پتہ نہیں تھا۔ کہ
یہ کیا جرم ہے۔ مظہر کو پتہ ہے کہ جو سنگین مقدمہ ہو۔ اس میں
وعدہ معافی ہو سکتی ہے۔ یہ عام بات ہے۔ کسی خاص آدمی سے
مظہر نے نہیں سنا ہے۔ سنگین مقدمات برا قتل، بڑا سرقہ، ڈاکہ
زنی اور وہ جس سے کسی کو خطرہ جان پہنچے۔ کوئی قسم کی سازش
وغیرہ ہیں۔ مظہر نے یہ کسی خاص آدمی سے نہیں سنا ہے۔ یہ عام
بات ہے۔ مظہر کو یاد ہے کہ کدھر سنا ہے۔ جس وقت مظہر نے
پولیس میں بیان دیا۔ مظہر کو پتہ لگا کہ جرم ہے یہ تو سنگین جرم تھے
جو مظہر نے کئے تھے۔ مظہر کو پتہ تھا۔ کہ جب مظہر کو نصر اللہ نے
یہ کام کرنے کی ایسی جیسی بھی دی تھی۔ کہ یہ سنگین جرم ہے اسلئے مظہر نے
تب انکار کیا۔ مظہر نے قرآن شریف پڑھا ہے۔ تھوڑا بہت
ترجمہ بھی آتا ہے۔ ہمارے گاؤں کا دیہہ پریزیڈنٹ میر خان ہے
حلقہ پریزیڈنٹ کبیر احمد ہے جو میرا اس میں ہمراز تھا۔ مظہر کو
علم نہیں ہے۔ کہ ضلع سکریٹری اور وائس پریزیڈنٹ کون ہے

۴ کہ کب پہلی بار مظہر نے ایسا سنا ہے نہ یاد ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

وہ بھی سکریٹری اور خزانچی کا بھی علم نہیں ہے۔ کبیر احمد صوفی اکبر صاحب ملزم کے وقت سے حلقہ پریزیڈنٹ ہے۔ اور ان ہی کا پالتو بیٹا بنایا گیا ہے۔ ان کے وقت ہی یہ حلقہ پریزیڈنٹ بنا ہے۔ عہدہ خان میرا کچھ نہیں لگتا ہے۔ ہمارا تحصیل پریزیڈنٹ کون ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ جالب صاحب یا کون ہے۔ جالب صاحب ہی ہوگا۔ مظہر کو نیشنل کانفرنس سے واسطہ نہیں ہے۔ مظہر پہلے صوفی محمد اکبر کے وقت نیشنل کانفرنس میں تھا۔ تب مظہر حلقہ سکریٹری تھا۔ جب سال سنہ [illegible] میں مظہر کو S.D.M صاحب بارہمولہ نے arrest کر کے سنٹرل جیل سری نگر بھیج دیا۔ اس کے بعد مظہر نیشنل کانفرنس سے الگ ہوا۔ سنہ ۱۹۴۸ء اور ۴۹ء کے درمیان کا واقعہ ہے۔ صوفی صاحب ان دنوں جموں لے گئے تھے۔ مظہر تب چار ساڑھے چار ماہ جیل میں رہا۔ اس کے بعد مظہر کو چھوڑ دیا گیا۔ اور نیشنل کانفرنس سے دستکش ہوا۔ تب سے مظہر نیشنل کانفرنس میں عہدہ دار نہ بنا۔ صرف چار آنے کا ممبرشپ دیتا رہا ہے۔ اور صرف رسمی طور پر مظہر چار آنہ کی ٹکٹ سالانہ کٹواتا ہے۔ میری عورت نہیں کٹاتی ہے، صرف مظہر ہی کٹواتا ہے۔ کبیر احمد خان بدستور علاقہ پریزیڈنٹ ہے۔ اب وہ عبدالکبیر بن گیا ہے۔ اس کا نام کبیر احمد خان ہی ہے۔ مظہر نے اخبار میں پڑھا ہے اور لوگوں سے سنا ہے کہ پولیٹیکل کانفرنس ہے۔ مظہر نہیں جانتا کہ کدھر ہے۔ مظہر کو جیل میں اخبار نہیں ملتا ہے۔ بارہمولہ میں پولیٹیکل کانفرنس کا بورڈ مظہر

نقل عدالت صفحہ نمبر

نے ۵۵-۵۶ میں دیکھا تھا۔ جو ۱۹۵۶ء تک دیکھا تھا۔ جو ڈر پر چاند
اور تارا تھا۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ وہ کیا کہتے ہیں اور ان کا موقف
کیا ہے۔ مظہر نے ان کے کسی ارکان کی کوئی تقریر بھی نہیں سنی ہے
عام لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کی شاخ ہے۔ مظہر بھی
پولیٹیکل کانفرنس پاکستان کا شاخ نہیں ہے۔ آر پار جانے والے میری
بائیکاٹ تھے اور وہ ۱۹۵۵ء تک تھے۔ مظہر نے ان کی پولیٹیکل کانفرنس
کا دیباچہ نہ کیا تھا۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ آج کل نیشنل کانفرنس کا
صدر کون ہے۔ پتہ نہیں ہے کہ بخشی صاحب یا کون ہے۔ ۱۹۵۵ء
میں شاید بخشی صاحب ان کے صدر تھے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ
جس وقت مظہر گرفتار ہی ۱۹۵۵ء میں ہوا۔ اس وقت نیشنل
کانفرنس کا صدر کون تھا۔ مظہر نے نہ سنا کہ بخشی صاحب تب نیشنل
کانفرنس سے الگ ہوئے ہیں۔ مظہر کو خیال ہے کہ ابھی تک وہی صدر
چلے آتے ہیں۔ ۲۰ سال سے ۳۰ سال تک کا ہمارا ہمراہ ولی
وانی کے ساتھ کاروباری لین دین ہے۔ اس کا بھائی صمد وانی ہے
ولی وانی اور محمد وانی الگ الگ کاروبار کرتے ہیں۔ مشترکہ نہیں
کرتے۔ ۵۵-۲۰ اور ۱۲ سال سے الگ الگ کاروبار کرتے ہیں۔ مظہر
نے سنا ہے کہ سال ۱۹۵۶ء میں بخشی غلام محمد صاحب ولی وانی کے
ہاں کھانا کھانے آئے تھے۔ مظہر تب بیمار تھا۔ جلسہ کا پتہ نہیں ہے
مظہر کو علم نہیں ہے کہ وہ تب رات کو وہاں ٹھہرے تھے یا بارہ بجے رات
گئے تھے۔ مظہر اس مجلس میں نہ تھا۔ مظہر نے سنا ہے کہ کوئی۔ کہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

ڈیموکریٹک نیشنل کانفرنس ہے۔ ہمارے گاؤں میں اس کا شاخ نہیں ہے۔ پولیٹیکل کانفرنس نہیں ہے۔ ہمارے علاقہ میں صرف نیشنل کانفرنس ہے جو علاقہ منظر ہوا ہے اس میں نیشنل کانفرنس کے علاوہ اور کوئی جماعت نہیں ہے۔

(اس وقت برخواست کچہری کا وقت ہوا ہے۔ اور کچہری برخواست کیگئی ہے اور گواہ کا بیان کل پر ملتوی رکھا گیا ہے) تحریر المصدر

دستخط گواہ بحروف اردو

دستخط مسٹر اے کے لرک

صاحب مجسٹریٹ جلیس

CONTINUED

۵-۹-۵۹
۵-۶

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۷ عطاء اللہ بیگ ۔۔۔۔۔

بسوال جرح مرزا محمد افضل بیگ ملزم بیان کیا۔ ۳۰ رمئی سال ۱۹۵۸ء کو منظور اپنے ڈیرہ پر ہی رہا۔ کوئی خاص کام اس روز منظور نے دن میں نہ کیا۔ ۳۰ رمئی سال ۱۹۵۸ء سے قبل ہفتہ میں بھی منظور نے کوئی خاص کام نہیں کیا تھا۔ خاص کام سے کیا مطلب ہے (مسٹر نندہ P.P. نے انگریزی میں کہا کہ What is definition خاص کام اور اس کے بعد گواہ نے کہا۔ کہ خاص کام سے کیا مطلب ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

کونسل استغاثہ نے انگریزی میں اس پر وضاحت کی) بلونت سنگھ کے مکان پر ہم شام کے بعد ۸ ۱/۲ بجے پہنچے جو منظہر اور زمان پر اسی وقت وہاں پہنچے۔ ہم دونوں کو ایک ہی ہتھکڑی تھی۔ ثناء اللہ میرے لڑکے نے روٹی لانے تک وہاں دو تین پھیرے نہ کئے اور دروازہ پر آکر واپس جاتا تھا۔ جس کمرہ میں ہم اس وقت بیٹھے تھے۔ اس کا دروازہ کھلا تھا۔ ۱۰ ۱/۲ بجے رات وہ روٹی لے آیا۔ روٹی لانے تک میرا لڑکا نہ میرے سے نہ مظہر اس سے کوئی بات کرتا تھا۔ نہ وہ ہیڈ کانسٹیبل کے ساتھ کچھ باتیں کرتا تھا۔ میرا لڑکا اس سے کہہ رہا تھا۔ کہ وہ مظہر اپنے باپ کے لئے روٹی اور بستر لائیگا۔ ہیڈ کانسٹیبل نے یہ مانا۔ اور کچھ اس نے ہیڈ کانسٹیبل سے نہ کہا۔ ہیڈ کانسٹیبل دوسرے کمرے میں اس وقت تھا۔ ہمارے دروازہ پر دوسرا کانسٹیبل تھا۔ خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت اور غلام احمد عثمانی کی رہائی کی اطلاع مظہر کو ملنے سے بسنت باغ میں لتھو اور ٹائپ مشین دینے تک ۷، ۸ ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا۔ گواہ کہتا ہے کہ مظہر نے ان کا سوال ابھی تک نہیں سمجھا۔ گواہ کو اس کی استدعا پر اس کو سوال دھرایا گیا۔ اور اس وقت گواہ نے بتایا۔ کہ ان کے درمیان عرصہ ایک سال گذرا ہوگا۔ جب میرا لڑکا روٹی لے کر وہاں آیا۔ اس وقت مظہر نے اسے کاغذ اور قلم دوات لانے کا کہا۔ مظہر نے کانسٹیبل سے بھی اس کی نسبت اجازت مانگی۔ کہ وہ کاغذ اور قلم و دوات لائیگا اور کانسٹیبل نے اس کو قلم دوات اور کاغذ لانے کی اجازت دیدی

نقل عدالت صفحہ نمبر

اس کے بعد وہ پانچ دس منٹ میں قلم دوات اور کاغذ لایا۔ کانسٹیبل نے میرے سے دریافت کیا تھا۔ کہ مظہر کو کس لئے کاغذ اور قلم دوات کی ضرورت ہے۔ مظہر نے کہا کہ مظہر بیوپاری کو لکھیگا۔ اس نے میرے سے یہ نہیں پوچھا۔ کہ مظہر کیا لکھنا چاہتا ہے۔ لکھنے کے بعد بھی اس نے یہ نہ پوچھا۔ کہ مظہر نے کس کو اور کیا لکھا ہے۔ در اصل مظہر نے اس وقت وہ درخواست معافی تحریر کی۔ اور دونوں درخواست معافی تحریر کئے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ ان درخواست کے لئے میں نے مقام تحریر پارسولہ کابلی باغ لکھا ہے یا نہیں۔ ان میں مظہر نے یہ نہیں لکھا ہے کہ ان کو مظہر بلونت سنگھ کے گھر سے لکھ رہا ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ دوسری درخواست بھی مظہر نے اپنے درخواست کے لفظ بہ لفظ لکھی ہے یا نہیں۔ کانسٹیبل نے دروازہ پر نہیں دیکھی کہ جو کاغذ میرا لڑکا وہاں لے آیا۔ وہ کاغذ تب میرا لڑکا تب جیب میں لایا تھا۔ اندر کمرے میں میرا لڑکا بیٹھا رہا اور پھر اس نے مظہر کو وہاں جیب سے نکالکر دو کاغذ کے ورق دیدئے۔ کانسٹیبل نے بعد میں میرے سے یہ دریافت نہ کیا۔ کہ مظہر نے بیوپاری کو چٹھی لکھی ہے یا نہیں۔ جس وقت کانسٹیبل روٹی کھانے کے لئے دوسرے کمرے میں گیا۔ اس وقت مظہر نے وہ درخواست تحریر کئے۔ اس وقت دروازہ بند تھا۔ دروازہ پر یا پہرے کمرے میں اس وقت کوئی کانسٹیبل نہ تھا جب کانسٹیبل روٹی کھانے کے بعد آیا۔ میرا لڑکا جو میرے پاس بیٹھا تھا وہ باہر آیا۔ کانسٹیبل نے میرے سے پوچھا۔ کہ آیا مظہر نے چٹھیاں

مثل عدالت صفحہ نمبر

تحریر کی ہیں۔ مظہر نے کہا کہ ہاں مظہر نے ان کو تحریر کر کے ڈرنگ کے حوالے بھیجدی ہیں۔ دلی داس سنرنج ہے۔ سنرنج publee مقرر کرتی ہے ان کا ارکا مقبول ہے وہ حاضر پریزیڈنٹ نہیں ہے وہ مقبول داتی نیشنل کانفرنس میں کچھ نہیں ہے۔ نمبر شمیر ہوگا۔ سے کچھ نہیں ہے۔ اکتوبر سال ۱۹۵۹ کو گرفتار ہونے کے بعد مظہر نے اس روز کوٹھی باغ پولیس میں بتایا کہ مظہر سجاول خان کی چٹھیاں لاکر مرزا افضل بیگ ملزم (آپ کو دیتا تھا) مظہر کو تب گرفتار کیا گیا تھا مظہر آزاد تھا۔ مظہر کو اس جگہ سے یہاں مظہر نے چٹھیاں پھاڑ کر پھینک دیں۔ تھانہ تک ہتھکڑی میں نہ لایا گیا۔ مظہر کو وین میں بٹھا کر تھانے میں پہنچایا گیا۔ (یہ گواہ نے خود بخود کہا) جہاں مظہر نے چٹھیاں پھاڑ لے ہیں، وہاں مظہر کو ہتھکڑی نہ ڈالی گئی نہ مظہر سے کہا گیا مظہر کو گرفتار کیا گیا۔ البتہ میرے چاروں طرف پولیس رہی، اس شام کو مظہر نے ایک نانبائی کی دکان پر روٹی کھائی۔ مظہر کو رات کو رخصت کیا گیا۔ مظہر شیخ غلام قادر کے دفتر میں دو اڑھائی گھنٹہ تک رہا۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ وہ تھانہ ہے یا نہیں ہے۔ اس وقت وہاں سے رخصت ہونے سے قبل مظہر نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ لیتھو مشین اور ٹائپ رائیٹر بھی مظہر نے لایا ہے اور اس کا بھی کہا تھا۔ مظہر نے اب سیمبوں کی پیٹیوں کی وضاحت میں اس طرح اس کو بتایا۔ تین دن مظہر یہی بیان کرتا رہا۔ چوتھے دن مظہر نے حلف اٹھایا اور یہی بیان دیا۔ مظہر نے خود حلف اٹھایا جب مظہر نے حلف اٹھا کر بیان دیا مظہر کو گھر جانے کی رخصت دیگئی۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

اس وقت مظہر کو بغیر آنے کی ہدایت نہ ہوئی۔ مظہر کو جلسے میں سکونت نہ چھوڑنے کی بھی ہدایت اس وقت نہ کی گئی نہ مظہر کو مقامی پولیس کے پاس حاضر باشی کی کوئی ہدایت تب کی گئی۔ نہ مظہر کو زیر نگرانی پولیس رہنے کی کوئی ہدایت کی گئی۔ میری کوئی ضمانت یا مچلکہ نہ لیا گیا۔ میرے پاس بغیر پولیس کے تھانے میں ان دنوں کوئی نہ تھا۔ مظہر نے وہاں سے آنے کے بعد اشتہار یا سپین بیگ یا اپنے کسی رازدار کو مطلع نہ کیا نہ مظہر نے ہاں ایجنسی کو مطلع کیا۔ وہاں سے جب کوئی آیا ہی نہیں ہے۔ مظہر نے آج تک بھی ان میں سے کسی کو اسے مطلع نہ کیا۔ مظہر نے اپنی بیوی سے بھی نہ بتایا۔ کہ مظہر نے پولیس میں یہ بیان دیا نہ لڑکے سے بتایا۔ وہ تعلیم حاصل کرتا تھا۔ مظہر کو اپنی درخواست وغیرہ معافی کا مضمون زبانی یاد نہیں ہے۔

(اس وقت حسب استدعائے ملزم گواہ کو کاغذ دیا گیا اور ملزم نے گواہ کو statement کیا۔ اور گواہ نے اس کے statement پر اس کاغذ پر تقریر کیا۔ اس پر EXP. 2 لگایا گیا۔ ملزم نے یہ عبارت گواہ کو EXP. 112 کی سرادلاس statement کی)

جو کاغذ مظہر نے اڈہ پر تب پھاڑ ڈالے ان کے اسے سارے پرزے اٹھائے گئے۔ یہ اٹھانے والے کو پتہ ہوگا سارے اٹھائے گئے۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ ان پر کسی نے دستخط کیے یا نہیں البتہ میرے سامنے جوڑے گئے۔ میرے سامنے کسی نے دستخط نہ کیا جس وقت مظہر کو اس

نقل عدالت صفحہ نمبر

وقت شیخ صاحب کے دفتر میں لایا گیا۔ اس وقت ان کو وہاں میز پہ رکھا گیا اور مظہر کو دکھایا گیا۔ وہ چھٹیاں وہاں ہی میز پر پڑی نہیں۔ مظہر وہاں کرسی پر نہیں بیٹھا تھا۔ مظہر اس میز کے ساتھ تھا۔ اس وقت میرے سے دو اڑھائی گھنٹہ پوچھ پاچھ ہوتی رہی۔ سجادل خان کو Ra-ceacus y man پر چھوڑا اور بسنت باغ سے میری واپسی تک تین چار گھنٹے گذرے ہونگے۔ میرا غلام محمد بیگ کے کمرہ اننت ناگ میں تب مظہر نے اس کمرے میں جو میرے واقف تھے ان کے نام یہ ہیں مرزا محمد افضل بیگ ملزم حاضر عدالت، خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت۔ قادر جوباز بارہمولہ، صوفی محمد اکبر ملزم سکنہ سوپور حکیم حبیب اللہ سوپور، مرزا غلام قادر بیگ ملزم حاضر عدالت۔ پیر محمد افضل مخدومی خانیار ملزم حاضر عدالت۔ غلام محی الدین ہمدانی ملزم، پیر مقبول گیلانی ملزم حاضر عدالت تھے۔ اور یاد نہیں ہے ملزم محمد امین سابق ڈائرکٹر فوڈ کنٹرول نہیں جانتا ہے۔ وہاں ڈاکٹر مجید کو بھی مظہر نے دیکھا۔ وہ میرے کمرے میں آیا۔ نوکر نے کہا۔ کہ وہ ڈاکٹر عبد المجید ہے۔ اس کو مظہر پہلے نہیں جانتا تھا نہ اس کے بعد دیکھا ہے۔ اس کا قد درمیانہ ہے، بلند نہیں ہے۔ داڑھی منڈی ہے، موچھ لمبی نہیں ہے: یاد نہیں ہے کہ موچھ تھی یا نہیں، موچھ نہیں تھی یاد نہیں تھا کہ موچھیں ساتھ منڈی تھیں یا نہیں جب چار سال کی بات ہے۔ کیا یاد رہ سکتا ہے۔ مظہر غلام محمد جیکن ملزم کو مظہر نہیں جانتا ہے۔

(مظہر نے اس وقت اس کے دیکھنے پر عدالت میں انگلی

نقل عدالت صفحہ نمبر

شکل دیکھی۔)

مظہر نے اس کی تقریر سُنی ہے۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ یہ کب بارہمولہ میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ ریڈ کے بعد بارہمولہ میں پہلا ڈپٹی کمشنر کون آیا تھا۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ وہاں ریڈرس کو نکالے جانے کے بعد جب وہاں ایڈمنسٹریشن قایم ہوئی غلام محمد بیگ ملزم وہاں ڈپٹی کمشنر آئے تھے یا نہیں۔ مظہر نے ان کو انت ناگ کی میٹنگ میں نہیں دیکھا۔ وہاں غلام محمد بیگ کے ہاں ۳۰ یا ۳۵ زیادہ سے زیادہ آدمی تھے۔ جب کا واقعہ مظہر نے اوپر بیان کیا ہے (گواہ نے کہا۔ کہ آپ کو معلوم ہے اس پر ملزم کی انتدعا یہ گواہ سے کہا گیا۔ کہ وہ سوال کا جواب دیا کرے اور ہاں پر مسٹر بیگ اور وکیل استغاثہ کے درمیان altercation رہی۔ اور مسٹر بیگ کو قرار ہدایت عدالت جرح proceed کرنے کی ہدایت کیگئی اور Exi نہ ہونے کی ہدایت کیگئی) مظہر نے ان کو جن کا نام مظہر نے اوپر لیا اسی کمرے میں دیکھا۔ جہاں میٹنگ ہو رہی تھی اور یہاں ۳۰،۳۵ آدمی تھے۔ مظہر کو وہاں حاضرین سے تعارف نہ کرایا گیا۔ مظہر میٹنگ والے کمرے میں تھوڑے ہی دیر اندر گیا۔ ۱۵، ۲۰ منٹ رہا۔ کارروائی چلتی رہی۔ اس وقت محاذ رائے شماری کے نسبت کہتے تھے۔ کہ صدر کون بنیگا۔ نائب صدر کون بنیگا اور جنرل سکریٹری کون بنیگا، دہنا مقرر کرنے اور رلیف کمیٹی کو ایک اور محاذ رائے شماری کی ایک کمیٹی مقرر کیگئی۔ مظہر کو معلوم نہیں کہ رلیف کمیٹی کے صدر وغیرہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

کون مقرر کیے گئے البتہ محاذ رائے شماری کا علم ہے۔ محاذ رائے شماری کے خزانچی خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت مقرر ہوئے یاد نہیں ہے کہ اس کا اکونٹنٹ کون مقرر ہوا۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ publicity Secretary کیا ہوتا ہے۔ یہ یاد نہیں ہے کہ وہ گواہ ہے یا نہیں۔ محاذ رائے شماری کے چیدہ چیدہ صدر وغیرہ میرے سامنے کل باراں تیراں مقرر ہوئے ہیں۔ اس وقت اس کمیٹی کے وہی بارہ تیرہ چیدہ ممبر رائے شماری کے مقرر ہوئے۔ ان میں سے مظہر کو صرف تین چار کا نام یاد ہے۔ صرف صدر، نائب صدر، جنرل سکریٹری کا یاد ہے اوروں کا یاد نہیں ہے۔ اس میٹنگ اور ملک شریف الدین منصف صاحب کے روبرو بیان دینے تک درمیان میں تین ساڑھے تین سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔ جس وقت مظہر کو پیر مقبول ویلگامی کی نظربندی کی اطلاع خانیار میں ملی میٹنگ مذکور اننت ناگ کا اس سے قبل کا واقعہ ہے۔ اس اننت ناگ کی میٹنگ کے بعد مظہر کو پیر مقبول ویلگامی کی نظربندی کی اطلاع ۲۰، ۲۵ اور کے عرصہ تک ملی تھی۔ اس کے نظربندی کی اطلاع مظہر کو اس کے بھائی نے دی۔ کبیر احمد جہدہ صاحب اور عزیز خان ملازم پیر مقبول نے ابھی شادی نہیں کی ہے۔ جب مظہر نے بسنت باغ میں دوستی dealings کیں اس وقت سے میرے پولیس میں دوسرے بیان تک دو سوا دو سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔ غلام محمد بٹ گلہ ریڈہ کے بیان تک کے دوسرے صوفی کے کمرہ میں مظہر تب آیا تھا دو کمرہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

تقریباً ۵ افٹ لمبا اور ۲ افٹ چوڑا ہوگا۔ وہ دوسری منزل کا پہلا کمرہ بائیں طرف ہے اور سیڑیوں پر چڑھ کر بائیں طرف آتا ہے مظہر گاؤکدل سے آکر شہر کی طرف حبہ کدل جاتا رہا ہے وہ مکان بر لب سڑک ہے۔ گاؤکدل سے بطرف حبہ کدل چلکر بائیں طرف کوئی بڑی ڈیوڑھی آتی ہے یا نہیں مظہر نے خیال نہیں کیا وہ سڑک بسنت باغ ہے ان سیڑھیوں پر غلام محمد بٹ کے ہاں سیمنٹ لگی ہے۔ جیسے مظہر اوپر گیا مظہر کو اندازہ نہیں ہے کہ کتنی پوڑیاں ہیں اس کمرہ میں وہاں ایک قالین اور دو تین تکئے تھے۔ مظہر نے نہیں دیکھا کہ فرش کے نیچے کیا ہے وہ کمرہ بطرف مشرق ہے وہ اگلا کمرہ ہے اور اگلے طرف ہے اور سڑک کی طرف نہیں ہے۔ مظہر نے اسکی کھڑکیوں کو شمار نہیں کیا ہے۔ بطرف مشرق کھڑکیاں ہیں جس طرف کھڑکیاں ہیں بیچ میں صحن ہے اور آگے اس کا رہائشی مکان ہے یہ دیوان خانہ ہے۔ مظہر لفٹننٹ عزیز خان ملیشیا کو نہیں جانتا ہے مظہر نے آج ہی اسی وقت اس کا نام سنا ہے۔ مظہر کو خبر نہیں ہے کہ وہ کس مکان میں رہتا تھا یا نہیں۔ دروازہ اس مکان کا سڑک پر نہیں ہے۔ تھوڑا سا گلی کے اندر جاکر دائیں طرف دروازہ ہے جس وقت مظہر وہاں گیا تب اس گلی میں کیچڑ تھا۔ دروازہ کھولنے کے بعد تھوڑا پوڑیاں شروع ہوتی ہیں اور بائیں طرف ہے دائیں جانب آدمی اس دیوان خانہ پر جاتا ہے۔

اس وقت حسب استدعائے ملزم تھوڑے عرصہ کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

لئے Break کیا گیا۔ دیگر ملزمان کی بھی یہی استدعا ہے استغاثہ
بھی حق میں ہے۔ Break کے بعد گواہ کا بیان
Resume کیا جائیگا۔

(۱۵ منٹ کی Break کے بعد گواہ کا بیان Resume
کیا گیا۔ اور اس Resume کے عرصہ میں گواہ کو چیمبر میں
ہی رکھا گیا)

مسٹر محمد افضل بیگ ملزم نے سوالات جرح گواہ پر Resume کئے .... بسوال جرح مرزا محمد افضل بیگ ملزم بیان کیا کہ مظہر کو معلوم ہے کہ ریاست میں کون کون سیاسی جماعتیں ہیں۔ جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس، محاذ رائے شماری، پولیٹیکل کانفرنس، ڈیموکریٹک نیشنل کانفرنس، یہ چار پارٹیاں ہیں اور کسی کا معلوم نہیں ہے۔ یہ چار سو شلسٹ کا معلوم نہیں ہے۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ خواجہ عمر بٹ کس پارٹی کے رہنما ہیں۔ بخشی عبدالرشید صاحب نیشنل کانفرنس کے جنرل سیکریٹری ہیں۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ بخشی عبدالحمید کس جماعت میں ہے البتہ مظہر کو یہ علم ہے کہ وہ بخشی غلام محمد صاحب کے بھائی ہیں۔ مظہر کو کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ بخشی عبدالمجید گرفتار کئے گئے یا نہیں نہ مظہر کو علم ہے کہ اس نے نیشنل کانفرنس پر غنڈہ گردی کا الزام لگایا ہے یا ڈیموکریٹک نیشنل کانفرنس والے نیشنل کانفرنس کے خلاف غنڈہ گردی کرتے رہے۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ ۱۹۵۷ء میں ڈیموکریٹک نیشنل کانفرنس والوں نے کہا تھا کہ نیشنل کانفرنس کے رہنما لوگوں پر

نقل عدالت صفحہ نمبر

جھوٹے مقدمات کرتے ہیں یا نہیں۔ منظر کو معلوم نہیں ہے کہ ڈیمو کریٹک نیشنل کانفرنس والوں نے نیشنل کانفرنس پر یہاں کے عوام پر ظلم و ستم کرنے کا الزام لگایا یا نہیں۔ منظر نے اس وقت توجہ نہ دی۔ کہ صادق صاحب، میر قاسم صاحب، ریٹیرو صاحب اور ڈی۔ پی۔ در صاحب بارہمولہ وقتاً فوقتاً آتے رہتے یا نہیں۔ منظر کو ان باتوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسلم کانفرنس کا پہلے کونسے تھے کو مولوی یوسف شاہ اس کے صدر تھے بعد کا پتہ نہیں ہے۔ ریڈ کے بعد کا پتہ نہیں ہے ندوس کے بعد سے ہے۔ ۱۹۴۷ء میں قبائلی ریڈ کے بعد منظر نیشنل کانفرنس میں شامل ہوا۔ جب نیشنل کانفرنس برسر اقتدار آگئی منظر تب اس میں شامل ہوا۔ تحریک آزادی میں منظر نے کوئی تعمیری ٹیکس نہ دیا نہ جیل گیا ہے نہ جرمانہ دیا ہے۔ منظر کو معلوم نہیں ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کا کشمیر کا آخری دورہ کس سال اور ماہ میں ہوا ہے۔ اتنی یاد نہیں ہے کہ شیخ محمد عبد اللہ کی پرائم منسٹری کے وقت وہ آئے تھے اس کے بعد کا نہیں پتا۔ (یہ گواہ نے خود بخود سوال کے جواب میں کہا) منظر کو یاد نہیں ہے کہ پنڈت گوبند ولبھ پنت ہوم منسٹر انڈیا کا کشمیر کا آخری دورہ کب ہوا۔ راشٹر پتی ڈاکٹر راجیندر پرشاد جی ۱۹۵۴ء ۱۹۵۵ء یا ۱۹۵۶ء میں ایک سال میں آئے تھے۔ تب وہ [illegible]، ہاڑ ساون میں آئے تھے۔ گذشتہ پانچ سال میں کشمیر میں دنیا کے بڑی ہستی کرشچیوف، بلگانن۔ اس سے پہلے ڈکسن اور کوئی آیا تھا۔ منظر کو یاد نہیں ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۸ء تک بارہمولہ

نقل عدالت صفحہ نمبر

میں نائب تحصیلدار مال یا آب پاشی کون کون آئے اور گئے نہ مظہر کو اس عرصہ کے وہاں بارہمولہ کے تحصیلدار کا یاد ہے کہ کون کون آئے اور کون گئے نہ اس عرصہ کے تحصیلداران بندوبست یا انتقال اراضی کا یاد ہے کہ کون کون آیا اور گیا۔

سوال ملک شریف الدین مجسٹریٹ کے پاس بیان دینے اور سجاول خان کی میٹنگ کے درمیان کس قدر عرصہ ہوا ہوگا۔

جواب۔ کوئی تین سوا تین سال کا عرصہ گذرا ہوگا۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۵۸ء تک تحصیل بارہمولہ میں کون کون اسسٹنٹ انسپکٹر سکولز وہاں آیا۔ انسپکٹر نورالدین تھا۔ لڑکوں سے مظہر سنتا تھا کہ انسپکٹر نورالدین ان کے انسپکشن کے لئے آیا تھا۔ اور کون انسپکٹر آیا یا گیا مظہر کو پتہ نہیں ہے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ اس عرصہ میں بارہمولہ میں وٹرنری اسسٹنٹ اور ڈاکٹر کون آئے اور گئے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ اس عرصہ میں وہاں کون کون دیہات سدھار کے افسر آئے اور گئے۔ ہمارے علاقہ میں کوئی نہ آیا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس عرصہ میں وہاں اس [illegible] میں کون کون P.W.D آیا۔ ہمارے علاقہ میں ایک ہیڈ ٹ انجینئر ۵۵-۵۶ میں آیا تھا مظہر کو اس کا نام یاد نہیں ہے۔ ہمارا علاقہ علاقہ نوگام کنڈی ہے۔ ہم اس میرنج میں ہیں جس میں وہ ہیڈ ٹ انجینئر تھا۔ وہ ۵۴-۵۵ یا ۵۵،۵۶ میں میں انجینئر وہاں تھا۔ مظہر کو اس کے ساتھ کام نہ تھا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ میری گرفتاری تک وہ اس رینج میں رہا تھا یا نہیں

مثل عدالت صفحہ نمبر

منظہر نے اپنی گرفتاری سے دو اڑھائی سال قبل اس کو دیکھا تھا۔ منظہر اس پنڈت کی سکونت محلہ نہیں بتا سکتا EXP 166 آج جو "نب صاحب" کی خدمت میں سلام علیکم ہے منظہر کو علم نہیں ہے کہ یہ "نب صاحب" کیا ہے۔ اس کو منظہر نے عدالت میں ہی دیکھا ہے۔ منظہر کو پولیس نے یہ نہ دکھائی EXP.162 منظہر کو دوسرا بیان پولیس میں دینے کے وقت دکھائی گئی۔ منظہر کو پولیس میں چھیاں EXP 97 ، EXP96 اور EXP167 دکھائی گئیں اور کوئی کاغذ یا چھٹی منظہر کو نہیں دکھائی گئی۔ منظہر کو پولیس نے پہلے اور دوسرے بیان کی نقل نہیں دی نہ منظہر نے پولیس سے مانگی۔ منظہر بیان بولتا جاتا تھا۔ خود منظہر کچھ تحریر نہ کرتا تھا نہ منظہر کسی تحریر کو دیکھ کر بیان دے رہا تھا۔ منظہر وہاں زبانی بیان دے رہا تھا۔ منظہر ملک شریف الدین اور اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پاس بیان کسی کاغذ کو دیکھ کر نہیں دیتا تھا۔ منظہر نے آج تک ان چار بیانات کا کوئی یادداشت اپنے پاس نہیں رکھا ہے۔ منظہر کو کسی اہلکار پولیس یا کسی اہلکار نے ان بیانات کی نقل نہ دی۔ جہاں منظہر گیا منظہر وہاں اپنے کئے ہوئے اور حافظہ سے بیان دیتا رہا۔ منظہر سری نگر زیارت حضرت بل نہیں گیا ہے منظہر جامع مسجد سرینگر میں نہیں گیا ہے۔ ہم کو تو پیٹ کی پڑی ہے مسجد میں کیا مشغول جائینگے۔ معراج الدین سے منظہر کو صرف عبدالعزیز کو وہ نام مرزا محمد افضل یعنی آپ کا معلوم ہوا۔

سوال آپ کو اس نے ایسا سجاول خان سے میٹنگ ہمراہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

مرزا محمد افضل بیگ یعنی منظہر کا اس سے قبل کب کہا تھا؟

جواب:۔ منظہر کو اس روز صحیح پتہ لگا تھا۔
سجاول خان اور کبیر احمد خان اس روز میرے ڈیرہ بار ہولہ پہنچے اور جو چٹھی پرزہ میرے لڑکے نے معراج الدین کا منظہر کو دیا۔ اس میں عبدالعزیز یعنی آپ کا کوڈ نام درج تھا۔ منظہر کو اس سے آپ کا پتہ اس وقت لگا (یہ گواہ نے خود بخود کہا۔ اور سوال مذکور کے جواب میں خود بخود بتایا) اور سجاول خان کے ذریعہ منظہر کو آپ کا کوڈ نام پتہ لگا۔ اور ریک شیخ عبداللہ کا کوڈ نام کا پتہ لگا۔ اور بہاری کوڈ نام شاہ اللہ شاہ کا پتہ لگا۔ منظہر کو معراج الدین کی چٹھی پرزہ سے قبل بھی آپ کا کوڈ نام معلوم تھا جب منظہر اننت ناگ گیا تب سے پہلے منظہر کو آپ کا کوڈ نام پتہ لگا۔ اس سے پہلے منظہر کو بہاری کوڈ نام پتہ نہ تھا، اس کا صحیح پتہ لگا۔ اور اسی روز قاسم کو بسنت باغ میں سجاول خان والی میٹنگ ہوئی۔

سوال۔ ملک شریف الدین صاحب مجسٹریٹ کے روبرو بیان دینے سے کتنا عرصہ قبل اس کو میرا کوڈ نام معلوم ہوا تھا؟

جواب۔ منظہر کو وہ اس سے تقریباً ۳½ سال قبل معلوم ہوا تھا۔ جو چٹھی منظہر کو نصر اللہ سجاول خان کی میرے نام آئی تھی وہ منظہر اپنے پاس ہی رکھتا تھا۔ اور جب منظہر کام کر کے آتا تھا، تب منظہر اس کے مطابق اس کو جواب دیتا تھا۔ اس وقت منظہر اسکی چٹھی کو پھاڑتا تھا (ملزم کہتا ہے کہ اس نے صرف نصر اللہ خان کا

نقل عدالت صفحہ نمبر

کہا تھا اور گواہ نے سجاول خان کا نام لینے پر اس کے بیان کے مطابق اس کا نام بھی [illegible] کیا گیا) جس وقت مظہر نے سٹی منصف صاحب کے پاس بیان دیا اس وقت نصراللہ کا میرے نام کا کوئی خط میرے پاس اس بیان کے وقت موجود نہ تھا۔ مظہر نے ان کا کوئی یادداشت یا نوٹ نہیں لکھا ہے۔ مظہر کوڈ نام کی فہرست یا کوئی یادداشت اپنے پاس نہ تھی جو جواب مظہر یہاں بھیجتا تھا۔ مظہر نے اس کی یادداشت یا نوٹ نہیں رکھا ہے۔ مراسلہ کا نام ارسال کرنے والا ہے۔ یہ بند لفافہ پر دونوں جانب سے لکھا ہوتا تھا۔ اس کا مطلب بھیجنے والا ہوتا یہ بند لفافہ پر جو یہاں سے جاتا تھا اور وہاں سے آتا تھا بھیجنے والے کا نام اور پتہ لکھا ہوتا تھا۔ بغیر ایک لفافہ کے باقی سب پر اپنا تحریر کیا کرتا تھا (گواہ نے یہ از خود سوال کے جواب میں بتایا) جو بند لفافہ ادھر سے آتا تھا ادھر جاتا تھا۔ اور دوسرے کے نام ہوتا تھا۔ مظہر اس کو کھولتا تھا۔ ایک محمد افضل خان جو ادھر سے ڈاک لاتا تھا وہ ہلان رہتا تھا۔ دوسرا محمد افضل خان نیلا سر پار ہر لہ رہتا تھا اور کنگام ہنڈ واڑہ بھی اس کی زمین ہے۔ محمد افضل خان کو لنگام میرے بھائی کا سالا ہے۔ اور قبایلی ریڈ سے قبل کا میرا واقف ہے۔ اس کی نیلاسر میں کس قدر زمین ہے مظہر کو علم نہیں ہے۔ کنال بندی کا علم نہیں ہے۔ وہ زمینداری کے علاوہ لکڑی چرائی اور ڈھلائی کی ٹھیکیداری کرتا ہے۔ اس محمد افضل خان کی لڑکی کے ساتھ کبیر احمد کی کڑمائی ہوئی ہے۔ میرے بھائی کا رشتہ قبایلی ریڈ سے قبل ہوا ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

یاد نہیں ہے کہ کس سال میں ہوا ہے۔ منظہر نے خود سرکاری ملازمت نہیں کی ہے۔ منظہر کچھ دنوں کو اپر پٹو میں ۹، ۱۰ ماہ رہا۔ منظہر نے اس کے بعد اس کو چھوڑ دیا۔ منظہر نے انگریزوں کے ساتھ پرائیویٹ ملازمت کی ہے اور گلمرگ میں کی ہے۔ میں وہاں بھائی کے بدلے منظہر کام کرتا تھا۔ جو پیسٹری اور بار کے کام پر تھا۔ بار سے وہ انگریز سالم بوتل ہی تھے۔ منظہر شراب گلاسوں میں نہیں بھرتا تھا۔ منظہر خالص موسم گرما میں چار ماہ وہاں رہتا تھا۔ میرا بھائی تب چھٹی پر جاتا رہا۔ منظہر یہ کام اس طرح تین چار سال کرتا رہا۔ سال ۸۹-۹۰ء تب تھا۔ ۱۹۹۹ء سنہ ۹۸ء سال تب تھا۔ جب منظہر نے وہ کام کیا ہے۔ میرا بھائی وہاں اس کام پر تقریباً دس باراں سال رہا۔ یاد نہیں ہے کہ کب سے کب تک رہا۔ میری تنخواہ اس زمانہ کے ساتھ پچیس روپیہ تھی۔ منظہر اپنے بھائی غلام جیلانی کے بدلے تب وہاں کام کرتا رہا۔ منظہر خود ملازم نہ رہا۔ سب سے پہلے آپ کا کوڈ نام جاننے کے تقریباً دو ماہ پہلے لبنت باغ میں منظہر نے لنفومشین اور ٹائپ رائیٹر دے دی۔ محمد فضل خان ہلان کا زمیندار ہے۔ اسکی زمین پانچ دس کنال ہے۔ وہ خالص زمینداری کرتا ہے۔ ۱۹۵۵ء سنہ سے قبل اس کی ایک لڑکی تھی وہ ۱۹۵۵ء سنہ میں ہی میرے پاس دو تین بار آیا۔ کبیر احمد کے ساتھ دوسرے محمد فضل کی لڑکی کی کرائی ۱۹۵۶ء سنہ میں ہوئی ہے۔ مہینہ کا منظہر کو علم نہیں ہے۔ ایسا منظہر نے جیل میں سنا۔ منظہر نے گذشتہ سال ماہ مارچ میں ایسا جیل میں

مثل عدالت صفحہ نمبر

سنا۔ جو مظہر نے ۱۹۵۹ کے مارچ میں سنا۔ مظہر بار پر
ایک ہی دفعہ عیال لانے کے لئے گیا تھا۔
اس وقت کچہری برخواست کیگئی اور برخواست
کچہری کا وقت ہوا۔ مسٹر بیگ کہتا ہے کہ یہ بازو Pain
ہے کر رہا ہے۔ گواہ کا بیان کل پر ملتوی رکھا گیا۔ اور اس پر
جرح کل Resume کئے جاویں گے۔ تحریر الصدر

دستخط عطاء اللہ بیگ گواہ
بحروف اردو

دستخط مسٹر این کے ملک
صاحب مجسٹریٹ
بحروف انگریزی

CONTINUED

باقرار صالح ۳۰-$\frac{5}{59}$

بسوال جرح مرزا محمد افضل بیگ بیان کیا۔ کہ میرا چچا تایا تھا۔ جو مر گئے ہیں۔ میرا چچا عبداللہ بیگ اور احداللہ بیگ تھے وہ کھوڈ پورہ میں رہتے تھے۔ جو سلطان پورہ میرے گاؤں سے تین میل ہے۔ عبداللہ بیگ لاولد فوت ہوا۔ احداللہ بیگ کے تین لڑکے محمد افضل بیگ، محمد اعظم بیگ اور محمد اکبر بیگ تھے، میری کوئی ہمشیرہ نہیں ہے نہ تھی۔ نیڈوز ہوٹل میں مظہر نے اپنے بھائی کے بدلے کام کیا ہے، کسی خاص انگریز کے پاس وہاں کام نہیں کیا ہے۔ میرا

مثل عدالت صفحہ نمبر

بھائی اس ہوٹل میں ملازم تھا میرا وہ بھائی غلام جیلانی قبائلی ریڈ سے قبل لاہور میں مر گیا۔ وہاں بھی نیڈوز ہوٹل تھا۔ وہ یاراں ہمیشہ اس ہوٹل کا ملازم تھا۔ میرا آج کل کوئی بچہ تعلیم نہیں پاتا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ دو سال سے میرے بچوں نے تعلیم ترک کی ہے۔ میرے صرف دو بچے نثار اللہ اور ثناء اللہ تعلیم پاتے تھے۔ اور کوئی میرا بچہ تعلیم نہیں پاتا تھا۔ ثناء اللہ نے نویں جماعت تعلیم چھوڑ دی۔ ثناء اللہ نویں میں اور نثار اللہ دسویں میں تھے۔ ثناء اللہ نے نویں کا پاس سال ۱۹۵۶ء میں کیا ہے۔ ثناء اللہ نے ساتویں کا امتحان شاید سال ۱۹۵۵ء میں پاس کیا ہے۔ اس نے ۵۴ء میں ساتویں کا اور آٹھویں بھی وہ ۱۹۵۵ء میں بارہمولہ مشن سکول میں داخل ہوا۔ وہ مارچ یا آغاز اپریل میں ثناء اللہ مشن سکول میں داخل ہوا۔ مظہر خواجہ علی شاہ ملزم کے مکان پر آپ سے صرف ایک دفعہ ملا۔ جو خط مظہر نے اننت ناگ پہلا لایا تھا۔ وہ آپ نے میری موجودگی میں وہاں پڑھا۔ اس وقت اس کمرے میں صرف آپ اور مظہر تھے۔ جو خواجہ علی شاہ کے گھر دیا۔ وہ بھی آپ نے میرے روبرو پڑھا۔ خواجہ علی شاہ ملزم بھی اس وقت موجود تھا۔ میرے سامنے آپ نے اور کوئی خط نہ پڑھا۔ ان دو خط کے علاوہ جو آپ نے میرے روبرو پڑھے ایک اور خط کے مضمون کی نسبت آپ نے میرے سے بات چیت کی تھی۔ ان تین خط کے علاوہ صرف ایک اور چوتھا خط مظہر آپ کیلئے لایا تھا۔ جو میرے سے پکڑا گیا سجاول خان کو لے کر ہم بارہمولہ سے

مثل عدالت صفحہ نمبر

تقریباً دس ساڑھے دس بجے چلے اور سنگرامہ تک تانگہ پر گئے۔
کابلی باغ میں ہی گرفتاری کے وقت منظر کو ہتھکڑی ڈالی گئی۔ زمان
میرے کو وہاں سے ہی ہتھکڑی لگی تھی۔ رات بھر ہم کو وہاں ہتھکڑی
لگی رہی۔ سجاول خان کو لے کر سرینگر تقریباً دو اڑھائی بجے دن کے
پہنچے۔ اور اس وقت اس کو رمین سرکس پر چھوڑا۔ یاد نہیں اس وقت
کوئی شو تھا یا نہیں۔ منظر نے اس کو سرکس کے باہر دو کانوں کے
پاس جہاں نانبائی وغیرہ کے دوکان تھے چھوڑا وہاں لوگ بہت تھے
منظر نے ان سے کہا کہ میرے آنے تک وہاں ہی چھپ جاؤ۔ میرے
پر کوئی مقدمہ دائر نہیں ہوا ہے۔ جو بیان منظر نے پولیس میں اور
سٹی منصف صاحب اور اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے روبرو
دئے منظر پر ان کے بناء پر کوئی مقدمہ نہیں کیا گیا۔ پولیس نے میرے
سے نہیں کہا تھا کہ میرے پر کوئی مقدمہ دائر کریں گے۔ منظر نے پولیس
میں اور سٹی منصف صاحب اور اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے
روبرو اس معاملہ پر بیان دیا جس معاملہ پر منظر نے عدالت ہذا میں
بیان دیا ہے (کونسل استغاثہ اس سوال پر اعتراض کرتا ہے) منظر
یہاں سرینگر سے ۲۰ مئی کو آیا ہے۔ میرے ساتھ گل محمد تھانیدار اور
دو کانسٹیبل تھے۔ ایک وین میں ہم سری نگر سے یہاں آئے۔ یاد نہیں
ہے کہ ۱۹ یا ۲۰ مئی کو منظر یہاں آیا ہے۔ صحیح یاد نہیں ہے۔ وہاں
سے ۹-۱۰ بجے صبح چلے تھے۔ راستہ میں ہم کہیں نہیں ٹھہرے۔ راستہ
میں ایک جگہ گاڑی خراب ہوئی تھی (گواہ نے بخود سوال کے جواب

نقل عدالت صفحہ نمبر

ہیں کہا۔ اور ہم دوسرے روز صبح کو ۴، ۵ بجے یہاں پہنچے۔ منظر کو یہاں پہنچکر سیدھے سنٹرل جیل جموں لے گئے۔ وہاں سے شاید جج صاحب کے پاس ادھر لائے۔ تھانیدار نے جیل سے کوئی کاغذ لایا اور جج صاحب کے پاس آگیا۔ اور جج صاحب کے پاس حاضر ہوئے منظر کو جج صاحب کی کوٹھی کے نیچے رکھا گیا، تھانیدار اوپر گیا۔ اس نے وہاں کوئی حکم حاصل کیا۔ ادھر سے واپس گئے اس وقت منظر کو جیل میں داخل کیا گیا۔ اس وقت وقت ۶، ۷ کے درمیان ہوگا۔ منظر کو غلام محمد بٹ (گلہ ریڈہ) جہاں رہتا ہے اس کے محلہ کا نام یاد نہیں نہ پتہ ہے وہ کون محلہ ہے وہاں ہی آپ میرے سے ملتے رہے۔ اس مکان کے مالک کا نام گلہ ریڈہ کہتے تھے۔ اس کا بڑا لڑکا وہاں تھا، اس کو منظر جانتا ہے۔ جب منظر گلہ ریڈہ کے مکان میں پہلی دفعہ گیا۔ اس میٹنگ میں آپ (مرزا محمد افضل بیگ) صوفی محمد اکبر ملزم، پیر محمد مقبول بلگامی ملزم، خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت تھے۔ یہ پہلی میٹنگ کا ہے۔ دوسرے روز جب منظر نے اس گلہ ریڈہ کے مکان میں مشین پہنچادی اس وقت وہاں مرزا محمد افضل بیگ ملزم (آپ) اور صوفی محمد اکبر ملزم تھے۔ جو میرے چاچے کے تین لڑکے ہیں ان میں سے سب سے چھوٹا محمد اکبر تھا۔ محمد اکبر کے دو تین بچے رہے ہیں ان سب کے نام یاد نہیں ہیں، بڑے لڑکے کا نام رشید ہے، دوسرے کا نام یاد نہیں ہے، محمد افضل کے لڑکے ہیں، بڑے لڑکے کا نام محمد یوسف دوسرے کا نام صغیر ہے وہ خالص زمینداری کرتے

مثل عدالت صفحہ نمبر

ہیں۔ ان میں سے کوئی ملازم نہیں ہے۔ اعظم ان کے تیسرے بھائی
کالڑکا محمد یعقوب والا فرم کے ساتھ تھوڑا تھوڑا ٹھیکہ لیتا ہے

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈوکیٹ منجانب محی الدین
شاہ ملزم بیان کیا کہ سرینگر سے آتے ہماری گاڑی بانہال کے اس
طرف بطرف جموں نندنی یا کیا خراب ہوئی تھی۔ تب ہم رات کو
نندنی میں ٹھہرے۔ جب مظہر سنٹرل جیل اریسٹ کر کے پہلے لیا گیا
تب مہینہ ماگھ کا تھا۔ جنوری تھا سال ۱۹۴۹ء تھا۔ ۵۰۔ یا ۴۹
سال تھا۔ اب صحیح یاد نہیں ہے۔ وہاں سے بساکھ کے مہینہ میں نکلا
تھا۔ انگریزی مہینہ کا خیال نہیں ہے۔ اپریل ہوگا۔ اس کے بعد دوبارہ
مظہر کو [illegible] کیا گیا۔ پکڑا گیا۔ مظہر صرف اسی چار ماہ
[illegible] رہا ہے اور کبھی نہیں رہا ہے اس کے علاوہ مظہر
ایک اور مقدمہ میں وہاں زیر تحقیقات رہا ہے وہ قتل ملزم تھا
ملزم کا مطلب الزام کا ہوگا۔ تب ۹۳-۹۴ سال تھا۔ انگریزی
سال ان دنوں نہیں چلتے تھے۔

سوال ۱۹۴۷ء سے قبل یہ کس قدر عرصہ کا واقعہ ہے۔

جواب۔ یہ اس کے قبل ۱۲-۱۳ سال کا واقعہ ہے۔

ہم سات بھائی حوالات سنٹرل جیل میں تھے۔ ہم وہاں تب سال
ڈیڑھ سال رہے۔ وہ مقدمہ پہلے بارہمولہ منصف صاحب کے
پاس تھا اس کا نام یاد نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ مقدمہ سیشن
میں آیا۔ میرے بھائی اسداللہ بیگ، غلام مصطفےٰ، غلام سرور

مثل عدالت صفحہ نمبر

غلام ربانی اور منظر تب وہاں تھے۔ ہم کو سپرد سیشن کیا گیا تھا۔
سیشن جج ان دنوں اٹل صاحب تھے جو ارجن ناتھ اٹل تھے۔
میری عمر ان دنوں ۲۰-۲۲ سال کی تھی۔ میرا لڑکا ان ہی دنوں پیدا
ہوا۔ جب یہاں ہم عدالت سیشن میں آئے وہ پیچھے پیدا ہوا۔ بارہمولہ
ہماری کارروائی ۲-۳ ماہ رہی۔ عدالت سیشن میں ڈیڑھ دو ماہ
کارروائی رہی۔ تین بھائیوں کو تین تین سال اور دو بھائیوں کو سات
سات سال سزا ہوئی تھی، منظر کو سات سال ملی تھی۔ (گواہ کہتا ہے
کہ بلزاں ٹھٹھا کرتے ہیں وہ ڈاکو نہیں تھا۔ وہ زمین کا تنازعہ ہمارے
کاشتکاروں کے ساتھ تھا) تب وہاں ولی خان ایک کھمان
لڑائی میں مارا گیا۔ وہ برزہ دھنی تربلہ چپار کا رہنے والا تھا۔ تب منظر
نے پانچ آٹھ سال سے پڑھائی چھوڑ دی تھی، ڈیڑھ پونے دو سال کے
بعد منظر رہا ہوا۔ منظر کو ہائیکورٹ سے بری کیا گیا۔ وہاں سے سزا تخفیف
نہ ہوئی، منظر کو ہائیکورٹ نے چھوڑ دیا۔ منظر کو سزا رہی ہی نہیں اور
اپیل منظور ہوئی۔ ہم سب بھائی آزاد ہوئے۔ جرمانہ خالص منظر کو
پچاس روپیہ ہوا تھا۔ منظر نے کوئی جرمانہ نہیں بھرا تھا۔ ان دنوں کا
انگریزی سال منظر کو خیال نہیں ہے۔ قبائلی ریڈ کے بعد یہاں
انگریزی سال رائج ہوا۔ وہ ۱۹۴۴ء ۱۹۴۵ کا واقعہ ہوگا۔ منظر کو
English سال یا date کا علم نہیں ہے۔ گواہ نے بیان سننے
پر کہا کہ اس کا مطلب ۹۳-۹۴ سال کا ہے) یاد نہیں ہے کہ
کوئی تھانیدار تب بابت تفتیش وہاں آیا تھا۔ منظر کو یاد نہیں ہے

نقل عدالت صفحہ نمبر

کہ میرا اس میں شہادت صفائی کون تھا۔ منظر کو یہ بھی یاد نہیں ہے
کہ میرے خلاف استغاثہ نے کون کون گواہ گذارا تھا۔ منظر کو ولی
خان کے حقیقی رشتہ داراں کا علم نہیں ہے آج کل اس کے کون
حقیقی رشتہ داراں ہیں۔ منظر کو علم نہیں ہے اس میں صرف
ہم ہی پانچ بھائی ملزم تھے اور کوئی نہ تھا۔ سزا سے فارغ ہو کر منظر
زمینداری کرتا رہا۔ اور سیزن میں گلمرگ بھائی کے بدلے کام
کرنے جاتا رہا۔ منظر نے بھائی کے بدلے تب وہاں نوکری کی۔ منظر
کو تب وہاں کے تھانیدار یا تحصیلدار کا علم نہیں ہے کہ کون تھے
میرے اور میرے بھائی کے وقت میں وہاں ہنیڈوز یا اس کی
کسی annexe میں کوئی چوری نہ ہوئی تھی۔ گلمرگ کا تھانہ
منظر نے دیکھا ہے۔ وہ ہمارے راستہ میں نہیں آتا ہے۔ ہمارا
الگ راستہ ہے وہ ہوٹل ایک ہی جگہ اس عرصہ میں رہا۔ وہ
ہوٹل Hill اوپر ہے اور ایک مشہور ہوٹل ہے۔ اس کے بطرف
مشرق بڑا کاف golf ہے۔ منظر کو خبر نہیں ہے کہ اس کے
ساتھ کتنے بنگلے attached تھے۔ پہلے ایک یہاں اس کا
منیجر تھا جانکی ناتھ پنڈت تھا۔ کوئی سکھ وہاں منیجر نہ تھا
ہچا سنگھ ہمارے علاقہ کا وہاں چپراسی تھا۔ وہ قبائلی ریڈ میں
اپنے گھر پنڈوسہ میں تھا۔ وہ چندوسہ رہتا ہے۔ منظر اور میرا
بھائی انگریزوں کی چوری کے سلسلہ میں کسی تھانہ میں نہ گئے۔ منظر
پانی کے سلسلے اس وقت پہنچتا ہے کہ منظر کی یہاں میں گیا ہے۔ منظر

مثل عدالت صفحہ نمبر

بیمار ہے اور منظور یہاں جیل سے کے بغیر آتا ہے۔ منظور اور میرا بھائی کبھی گلمرگ میں کسی انگریز کی چوری کے سلسلہ میں زیر تفتیش نہ رہے۔ وہ شکایت یہ تھی کہ شیخ اکبر تحصیل بریزیڈنٹ کے خلاف رشوت ستانی کے سلسلہ میں ۳۲ پریزیڈنٹ منظور نے مولوی سعید صاحب کے پاس پٹن میں پیش کئے۔ وہاں صوفی محمد اکبر ملزم بھی موجود تھے۔ اس کے بعد جب صوفی محمد اکبر جموں چلے گئے اس کے بعد شیخ اکبر نے اس پر پولیس میں ملکہ منظور کو جیل بھجوایا۔

سوال۔ کیا یہ شکایت نہ تھی کہ ریڈ جب آپ نے نرمل سنگھ وغیرہ کے زیورات وغیرہ چھین لئے۔ اور اسی سلسلہ میں آپ کو جب جیل بھجوایا گیا؟

جواب۔ نہیں بلکہ قبائلی ریڈ کے وقت ہم تمام سکھوں نے پنڈتوں اور سکھوں کو جن میں پنڈت گوبند رام پروفیسر مشن کالج اور پنڈت شمبھو ناتھ مینجر کواپریٹو سوسائٹیز بارہمولہ کی معہ اہل وعیال ۲۸ نفری اور ۱۸ سکھ ان زن ومرد ۲۷ دن ہمارے پاس رہے اور ہم نے ان کو بچایا وہ ابھی زندہ ہیں اور موجود ہیں۔ میرے سے بارہمولہ ۱۲-۱۴ میل ہے اور چندوسہ ۵-۶ میل ہے۔ شمبھو ناتھ کا مکان سینما کے سامنے بارہمولہ میں ہے۔ ہمارے متصل موضع میں تقریباً ۱۵۰-۲۰۰ گھر پنڈتوں کا تھا۔ محی الدین بیگ میرا ماموں وہاں ہی رہتا ہے۔ پنڈت جیالال کلم کا لڑکا سومناتھ کلم جس کی عورت دفتر گوبند رام کو بھی ہمارے پاس تھی، آیا اور وہ پنڈتوں کو بعد میں

مثل عدالت صفحہ نمبر

لے گیا۔ اور بلونت سنگھ سکھوں کو لے گیا۔ مظہر تب اس کے ساتھ
بارہمولہ نہ آیا۔ سوہنا تھ کلو کے ساتھ اس وقت ۵-۶ آدمی سویلین
بھی آئے تھے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ وہ کون تھے اس کے بعد چار پانچ
ماہ تک مظہر بارہمولہ نہ آیا تب ڈر تھا اسلئے مظہر چار پانچ ماہ بارہمولہ
تب نہ آیا۔ اس کے بعد مظہر کو بارہمولہ ڈی سی نے نہیں بلایا۔ ایس
ڈی۔ ایم نے نہ بلایا۔ محمد شعبان زرگر کیا کرتا ہے
چند وسہ کو مظہر جانتا ہے وہ بیوپار کرتا ہے اور ٹھیکیداری بھی کرتا ہے
آج سے ۵-۱۰ سال قبل وہ محاذ پر تعمیر انچیف یا افسر تھا وہ ریڈ سے
قبل زرگری کا کام کرتا تھا۔ قبایلی ریڈ کے بعد اس نے زرگری کا کام
چھوڑ دیا۔ میری شکایت کبھی ایس۔ ڈی۔ ایم کے نہیں ہوئی ہے۔
یہ بات غلط ہے کہ مظہر اور محمد شعبان زرگر کو استعمال بالجبر میں
ایس۔ ڈی۔ ایم نے چھ ماہ قید کیا۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے۔ مظہر کو پتہ
نہیں ہے کہ شیخ اکبر آجکل ہند پارلیمنٹ کے ممبر ہیں یا نہیں۔
البتہ وہ بارہمولہ میں چیئرمین ٹاؤن ایریا کمیٹی تھا۔ اس سے بخشی تھا
نے وہاں سے نکالا۔ اس کے بعد کا علم نہیں ہے۔ اس کا وہاں بارہمولہ
میں ایک بڑا بنگلہ ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ وہ کس کی زمین ہے
اس نے خریدی ہوگی۔ میرے وارثان نے کچھ کیا تھا۔ صوفی محمد اکبر
میرے پر مہربان تھے اور مظہر کو چھوڑ دیا گیا۔ میرے ساتھ تب... وہاں
جیل میں وہی کوانی میرا بیوپاری بھی تب تھا۔ ہم ہی دوست تھے۔ رحیم ڈار میرے
پاس نہ تھا۔ مظہر کو اس کی نسبت علم نہیں ہے کہ اسے

شل عدالت صفحہ نمبر

کیا گیا یا نہیں۔ وہ رحیم ڈار بابا ریشی کی طرف رہنے والا ہے، وہ ۱۳۲ پر زیارت کچھ ماسہ سے لیکر بٹہ پورہ بالگل تک گئے تھے۔ ان سب کے نام اسے یاد نہیں ہیں دو چار کے یاد ہیں۔ پیر محمد یوسف کچھ ماسہ، عبدالرحمان ولی محمد سنگرامہ کی طرف کا، دلشہ کا مبارک شاہ، ولی وانی، غلام محمد ٹھاکر کا یاد ہے اور آگے یاد نہیں ہے۔ مظہر نے چھوٹی جماعت ہی چھوڑا ہے۔ مظہر کی تب عمر ۱۲-۱۳ سال کی تھی۔ فولاد بیگ ساکنہ چندوسہ کو مظہر جانتا ہے مظہر کو اس کے لڑکوں کا پتہ نہیں ہے۔ مظہر صبح دونوں کو نہیں جانتا ہے۔ اس نے میرے خلاف اور فولاد بیگ اور اس کے لڑکے کے خلاف بارہواں ہیں؛ خواہ مقدمہ کبھی نہ کیا تھا (کونسل استغاثہ نے اس وقت دفعہ ۱۴۸ Evedence Act کو refer کیا اور اس کی Imprecation کی وضاحت کی کہ کن حالات میں اور کس طرح کے سوالات گواہ سے جرح میں پوچھے جاتے ہیں۔ اور کس حد تک عدالت ایسے سوالات کی اجازت دے سکتی ہے۔ اس کی بحث ہے کہ گواہ پر آج کئی روز سے جرح کئے جا رہے ہیں۔ اور مسٹر لطیف نے آگے کئی طرفان کی جانب سے کئی روز گواہ پر طویل جرح کئے ہیں اور آج وہ برجستہ Witness محی الدین شاہ ملزم گواہ پر پھر سے جرح کر رہے ہیں اور Remote باتوں کی نسبت گواہ سے سوالات کئے جا رہے ہیں۔ گواہ عدالت کی protection کا مستحق ہے۔ مسٹر

مثل عدالت صفحہ نمبر ۵۷۴

لطیف کو ہدایت کریگی کہ وہ گواہ پر limitations مندرجہ دفعہ ۱۴۸ قانون شہادت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان جملہ حالات کو زیر غور لاتے ہوئے سوالات جرح کو محدود کرے اور صحیح معنوں میں جس حد تک قانون اجازت دیتی ہے اپنے جرح کے حق کو استعمال کرے) مظہر اسے کسی کیس میں عدالت میں پیش نہ ہوا۔ مظہر دلاور بیگ کی لڑکی کے اغوا کے سلسلہ میں گواہ نہ تھا۔ غلام نبی ذیلدار کو مظہر نہیں جانتا ہے۔ مظہر غلام نبی پیر امیر شاہ کو نہیں جانتا ہے۔ لوگام گنڈی ہماری پچھلی طرف ہے اور محمد لوہار کو نہیں جانتا ہے۔ ہمارے لوگام میں کوئی محمد لوہار ہے ہی نہیں نہ اس کی لڑکی کا نکاح مظہر نے غلام نبی ذیلدار کے ساتھ کر دیا ہے۔ مظہر کسی گلزشاہ ذیلدار کو نہیں جانتا ہے۔ غلام ربانی بیگ میرے بھائی کی لڑکی چھوٹی ہے۔ اس کی ہاں میں کوئی لڑکی نہیں ہے نہ اس کا کوئی لڑکا ہاں ہے۔ اس کے بچے چھوٹے ہیں جو یہاں ہی ہیں۔ محمد یوسف میرے چاچا کے لڑکے کی شادی ہوئی ہے اور صغیر کی بھی ہوئی ہے وہ یہاں ہی آپس میں کی ہے۔ محمد یوسف محمد اسحق بیگ کی لڑکی سے اور محمد یعقوب کی محمد زمان بیگ کی اور صغیر کی محمد اعظم بیگ کی لڑکی سے ہوئی۔ غلام ربانی کی کوئی لڑکی ان کے کسی کے زیر نکاح نہیں ہے۔ یعقوب کی ابھی ۱۲ سال میں شادی ہوئی ہے وہ دور رہتے ہیں۔ خیال نہیں ہے کہ کتنے سال قبل ہوئی ہے صغیر کا بھی یاد نہیں ہے نہ یاد ہے کہ ان میں کیا وقفہ رہا ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر ۵۷۳

مظہر نہیں کہہ سکتا ۲۰۱۰ یا ۲۰۱۱ یا کب ہوئی ہے مظہر کو یاد نہیں ہے
شاہ محمد سرپنچ میر کو مظہر نہیں جانتا ہے، چندو سہ میں اس نام کا کوئی
نہیں ہے، میرے گاؤں میں ہے۔ مظہر نے کسی شاہ محمد کے خلاف
مقدمہ نہیں کیا ہے نہ مظہر نے پولیس سے کوئی ایسا کر دیا ہے۔ شیرہ پورہ
ہمارے سے دو اڑھائی میل ہے۔ دوسرا شیرہ پورہ بطرف پٹن ہے۔ مظہر
وہاں کبھی نہیں گیا ہے۔ احد پرے ولد جہاد؟ پرے ساکن شیرہ پورہ کو
مظہر جانتا ہے نزدیک ہے اسلئے جانتا ہے واقف ہے یاد نہیں ان کے
خلاف پولیس میں کوئی مقدمہ چوری کا ہوا تھا یا نہیں وہ اس طرح
بڑا زمیندار ہے۔ مظہر اس میں بحیثیت ملزم شامل نہ تھا۔ یہ بالکل غلط ہے
مظہر کو اس مقدمہ کا پتہ ہی نہیں ہے۔ مستغیث ہونے کا سوال ہی
پیدا نہیں ہوتا ہے۔ پتہ نہیں ان کی انت کا عوضانہ کبھی ہوا ہے یا نہیں
میرے پر کبھی نہیں ہوا، میرے سے کچھ نہ دیا گیا۔ ہمارے علاقہ میں
سلطان پورہ ہمارے گاؤں نوگام کنڈی شیرہ پورہ کنڈی (اسی سائیڈ
میں شاید گاؤں) دودہ بگ، چک تلہ سر ہے۔ محمد سبحان
دودہ بگ کا ہے۔ مظہر اور اس نے درخواست دیکر ڈی۔ الیف۔ او
صاحب سے عوضانہ داخل نہ کیا تھا۔ وہ محمد سبحان اخروٹ وغیرہ
کا کاروبار کرتا ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ وہ زمینداری کا پیشہ کرتا ہے
یا نہیں۔ حکومت نے زمینداروں کو قرضہ کے لئے بورڈ قائم کئے
تھے۔ مظہر نہ وہاں گیا نہ مظہر کو ان کا علم ہے کہ ہمارے بھائی میں سے
کوئی وہاں گیا ہے نہ وہاں پنچایت۔ محمد سبحان مظہر نے کوئی

مثل عدالت صفحہ نمبر

شہادت دی ہے۔

کونسل استغاثہ نے اس وقت عدالت کے نوٹس میں دفعہ ۱۴۱ قانون شہادت اور دفعہ ۱۵۲ قانون شہادت لائے اور بتایا کہ گواہ کو ایسے سوالات سے Protect کیا جاتا ہے اور عدالت اس طرح کے سوالات کو روک سکتی ہے۔ جو کرنا ضروری ہے ورنہ کوئی گواہ عدالت میں شہادت دینے کیلئے نہیں آئیگا۔ اور گواہان Scared ہونگے۔ عدالت ہر ایک وکیل اور پارٹی سے ان باتوں کا خیال رکھنا اور ان پر عمل کرانا Expect کرتا ہے یہی صورت مسٹر لطیف پر بھی جاری ہے۔ وہ ان باتوں کو مدنظر رکھکر سوالات جرح کریگا۔ اور اسکی ان باتوں کو مدنظر رکھکر سوالات جرح گواہ پر کرنے کی ہدایت کیگئی۔ گواہ پر کئی روز سے جرح کئے جا رہے ہیں یہ ہر ایک گواہ پر وقت عدالت کے Protection کا حق ہے جو وہ مطابق قانون پانے کا مستحق ہے۔ Remote باتیں اور جن کا مقدمہ ہذا کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو اور متعلقہ نہ ہوں سوالات جرح میں نہیں پوچھی جا سکتی ہیں نہ ان کی اجازت دیجا سکتی ہے اور نہ ہی ان سے جرح کا اصل Purpose یعنی گواہ کی Credibility یا اس کے Credit

مثل عدالت صفحہ نمبر

purpose حل ہو سکتا ہے۔ مسٹر لطیف کو ہدایت
کیگئی۔ کہ وہ قانون شہادت کے دائرے کے اندر اصل
مقصد جرح کو مدنظر رکھتے ہوئے گواہ پر سوالات جرح
کرے۔ اور طرفان کو ہدایت کیگئی کہ کوئی ملزم گواہ کے
بیان یا جواب کے وقت کسی طرح کا comment نہ
کرے نہ ہی گواہ سے کسی قسم کا altercation جبکہ گواہ
dock میں ہو۔ اور بیان دے رہا ہو، کوئی ملزم نہ
کریگا۔ اس طرح کی ہدایت ان سے قبل بھی دیگئی ہے
مگر اس کے باوجود آج ایسا کیا گیا۔ عدالت کو امید ہے
کہ اس ہدایت عدالت کو کبھی پھر سے دہرانا نہیں پڑیگا۔
اور عدالت کی ہدایت پر پوری طرح عمل ہوگا۔
اس وقت حسب استدعا مسٹر لطیف اور طرفان
تھوڑے عرصہ کے لئے break کیا گیا۔ اور اس کے
بعد گواہ کا بیان پھر سے Resume ہوگا۔
تقریباً نصف گھنٹہ Break کے بعد گواہ پر
مسٹر لطیف نے پھر سے جرح Resume کیے۔
اس عرصہ میں گواہ کو Chambers میں رکھا گیا

سوال جرح مسٹر لطیف ایڈوکیٹ منجانب
محی الدین شاہ ملزم بیان کیا۔ کہ رحیم ڈار ولد عزیز ڈار ہمارا صدر
نہیں ہے وہ ناگربل کا صدر ہے۔ اس کے ساتھ ننگر کی لڑکی کے

شل عدالت صفحہ نمبر

اغوا کی شکایت ہم پر نہ ہوئی تھی نہ کبھی موضع فم کرن کی لڑکی کے اغوا کی شکایت تھی۔ مظہر نے کوئی ایسی لڑکی احمد بٹ ساکن بارہمولہ کو نہ دی تھی، اس رحیم ڈار کو مظہر نام سے جانتا ہے۔ مظہر نے ایک، دو دفعہ اسے دیکھا ہے سال کا یاد نہیں ہے۔ ایک شادی میں ایک دفعہ دیکھا تھا۔ نہیں دس باراں سال ہوا دیکھا ہے۔ میرا احمد بٹ ساکن بارہمولہ کے نکاح نامہ پر دستخط بطور گواہ نہیں ہے نہ مظہر کسی ایسے احمد بٹ کو جانتا ہے۔ مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ جس مکان میں مظہر کانلی باغ میں رہتا تھا وہاں نزدیک مسٹر حیدر (؟) Intelligence Officer رہتے تھے یا نہیں۔ مظہر کو معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ کون ہیں۔ مظہر ان کے Informer کا کام کرتا تھا یہ بات بالکل غلط ہے مظہر کو اس کا معلوم نہیں ہے۔ نصر اللہ کا پتہ نہیں ہے کہ وہ کرتا تھا یا نہیں نہ کبیر احمد کے متعلق کوئی پتہ ہے نہ کسی بیگ کا پتہ ہے۔ مظہر کو تو پتہ نہیں ہے کہ چوہدری کون ہے۔ جب مظہر یہ کام ہی نہ کرتا تھا مظہر کو تنخواہ نہیں تھی۔ میرے لڑکے ثناء اللہ نے ۱۹۵۷ء میں میٹرک دیا تھا اس کا رول نمبر ۳۸۰۳ تھا۔ اس نے مشن ہائی سکول بارہمولہ سے پاس کیا تھا۔ اس کا فیس فارم مظہر نے خود دی۔ چوہدری صاحب کو مظہر جانتا ہی نہیں ہے میرا لڑکا ملازم نہ تھا نہ مظہر کو معلوم ہے کہ چوہدری صاحب کون ہے، نہ وہ اس وقت تھا نہ اس نے اس کا Character certificate تصدیق کی نہ form slip کو Recomend کیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

منظر نہیں جانتا ہے کہ قاضی حمام بارہمولہ میں کدھر ہے - غلام حسن خانواری کی دوکان بازار میں ہے منظر اس بازار کا نام نہیں جانتا ہے - میرے بارہمولہ میں پل کے پار کئی دو دوکاندار رہتے ہیں ان کی دوکان بازار میں ہے وہ رہتے پار ہیں البتہ منظر کو پتہ نہیں ہے کہ ان کا مکان پار کدھر ہے - ہمارے علاقہ کے پولیس یا ملٹری نے سو ڈیڑھ سو آدمی یا نیارے سے پکڑ نہیں لائے تھے - منظر کو اس کا پتہ ہی نہیں ہے نہ منظر کو اس کا پتہ ہے نہ منظر کو پیسے معاملہ میں کبھی پکڑا گیا ہے نہ منظر نمک کے لانے کے معاملہ میں پکڑا گیا ہے

اس وقت وکیل استغاثہ نے دفعہ ۱۵۰ قانون شہادت کا حوالہ دیا اور بتایا کہ اگر عدالت کی رائے Scandalous - سوالات گواہ سے کئے جا رہے ہیں تو کورٹ کو ایسا معاملہ ہائی کورٹ میں رپورٹ کرنا چاہیئے اور عدالت اس کی [illegible] سوال کرنے والے سے دریافت کر سکتی ہے - مسٹر لطیف سے عدالت نے ان سوالات کی [illegible] کی نسبت دریافت کیا مسٹر لطیف کہتا ہے کہ اس کے Client نے اس کے اس طرح کی ہدایت دی ہے کہ یہ گواہ Border [illegible] Trade کر رہا تھا - اور یہ اس کے Bases پر اس نے اس طرح کے سوالات کئے - اس کے Clients کے پاس اس کی نسبت Record ہوگا - اس کے

نقل عدالت صفحہ نمبر

پاس نہیں ہے۔ مسٹر لطیف کو گواہ پر Scandalous سوالات
کرنے کی ذمہ داری اور اس کے legal consequence
سے آگاہ کیا گیا۔ مسٹر لطیف کہتا ہے کہ اس کو client نے کہا
ہے کہ یہ گواہ Border Trade کرتا ہے اور اس نے اس
کے مطابق سوال کیا ہے) یہ بات غلط ہے کہ مظہر نے کبھی Sum-
ggling کی ہے۔ آر پار کی ہے۔ کبیر احمد ولد فتح محمد ساکنہ کھوڑ پورہ
یاسین بیگ ولد بیگ ساکنہ چندوسہ۔ عبدالرحمان لکڑی
والا کا پتہ نہیں ہے نہ مظہر نے اس کے ساتھ نمک پکڑا وغیرہ پار
لیجانے کا کام کیا ہے۔ ڈانگر پورہ بارہمولہ سے آٹھ نو میل ہوگا۔ سلطان
پورہ سے ڈانگر پورہ دس گیاراں میل ہے۔ ڈانگر پورہ کے متصل
ملہ پورہ، نارا واری، تاڑی پورہ، ہری وارہ اور بھی بہت سے
گاؤں ہیں۔ میرے چچازاد بھائی کھوڑ پورہ رہتے ہیں۔ کھوڑ پورہ
سے ڈانگر پورہ چار پانچ میل ہے۔ مظہر شیخ غلام قادر کو سال ۴۸
سے جانتا ہے۔ پولیس میں بیان دینے کے قبل مظہر کو شیخ غلام قادر
نے ۵۲-۵۳ میں مع اپنے چچازاد بھائیوں کے ڈانگر پورہ سے
تھانہ بارہمولہ میں گرفتار کر کے کبھی نہیں لایا تھا۔ جب لایا ہی نہیں
۵۲-۵۳ کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ہے۔ نہ مظہر نہ میرا کوئی بھائی بھی
حوالات میں رہے۔ مظہر کو چچازاد بھائیوں کا علم نہیں ہے میرے
چچازاد بھائی زمینداری کرتے ہیں ادار کا ٹھیکہ نو گام کنڈی
میں ہے جو دو تین سال سے ہے۔ غلام مصطفےٰ بیگ میرا بھائی ہے

نقل عدالت صفحہ نمبر

وہ زمینداری کرتا ہے۔ وہ پہلے شیخ محمد عبداللہ ملزم کے وقت میں
دیہہ واپس پریزیڈنٹ تھا آج کا پتہ نہیں ہے۔ سال ۱۹۵۱ء کا پتہ
نہیں ہے نہ ۱۹۵۴ء کا یاد ہے۔ ۵۱ء میں مظہر یہاں تھا ہی نہیں
مظہر کو پتہ نہیں ہے۔ مظہر کو ۵۴، ۵۵، ۵۶-۵۷ کا بھی مظہر کو معلوم
نہیں ہے۔ مظہر نے ۱۹۵۴ء سے ہی نیشنل کانفرنس کا کام چھوڑ دیا ہے
کبیر احمد میر سے ۴ ر فارم بھرا تھا۔ وہ ٹکٹ دیکر پیسے لیجاتا تھا
غلام مصطفٰے بیگ اکیلا رہتا ہے۔ ہم سب بھائی علیحدہ رہتے ہیں
غلام مصطفٰے بیگ اور غلام ربانی کا مشترکہ کاروبار نہیں ہے البتہ
ان کا ایک مکان ہے۔ میرا چچازاد بھائی جو [illegible] کا کام کرتا ہے
اس کے پاس نہیں رہتا ہے وہ اپنے گھر رہتا ہے۔ اس کی شادی
محمد زمان بیگ کے ہاں ہوئی ہے۔ مصطفٰے کا محمد زمان بیگ پھیرا
ماما لگتا ہے۔ جو قتل کا الزام ہم پر تھا۔ پولیس مہینہ ڈیڑھ اس میں تفتیش
کرتی رہی۔ یاد نہیں ہے کہ اس میں کتنے گواہ تھے۔ اس میں میرے
صفائی کے گواہ موقعہ کے گواہ تھے اور کچھ ہمارے گاؤں کے تھے۔
غلام ربانی کی اس میں ڈیفنس تھی کہ بوقت قتل وہ وہاں نہ تھا اس
میں کسی کو گواہ سلطانی نہیں بنایا گیا تھا۔ ہم سب بھائی اس میں
اکٹھے بری ہوئے تھے۔ داروغہ تب دونی چند یا سری کنٹھ تھا
اس کے بعد سری کنٹھ آیا۔ جس روز مظہر چھٹی لے کر آیا، مظہر نے
اس روز خواجہ علی شاہ ملزم کا مکان دیکھا ہے۔ اس سے پہلے نہیں
دیکھا ہے۔ سرکس کے واقعہ سے قبل مظہر ایک دفعہ وہاں گیا ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

ایک راہ گذر سے تب مظہر نے اس مکان کا پوچھا تھا۔ اس کے
مکان سے جب آدمی بطرف شہر جائے وہاں ایک چھوٹی دوکان
سگریٹ وغیرہ کی ہے۔ وہاں ایک آدمی نے کہا کہ یہ باغ گھمرلی ہے
نام گھمرلی مظہر کو وہاں ہی معلوم ہوا۔ مظہر اس طرف ولی ڈار کے
ساتھ بھی جب گیا تب اس طرف سے جاتا تھا۔ اس نے میرے
کبھی نہ کہا نہ مظہر نے دریافت کیا کہ وہ گھمرلی ہے۔ مظہر نے تب اس سے
کسی مکان کی نسبت دریافت نہ کیا کہ کون کس کا ہے وہاں اور بہت
مکان ہیں اور وہاں سے کسی مکان کا پتہ نہیں کہ کس کا ہے۔ مظہر کو
علم نہیں کہ اس مکان کے دہنی بائیں کس کا مکان ہے۔ اس کے
بالمقابل مکان سڑک کے ایک طرف ہے اور آگے سڑک کے پار
بھی مکان ہیں۔ خبر نہیں کہ وہ کس کے ہیں۔ خواجہ علی شاہ ملزم کے
مکان کے سامنے ایک بیچ جنرل روڈ ہے وہاں سامنے اور دائیں
بائیں جانب مکانات ہیں۔ مسلسل مکانات نہیں ہیں کوٹھیاں ہیں
اور محدود بدیوار ہیں، سڑک کے ساتھ دیوار ہے، دیوار کو موٹر
کراس کرنے کے لئے ڈیوڑھی ہے۔ اس کے دائیں طرف چھوڑ کر ایک
چھوٹا سا ہے۔ اس سے داخل ہوتے ہیں۔ لاری موٹر وغیرہ کی گیٹ
بائیں طرف ہے۔ اس کے بعد دو اڑھائی جریب میدان ہے۔
اور اس کے آگے ایک مکان ہے۔ خواجہ علی شاہ ملزم کے اس
مکان سے باہر ڈیوڑھی تک کوئی مکان درمیان میں نہیں ہے
ڈیوڑھی کے دائیں یا بائیں خواجہ علی شاہ کے مکان کے میدان

نقل عدالت صفحہ نمبر

ہے اور کوئی مکان نہیں ہے۔ اس وقت درمیان میں بنگلہ کے دو چار
جریب اس طرف اور اس طرف اور کوئی مکان نہ تھا۔ سجاول خان
کو ہم نے اپنا لباس پاجامہ اور قمیض پہنایا۔ وہ پہلے گھر میں کوئی
کوٹ پتلون میں آیا تھا۔ اس کو ہم نے خاکی رنگ کی قمیض اور پاجامہ
کبیر احمد کے بھائی کا پہنایا تھا۔ پیروں میں بوٹ تھا۔ سر پر ٹوپی رکھتا
تھا۔ میرا اپنا لباس سر کا ٹوپی ہے۔ رومال نہیں ہے۔ ہم بھی خاکی
پاجامہ اور قمیض پہنتے ہیں۔ ہمارا بھی یہی رواج ہے۔ میرے گھر میں
بھائی وغیرہ سب اس وقت بھی وہی پہنتے ہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے
کہ مظہر نے کیا رنگ کی پوشاک تب پہنی تھی۔ کبیر احمد نے اس کو اپنی
ٹوپی لگائی۔ کبیر احمد نے اس کی لگائی۔ وہ دونوں ٹوپیاں نقلی کراکری
تھی۔ کبیر احمد نے کوٹ اور پینٹ پہنا تھا۔ سجاول خان کے کپڑے
کبیر احمد کے گھر تب رکھے گئے۔ جس وقت مظہر نے اس کو رہین سرکس
کے باہر بٹھایا۔ مظہر اس وقت ان کے پاس صرف پانچ دس منٹ
بیٹھا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ نمائش کے گیٹ سے جا کر گھر کو راستہ
جاتا ہے یا نہیں۔ مظہر سڑک کے راستہ سے گیا۔ اس کو بھیس بدلنے
کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس کو کوئی شخص نہ پہچان سکے۔ ہم نے اس کے
شنیہ کا حلیہ نہ بدلایا تھا۔ مظہر کو اس وقت خود [illegible]
کا خدشہ نہ تھا۔ وہ جگہ ہوٹل رہین سرکس کے ساتھ اس احاطہ میں
تھا۔ اس وقت وہاں سرکس میں لوگ آتے جاتے تھے۔ کچھ پولیس
باہر سڑک پر تھی۔ کچھ ٹکٹوں کی جگہ تھی۔ سرکس والی جگہ نہ تھا۔ ٹکٹوں کی

شمل عدالت صفحہ نمبر

جگہ سرکس کے آگے سڑک کی جانب تھا۔ احاطہ میں داخل ہوتے ہم گیٹ کے بائیں طرف ان ہوٹل کے پاس گئے۔ ان ہوٹلوں کا نام خبر نہیں ہے۔ مظہر تقریباً ۲ بجے خواجہ علی شاہ کا گھر گیا

اس وقت برخواست کچہری کا وقت ہوا ہے۔ اور برخواست کچہری کیگئی۔ گواہ کا بیان پرسوں پھر سے ـــــــــــــــ کیا جاویگا۔ اور پرسوں تک اس کا بیان ملتوی رکھا گیا۔ تحریر الصدر

دستخط عطاء اللہ بیگ بحروف اردو

دستخط حاکم جلیس مسٹر ایس کے ملک بحروف انگریزی

CONTINUED

باقرار صالح

$\frac{6}{1\ 59}$

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈوکیٹ منجانب محی الدین شاہ ملزم بیان کیا کہ مظہر دس پندراں منٹ میں اسی سڑک سے خواجہ علی شاہ ملزم کے گھر سے واپس آیا تھا۔ مظہر اس وقت بیدھا ریمین سرکس میں سجاول خان اور کبیر احمد کے پاس گیا۔ کوئی تقریباً آدھا گھنٹہ کے بعد سجاول خان نے میرے سے کہا کہ مقبول خانیاری کے پاس گھر جا کر پتہ کرو کہ آیا معراج الدین گرا کری کی دو چھریاں وہاں چھوڑ گیا ہے یا نہیں (گواہ نے یہ خود بخود سوال کے

مثل عدالت صفحہ نمبر ۵۸۲

جواب میں کہا) سجاول خان چائے پی رہا تھا۔ اور اس نصف گھنٹہ میں دل میں سوچ رہا ہوگا اور اس کے بعد منظر کو خانیار جانے کا کہا اس نے خواجہ علی شاہ ملزم کی نسبت اس وقت کچھ نہ کہا۔ منظر خانیار اس وقت تانگہ پر گیا۔ منظر پلیڈیم سینما کے نیچے اڈہ سے تانگہ پر تب سوار ہوا۔ خانیار سے اس طرف ایک موڑ ہے وہاں ہی منظر اترا پتہ نہیں ہے کہ دوسری طرف آگے سڑک کدھر جاتی ہے۔ منظر نے وہاں تب کوئی جلوس وغیرہ نہ دیکھے تھے۔ منظر وہاں سے واپس بسنت باغ آیا۔ اور ریمن سرکس اس کے پیچھے گیا۔ منظر بسنت باغ شام کو تب پہنچا۔ اور اسی راستہ سے واپس آیا، شام پڑ رہا تھا منظر شام پڑنے کے بعد بسنت باغ گیا۔ تب منظر نے گاؤکدل میں اہل حدیثوں کی مسجد میں شام کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد ہی منظر بسنت باغ گیا۔ منظر صحیح وقت نہیں بتا سکتا کہ اس وقت کیا تھا، وہاں لوگوں نے میرے بعد نماز پڑھی۔ منظر نے الگ ہی تب نماز پڑھی۔ جب نماز جماعت کے لئے اٹھے منظر نماز سے فارغ ہوا تھا۔ میری اس مسجد میں اس وقت کسی سے بات چیت نہ ہوئی وہاں سے منظر بسنت باغ گیا جو نماز کے بعد گیا۔ اس مسجد سے بسنت باغ تک صرف چار پانچ منٹ لگے ہونگے۔ اس وقت گاؤکدل کا پل موجود تھا جس سے منظر نے کراس کیا۔ وہ پل منظر نے پہلے ہی وہاں دیکھا تھا۔ جب منظر ریمن سرکس موٹر میں گیا وہ موٹر سڑک کے لب پر باہر رکھی گئی، پولیس ادھر نہ تھی گیٹ

مثل عدالت صفحہ نمبر

لب سڑک سے ذرا اندر ہے۔ پولیس اندر تھی۔ جنگلہ سڑک سے پیچھے ہے۔ سڑک پر جنگلہ نہیں ہے اس ٹائم سرکس چل رہا تھا یہ شام کے تھوڑا بعد کا واقعہ ہے۔ ان دنوں سات ساڑھے سات بجے شام ہوتی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹہ منظر کو بیگ صاحب کے پاس لگا اور جب وہاں سرکس کے پاس پہنچا تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ بجے کا وقت تھا۔ سرکس اندر تھی جو موٹر والی جگہ سے تین ساڑھے تین جریب دور تھی۔ یہاں سجاول اور کبیر احمد بیٹھے تھے۔ وہاں سے تین ساڑھے تین جریب دور تھی۔ جس جگہ اس وقت سجاول تھا سرکس کے باہر والے قنات سے وہ جگہ دس بارہ گز پر تھی وہ قنات سرکس کا باہر والا پردہ تھا جس کے اندر جانے نہیں دیتے تھے۔ سڑک دیوار کے ساتھ اندر کی طرف نانبائیوں کے ہوٹل تھے۔ سرکس بطرف شمال اور نانبائی کی دوکان سرکس منظر کے جنوب کی طرف تھی۔ موٹر کی جگہ سے وہ دوکان شمال مغرب تھی۔ خانیار سے لے کر بنت باغ اور سرکس تک منظر کو کوئی راستہ میں واقف نہ ملا نہ [illegible] تب منظر نے کسی واقف کو دیکھا۔ اس روز منظر خانیار والی [illegible] کی طرف سے نہ گیا بلکہ منظر سنوبان مندر کی طرف سے دوسرے راستہ سے گیا۔ واپس جب منظر آیا ٹانگہ پار ہی رہا۔ موٹر والی ڈار [illegible] سڑک کی طرف سے سرکس کی طرف آتی۔ منظر سرکس کے اندر [illegible] ہو گیا۔ موٹر تو باہر ہی سڑک پر ہی رہی۔ ٹریفک کا سپاہی [illegible] ٹانگہ [illegible] ٹرسٹ میں پیچھے ہے۔ وہاں اور بھی گاڑیاں اور ٹانگے تب کھڑے [illegible]

مثل عدالت صفحہ نمبر ۵۸۴

ہو گئے۔ ۹۔۹ ٹریفک والا سپاہی تقریباً ۵۔۱۰ اجے بیٹھا رہا۔ منظر نے باہر آکر ہی گیٹ دیکھا اندر کوئی نگاہ نہ ڈالی۔ تھی وہاں عام لوگ تھے۔ جب منظر نے واپسی پر سجاول اور کبیر احمد کو باخیریت پایا منظر نے ان سے خیریت کا نہ پوچھا۔

سوال۔ جب آپ نے پولیس میں پکڑے جانے کے وقت پہلا بیان دیا تب آپ کی ایک بات پہلے اور بعد میں تھی۔

جواب۔ منظر اس کا جواب اب تک کئی بار دے چکا ہے۔ منظر اب جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور میرے سے بار بار یہی سوالات کئے جا رہے ہیں۔ لیکن معاملہ پر جس قدر سوالات آپ چاہیں کریں مگر میرے سے یہی سوالات بار بار نہ کیا کریں۔ منظر بار بار یہی بیان دے رہا ہے۔

سال ۱۹۵۶ء میں عید البقر جولائی کے آغاز میں تھی۔ سال ۱۹۵۶ء کی عید بھی جولائی میں ہوئی تھی۔ جب منظر موٹر لے کر سرگیس میں آیا منظر نے اس کو یکدم کہا اور موٹر میں ہم سب سوار ہوئے۔ اس جگہ ہم وہاں اس وقت نہیں بیٹھے۔ میرے نام کی چٹھی EXP 97 اسی جیب میں منظر نے رکھی تھی اور الگ رکھی تھی۔ دوسری چٹھی EXP 96 جو بیگ صاحب ملزم کے نام پر تھی لفافہ میں بند تھی۔ دونوں کو منظر نے ایک ہی جیب میں رکھا تھا۔ میری والی چٹھی اس وقت نہ شد دی تھی منظر نے دونوں کو اس وقت شیخ غلام قادر کو دکھا کر جیب سے اکٹھے نکالا۔ منظر نے پہلے بیگ صاحب والی چٹھی کا لفافہ کھولا اس کو پھاڑ کر

شامل مسل عدالت صفحہ نمبر ۵۸۴/۵۸۵

لکڑیوں کے ڈھیر میں ڈالا۔ اس کے بعد دس بارہ قدم چل کر منظر ان دونوں پھاڑتا بھی رہا اور چلتا بھی رہا۔ لیکن ٹکڑے ہاتھ میں ہی جمع رکھتا رہا۔ ان لکڑیوں سے یہاں منظر کو شیخ غلام قادر نے پکڑا ۱۰-۱۲ گز کا فاصلہ ہے

بسوال جرح غلام محمد چکن ملزم بیان کیا۔ کہ یہ بات درست ہے کہ منظر گھر میں اپنی عورت اور بچوں سے پنجابی زبان میں بول چال کرتا ہے۔ اور ہم گھر میں پنجابی زبان میں بول چال کرتے ہیں ہمارے دیگر رشتہ دار بھی پنجابی اور پہاڑی [illegible] کرتے ہیں۔ مظفرآباد والے کشمیری ہم کو پٹھان نہیں سمجھتے وہ ہم کو زمیندار سمجھتے ہیں اور ہم کو غیر کشمیری نہیں سمجھتے ہیں۔ ہم صرف دو تین قوموں کے ساتھ رشتہ داری کرتے ہیں۔ جو قوم دوگی قوم میر اور خان قوم سے کرتے ہیں نیلہ سر والوں کی آشنائیاں ہم کرتے ہیں۔ محمد اکرم نیلہ سر کا خاندانی پیر ہے بلکہ شیخ ہے۔ میرے بھائی نے وہاں رشتہ کیا ہے۔ موسم سرما میں ہم پھیرن پہنکر نماز پڑھتے ہیں۔ ہم سر پر کبھی دوسری ٹوپی کشمیری ٹوپی اور صافہ بھی پہنتے ہیں۔ نماز کے وقت ہم کشمیری ٹوپی گھر پر استعمال کرتے ہیں اور موسم سرما میں پھیرن بھی استعمال کرتے ہیں۔ منظر نے یہ رومال جو میرے سر پر ہے یہاں آکر گرمی کی وجہ سے لگائی ہے۔ ویسے ٹوپی بھی میرے ساتھ ہے۔ جس انداز میں منظر نے اس وقت اس رومال کو سر پر باندھا ہے منظر ایسے انداز میں ریڈ سے قبل اور ریڈ کے وقت رومال کو سر پر نہیں لگاتا تھا۔ موضع

شمل عدالت صفحہ نمبر،

کٹھی تنگن میرے گاؤں سے دس یاراں میل ہے بلکہ زیادہ ہے
تسرکرواڑہ ۱۵ میل میرے گاؤں سے ہوگا۔ چندوسہ سے ۷، ۸ میل
ہوگا۔ افضل شاہ ساکن کٹھی تنگن کو مظہر نہیں جانتا ہے۔ مظہر کو پتہ نہیں
ہے کہ ریڈ کے بعد ہی وہاں بارہمولہ میں سپرنٹنڈنٹ پولیس کون تھا۔
یہ بات غلط ہے کہ مھق داس ٹھکر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس میرے
خلاف تب لوٹ کھسوٹ و آتش زنی وغیرہ کی شکایات ہوئی تھیں
مظہر خالق گوگلو ادشکرہ کو نہیں جانتا ہے۔

سوال۔ کیا میرے پاس بحیثیت ایس۔ ڈی۔ ایم بارہمولہ آپکے
اور شعبان زرگر چندوسہ خالق گوگلو ساکن ادشکرہ۔ رحیم ڈار
ساکن ناگہ بل، عبدالرحمان ساکن نوگام کنڈی، یاسین بیگ ساکن
چندوسہ بمعہ چند کولی فقیروں کے یہ شکایت ہوئی تھی کہ ہم نے
گلمرگ میں بنگلوں کا مال لوٹ لیا ہے؟

جواب۔ یہ غلط ہے آپنے بحیثیت ایس۔ ڈی۔ ایم میرے
خلاف وارنٹ گرفتاری نہ نکالا تھا نہ مظہر روپوش ہوا۔ یہ بھی غلط
ہے۔ جب نیشنل کانفرنس برسر اقتدار آگئی تب مظہر ریڈ کے بعد بارہمولہ
آگیا۔ جو مظہر ریڈ کے دو تین ماہ کے بعد بارہمولہ آگیا۔ مظہر روہمہ
گاؤں کو نہیں جانتا ہے۔ بارہمولہ سے ہمارے گاؤں جاتے وہ
گاؤں برلب سڑک نہیں آتا ہے یہ بات بالکل غلط ہے کہ مظہر نے
اپنے بھائیوں کے ساتھ وہاں سکھوں کو لوٹا۔ پولیس نے گلمرگ کا
کوئی مال میرے گھر سے خانہ تلاشی پر نہیں نکالا۔ پرتھوی ناتھ تب

مثل عدالت صفحہ نمبر

انسپکٹر پولیس نے میرے گھر کی خانہ تلاشی نہ لی۔ وتر گام میرے گاؤں سے ۸۔۱۰ میل پر ہے۔ منظر نے ریڈ کے دنوں حسن راتھر نمبردار وترگام کے گھر ڈاکہ نہ ڈالا (گواہ نے لاحول ولا ظاہر کیا) نہ منظر نے بعد میں حسن راتھر کو قتل کیا (یہ میرے عزت پر دھبہ ہے) (اس وقت گواہ نے ملزم سے کہا کہ آپ نے رشوت ستانی کی یا اس کے بعد کہا منظر نے ببر احمد سے ایسا سنا ہے گواہ پہلے رشوت ستانی کا کہا)

سوال۔ کیا آپ نے شعبان زرگر اور دوسرے کوئی فقیر، فضل شاہ وغیرہ بہ وقت قبائلیوں کے گوردوارہ موضع تراگ وارہ اور مکان لابھ سنگھ، گیور سنگھ کو نذر آتش کیا اور مال و اسباب لوٹ لیا

جواب۔ نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے نہ منظر روپوش رہا نہ منظر کو گرفتار کیا گیا نہ منظر کو General amenesty کے سلسلہ میں رہا کیا گیا۔

سوال۔ ڈورہ کے کوئی فقیروں کے ساتھ دیگر آپ نے اور آپ کے بھائیوں نے قبائلی بن کر خواجہ مبارک شاہ ساکن خانہ پورہ بارہمولہ جو سرینگر کی طرف بھاگے رہے تھے ان کے اسباب اور زیورات کو لوٹ لیا۔

جواب۔ یہ بالکل غلط ہے اگ۔ ۱۲ سال سے غلہ اس قدر نہیں نکلا کہ اس کو فروخت کیا جاوے۔ منظر کو یاد نہیں کہ سمت ۲۰۰۰ سے ۲۰۰۹ تک کس قدر مجوزہ مالانہ منظر نے سٹور کو دیا ہے۔ یہ یاد نہیں ہے کہ اس کی

مثل عدالت صفحہ نمبر

کس قدر رقم سالانہ منظہر کو ملی۔ البتہ نو روپیہ خروار کے حساب سے
ملی تھی۔ مجوزہ کل رقم مالیہ میں ہم مجرا دیتے تھے۔ عبدالرحمان ولد بہشتم
علی ساکن سری ڈورہ کو منظہر جانتا ہے۔ وہ دوکاندار ہے۔ وہ ہمارے
گاؤں سے ۴، ۵ میل ہوگا۔ منظہر اس کے ساتھ ملکر Smuggling
نہیں کرتا رہا۔ یہ بھی بالکل غلط ہے کہ ہم یہاں سے کپڑا اور وہاں سے
نمک بھیجتے تھے اور پاکستانی نمک لاتے تھے۔ وہ پہلے بھی سرپنچ تھا۔ شیخ
محمد عبداللہ مرحوم کے وقت تھا۔ اور آجکل بھی ہے۔ میرا اور اس کا
کوئی گہرا تعلق نہیں ہے۔ ہمارا صرف دلی و آنی بیوپاری رہا ہے۔ ملہ
سبحان ساکن درد ملنگ میرا بیوپاری نہیں رہا ہے۔ سلطان پورہ
کنڈی گلمرگ سے ۸-۹ میل دور ہے۔ جب گلمرگ season
لگتا ہے، تب ہمارا گاؤں گلمرگ تھانہ کے ساتھ نہیں لگتا ہے۔ وہ بارہمولہ
تھانہ کے ساتھ ہے۔ جن دنوں منظہر گلمرگ رہا، منظہر کو علم نہیں ہے کہ
تب وہاں پنڈت گوپی ناتھ کوترو تھانیدار تھا یا نہیں۔ منظہر اس کو
جانتا ہی نہیں ہے۔ منظہر پونیار کبھی ان بارہ سال میں نہیں گیا ہے
یہ بات غلط ہے کہ S.S. Karana Central Intelligence Officer
نے منظہر کو سو روپیہ ماہوار پر سراغرسانی کے لئے مامور کیا تھا۔ منظہر کرال کدھ
نہیں جانتا ہے۔ سیف اللہ بیگ اور غلام احمد بیگ عرف نونا
بیگ ساکنان کرال ویٹھ میرے رشتہ دار نہیں ہیں نہ منظہر ان کو
جانتا ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ منظہر اور نونا بیگ پار سے نمک اکٹھے
لاتے تھے۔ منظہر کو پتہ نہیں ہے کہ خالق گوگلو کو قتل میں سزا ہوئی ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

منظر اس کو جانتا ہی نہیں ہے۔ صوفی محمد اکبر ڈپٹی ایجیوٹینٹ Ad- [illegible] officer تھے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ لوٹ کھسوٹ کے شکایات وہ ایس۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پاس بھیجتے تھے یا نہیں۔ منظر کو حلقہ سیکرٹری اور دوسرے والوں کو پریذیڈنٹ جماعت صوفی محمد اکبر نے خود بنایا تھا۔ جب منظر کو جیل بھیجا گیا تب صوفی محمد اکبر ایڈمنسٹریٹر تھے۔ وہ ان دنوں جہلم ہوتے تھے۔ ان دنوں سٹیشن کا افسر ہونے کے ناتے ادھر پہنچ جاتے تھے۔ جس وقت میں محمد امین خان گکھڑ گیا تھا انسپکٹر نہ تھا منظر نے تب وہاں اسے دیکھا۔

Right Cross مسٹر ... کہتا ہے کہ دیگر ملزمان اپنا Examination Resume کرنا چاہتے ہیں۔ ان ملزمان کی اس طرح کی درخواست پر حکم پہلے ہی دیا جا چکا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
باوجود موقعہ کے دیگر کسی ملزم نے کوئی سوال جرح نہ کیا۔ ان کو اب موقعہ دیا گیا۔

سوال مکرر مشتہر شدہ P.P بیان کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سوال۔ آپ نے پہلے بیان دیا کہ جون ۱۹۵۵ء کے قریب آپ کو ڈنام عبدالعزیز کی چھٹی لے کر انسپکٹر مرزا افضل بیگ کے پاس لے گئے۔ اس کے کچھ دن بعد آپ رنگپورہ خواجہ علی شاہ انسپکٹر کے مکان پر گئے اور اس کے کچھ دن بعد آپ نے تفتیش بابت واقعہ رائیٹر بسنت باغ میں گزار رہے کہ ... بدرالدین جوئیہ مرزا

مثل عدالت صفحہ نمبر

افضل بیگ آپ نے ایک جگہ کہا سب سے پہلے آپ کا کوڈ نام جلنے سے تقریباً دو ماہ پہلے لینٹ باغ میں منظر نے لتھو مشین اور ٹائپ رائیٹر دے دی۔ ان دونوں بیانوں میں فرق ہے کونسا درست ہے کوڈ نام پہلے جلنے اور مشین بعد میں دی یا پہلے مشین دیں اور بعد میں کوڈ نام جانا۔

جواب۔ (مرزا محمد افضل بیگ ملزم کہتا ہے کہ اس نے سوال لکھانے سے قبل عرض کی تھی کہ گواہ کو باہر جانے کا کہا جاوے کیونکہ تفصیل سے سوال لکھانے کا مطلب ہی یہی تھا کہ گواہ کو مطلب سوال کا جواب دینے کے لئے اشارہ مل جائے اور اعتراض ہے کہ Re Examination کا مطلب Explanation ہے۔ اور وہ کبھی نہیں ہوتا ہے۔ اور صرف Explanation ہوتا ہے۔ ایسے سوال سے جرح کا مقصد ہی فوت ہوتا ہے۔ اس نے اس کی وضاحت کی وکیل استغاثہ دفعہ ۱۴۰ قانون شہادت کا حوالہ دیا۔ اور دفعات ۱۳۰، ۳۸ قانون شہادت کا حوالہ دیا کہ SARKAR شہادت کتاب سے Explanation 1929 Edition پر صفحہ ۱۱۸۷ کو پڑھکر سنایا۔ اس کا مطلب ہے کہ گواہ کو Examination in Chief اور جرح میں اس بات کو

مثل عدالت صفحہ نمبر ۵۸۹/۵۸۰

کرنے کے لئے گواہ سے اس کی تشریح پوچھی
جاسکتی ہے۔ اور اگر کوئی بات گواہ نے inad-
erlently کہا ہو اس کے لئے بھی گواہ کو Explain
کرنے کا موقعہ دیا جانا چاہیئے۔ اور اگر کوئی ambiguity
ہو اس کی نسبت بھی گواہ کو Explanation دینے کا
موقعہ ملنا چاہیئے۔ اگر اس سے کوئی Explanation ہو تو
وہ ریکارڈ ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی وہ نہ کرے
گواہ اس کے خلاف ہو گا۔ مسٹر mani کہتا ہے۔ کہ
اس میں limit ہے اور سوالات مکرر بھی سب سوال
نہیں پوچھا جاسکتا جس کا مطلب جرح کے effect کو
destroy کرنے کا ہو گا۔ میری مختلف Signatures
ہیں۔ اس میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔
حکم عدالت اس reexamination کے
نوٹ میں حسب ذیل علاوہ دیگر قانون کے لکھا گیا ہے

The objection is to give an opportunity to re-concile the descrepencies, if any, between the statements in chief and cross-Examination or to Explain any statement inadvertently made in cross-Examination or to remove any ambignuity in the deposition or suspicion to court on the evidence of cross-Examination

مثل عدالت صفحہ نمبر

ہم نے تحت دفعہ پر غور کیا اور سوال کو بھی بغور پڑھا
سوال کو وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے اور اس سے گواہ
کو سوال کے مندرجہ Explain of ambiguity
کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ ہم کو اس سوال میں کوئی ایسی
مانع بات نہیں رکھتی جس کی وجہ سے یہ کہا جائے۔ کہ
استغاثہ limitation of examination کی
کی حد سے باہر گیا ہے۔ ہم کو فاضل کونسل استغاثہ کی
بحث سے اتفاق ہے اور اس سوال کی اجازت دیجاتی ہے۔ ملزم
مشین پہنچانے کے قبل دو ماہ عبدالعزیز یعنی بیگ صاحب ملزم کے
کوڈ نام کو مظہر جانتا تھا۔

دستخط صاحب مجسٹریٹ بحروف انگریزی

نوٹ:- گواہ کا بیان پڑھکر سنانے کے بعد مسٹر بیگ ملزم نے کہا
کہ گواہ نے جکن صاحب کے سوالات میں لاکھوں روپیہ کہا ہے۔ گواہ
کہتا ہے کہ اس نے جکن صاحب کے لاکھوں روپیہ لینے کا نہیں کہا ہے

دستخط گواہ عطاء اللہ بیگ بحروف اردو

دستخط انگریزی مسٹر ایس۔ کے ملک
حاکم مجلس

نمبر رجسٹر نقول ۱۱۰

تاریخ گزارنے سوال . . . یکم جون ۱۹۵۹ء

تاریخ تیاری نقل . . ۲۸ جولائی ۱۹۵۹ء

تاریخ تقسیم نقل . . . ۲۹ جولائی ۱۹۵۹ء

نام سائل . . . . پیر مقبول ملیگامی ملزم

تعداد الفاظ . . . . × . . . اُجرت . . . ×

نمبر رجسٹر لسٹ . . . . . ×

کیواسطے ہمراد

نام نقل نویس . . . . دستخط رام ناتھ بحروف انگریزی

مقابلہ کیا گیا - نقل مطابق اصل ہے

دستخط بحروف انگریزی
جج صاحب بہادر

نوٹ : نقل کے ہر صفحہ پر مہر عدالت ثبت ہے

مثل عدالت صہ

نقل بیان گواہ استغاثہ نمبر ۴۸ مورخہ ۱-۶-۵۹

بعدالتِ سپیشل مجسٹریٹ صاحب

مجسٹریٹ درجہ اول جموں و کشمیر

جموں

باجلاس مسٹر این ۔ کے ملک ۔ ایم ۔ اے ۔ ایل ایل ۔ بی

مثل ۱ فوجداری تاریخ متدائرہ ۲۱ ۳/۵۸

سال ۱۹۵۸ء تاریخ فیصلہ

سرکار بنام مرزا محمد افضل بیگ وغیرہ

بجرم ۱۲۱ الف وغیرہ R.P.C

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۴۸ گواہ سلطانی ۔ باقرار صالح ۱-۶-۵۹ زمان پرے ولد جمہ پرے ساکن بلہ کوٹ تحصیل اوڑی پیشہ زمینداری عمر تیس سال بسوال مسٹر آر ۔ کے کول P.P. بیان کیا ۔ کہ میرے خلاف مقدمہ ہذا میں عدالت ہذا سے وارنٹ گرفتاری جاری ہوا تھا ۔ مظہر وارنٹ پر گرفتار کر کے بارہمولہ لایا گیا ۔ مظہر شام کے وقت اس روز بارہمولہ پہنچا ۔ مظہر کو بازار کے پیچھے ایک جگہ سینما

۵۹۱/۵۹۲ نقل عدالت صفحہ نمبر

کی پچھلی طرف رکھا گیا۔ میرے ساتھ ایک سپاہی تھا۔ ایک ہیڈ کانسٹیبل
اور سپاہی نے کہا کہ اس کو ایک اور ملزم گرفتار کرنا ہے۔ اس پر وہ
بعد میں اس دوسرے ملزم کو بھی لے آئے۔ میرے دائیں ہاتھ میں
ہتھکڑی لگی تھی اور وہی دوسرے کو بھی لگائی گئی۔ وہاں ایک سردار
کا مکان تھا۔ اس میں ہم کو رات کو رکھا گیا۔ مظہر کو بعد میں پتہ لگا
کہ وہ دوسرا ملزم عطاء اللہ بیگ ہے۔ مظہر نے وہاں درخواست
معافی تحریر کر دیا۔ جو عطاء اللہ بیگ نے تحریر کیا۔ مظہر نے اس
درخواست پر انگوٹھا ثبت کیا (گواہ کو مسٹر کول نے درخواست
EXP. 163. سر اجلاس پڑھکر سنائی) مظہر نے یہ درخواست
اس وقت سنائی یہی میری وہ درخواست ہے۔ دوسرے روز
ہم کو سرینگر افسر ... کی عدالت میں لیا گیا۔ اور مظہر نے یہ
درخواست عدالت میں پیش کی۔ مظہر کو اس پر اے۔ ڈی۔ ایم
کے پاس بھیجدیا گیا۔ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے میرا بیان لیا۔
مظہر نے اپنے بیان پر وہاں انگوٹھا ثبت کیا۔ وہ مظہر کو وہاں
پڑھکر سنایا گیا۔ مظہر نے وہاں وہ بیان اپنی مرضی سے دیا۔ کسی کی
ترغیب یا اپنے پر یا خوف کی وجہ سے نہ دیا۔ اور اس کے بعد
اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے مظہر کو سچ بولنے کے لئے معافی دی۔
جو مظہر اب بھی بولنے کے لئے عدالت میں تیار ہے۔

اس وقت درخواست کچہری کا وقت ہونے کی وجہ سے
اس کا بیان کل پر ملتوی رکھا گیا۔ اور اس کا بیان

نقل عدالت صفحہ نمبر ۵۹۲ - ۵۹۳

کل Resumed ہوگا ۔ تحریر صدر

دستخط صاحب مجسٹریٹ بحروف انگریزی

نشان انگوٹھہ زبان پرے

CONTINUED

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۴۲ ۔ گواہ سلطانی زبان پرے باقرار صالح

زبان پرے ۔ 2/56

بسوال مسٹر آر کے کول P.P. بیان کیا ۔ کہ ہم تین بھائی ہیں ۔ اور ہم سب زمینداری کرتے ہیں ۔ ہماری زمین دو جگہ بلکوٹ میں ہے ۔ اوپر والی زمین کو ٹلی کہتے ہیں اور دوسری بکوٹ نیچے ہے ۔ راجولی ساکن سرچی وار کو منظر ملزم ۲ - ۳ سال سے جانتا ہے ۔ منظر اس روز اپنی نچلی والی زمین پر تھا اور میرا عیال اوپر والی زمین ٹلی پر تھا وہاں ٹلی پر میرا کوٹھا بنا ہے ۔ راجولی میرے پاس شام کے وقت آیا ۔ منظر نے اس سے دریافت کیا ۔ کہ وہ کس طرح آیا ہے ۔ کیونکہ تب بہت دیر کے بعد آیا تھا ۔ اس نے جواب دیا کہ اسے پار پاکستان خوری میدان سے سجاول خان ایک تھانیدار نے بھیجا ہے ۔ وہ اس کے ساتھ کام کرتا ہے ۔ اس کو ادھر کے لوگوں کا کچھ نفری ضرورت ہے ۔ اور راجولی چونکہ منظر کو جانتا تھا ۔ اسلئے وہ منظر کے پاس آیا ہے ۔ راجولی نے میرے سے کہا کہ منظر سجاول خان کے پاس چلے ۔ منظر اس پر راجولی کے ساتھ گیا ۔ اور خوری میدان

مثل عدالت صفحہ نمبر

سجاول خان کے پاس پہنچا۔ سجاول خان نے وہاں میرے سے
کہا۔ کہ منظر سری نگر ڈاک لے کر جاتا ہے۔ منظر نے پہلے اسلئے نہ مانا
تھا۔ اس نے کہا کہ منظر کو ایک پچاس روپیہ ماہوار ملیگا۔ اور نیز
پھیر اسفر خرچہ پندراں روپے ملیگا۔ اور کہا یہ اسلام کا کام ہے
اس کوشش سے کشمیر پاکستان کے ساتھ جائیگا۔ منظر غریب تھا
منظر مجبور ہوا۔ اور منظر نے یہ کام کرنا منظور کیا۔ اس پر اس نے منظر کو
ایک لفافہ دیا اور کہا کہ وہ منظر کو سرینگر لے جانا ہے جو خواجہ علی شاہ
ملزم حاضر عدالت کے گھر لے جانا ہے۔ منظر نے اس سے کہا کہ منظر
خواجہ علی شاہ کا گھر نہیں جانتا ہے نہ خواجہ علی شاہ کو جانتا ہے
اس نے منظر کو خواجہ علی شاہ کا حلیہ دکھایا اور اس کے مکان کا
پتہ بھی دیا۔ وہ خواجہ علی شاہ ملزم اس وقت حاضر عدالت ہے
اور اس وقت پیچھے ملزمان کے dock میں بیٹھے ہیں۔ منظر وہ
چیٹھی لے کر رات کو گھر واپس آیا۔ اور دوسرے دن منظر سری نگر
روانہ ہوا۔ اور امیرا کدل اڈہ پر پہنچا۔ وہاں منظر نے ایک دو
مزدور راہگذر سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ علی شاہ کا مکان
نمائش کے پیچھے ہے۔ پھر منظر خواجہ علی شاہ ملزم کے مکان پر پہنچا۔
اس وقت خواجہ علی شاہ ملزم وہاں باغ میں ٹہل رہے تھے۔ منظر
نے ان کو حلیہ کے مطابق پہچان لیا۔ اور ان کو سلام کیا۔ خواجہ
صاحب نے میرے سے پوچھا۔ کہ منظر کدھر سے آیا ہے اور کیوں
آیا ہے۔ منظر نے کہا۔ کہ منظر موری میدان سے سجاول خان کی

مثل عدالت صفحہ نمبر

طرف سے آیا ہے۔ اور خواجہ علی شاہ کے پاس آیا ہے۔ مظہر نے پوچھا
کہ یہی خواجہ علی شاہ ہوگا یا نہیں۔ خواجہ صاحب نے اس پر کہا کہ
یہی خواجہ علی شاہ ہے۔ مظہر نہ گھبرائے مسٹر لطیف اس پر اعتراض
کرتا ہے) مظہر نے اس پر چٹھی نکالی احسان کو دیدی۔ پھر مظہر کو
اس نے برآمدہ پر بٹھایا۔ اور خود اندر تشریف لے گئے (اس وقت
کونسل استغاثہ نے درخواست پیش کی اور نقولات بیان پولیس
گواہ پٹیشنر کو مہیا کئے۔ اور ایک نقل بیان عدالت میں پیش کیا)
تھوڑی ہی دیر کے بعد خواجہ علی شاہ اندر سے باہر آگئے۔ اور مظہر
کو لفافہ دیدیا۔ کہ وہ مظہر سجادل خان کے پاس لے جائے۔ مظہر وہ
لے کر گیا۔ اور سجادل خان کو دیدیا۔ مظہر نے کل آٹھ پھیرے خواجہ
علی شاہ ملزم کے گھر کئے۔ اور آٹھویں پھیرے میں وہاں سے چٹھیاں
لائیں اور یہاں سے لے لیں۔ جو خواجہ علی شاہ ملزم کے گھر لائیں
اور اس سے جواب لینا رہا۔ اور آٹھویں پھیرے کی چٹھی واپس لی
اس وقت مظہر کو یہاں معلوم ہوا۔ کہ خواجہ علی شاہ کو گرفتار کیا گیا ہے
اسلئے مظہر نے اس پھیرے کی چٹھی واپس لی۔ مظہر نے یہ کام کل ۵
ماہ تقریباً کیا ہے۔ مظہر نے آٹھویں پھیرے کی وہ چٹھی واپس لی
اور سجادل خان کو واپس دی۔ اس نے پوچھا۔ کہ کیوں واپس لایا ہے
مظہر نے جواب دیا کہ خواجہ علی شاہ گرفتار ہوا ہے اسلئے چٹھی
لے آیا ہے۔ اس پر سجادل خان نے مظہر کو کہا۔ کہ مظہر گھر جا کر بیٹھے
اور جب وہ اطلاع بھیجدیگا پھر آنا۔ اس کے بعد مظہر گھر آیا۔ مظہر

نقل عدالت صفحہ نمبر

تین ماہ اس کے بعد گھر بیٹھا۔ مگر اس اس عرصہ میں کوئی اطلاع نہ آئی۔
اور اس کے بعد راستے بند ہوئے۔ اس کے بعد بہار میں راجولی پھر میرے
پاس آیا اور کہا کہ مظہر کو سجاول خان بلا رہا ہے۔ مظہر اس پر اس کے
ہمراہ موری میدان سجاول خان کے پاس گیا۔ وہاں سجاول خان نے
میرے سے کہا کہ مظہر کو پھر سرینگر چٹھی لیکر جانا ہے۔ اور کہا کہ مظہر کو سرینگر
ماؤزلے شماری کے دفتر پر جانا ہے۔ وہاں غلام محی الدین زرگر ہے اس کو
وہ چٹھی دینا ہے۔ مظہر نے اس سے کہا کہ مظہر اسے نہیں پہچانتا ہے۔ مظہر کس
طرح جائیگا اور کس جگہ جائیگا۔ اس نے کہا کہ ان کا دفتر شیر گڑھی کے پاس
ہے۔ مظہر وہاں چلا گیا اور ایک لفافہ غلام محی الدین زرگر کے لئے دیا مظہر
نے وہ لفافہ لیا اور سرینگر آکر ماؤزلے شماری کے دفتر کا پتہ پوچھتے پوچھتے
اس دفتر پہنچا۔ وہاں اس وقت ایک نفر تھا اس نے میری دریافت پر
کہا کہ غلام محی الدین زرگر وہاں نہیں ہے وہ شام کو آئیگا۔ اس پر مظہر
وہاں شام کو گیا۔ وہاں اس وقت مظہر کو غلام محی الدین زرگر ملا۔ اور
مظہر نے اس کو لفافہ دیا۔ رات کو مظہر وہاں ہی ماؤزلے شماری کے دفتر
پر رہا۔ دوسرے روز صبح ہاتھ منہ دھوکر مظہر نے نماز پڑھی۔ میرے
قسم کرایا گیا اور قرآن شریف کا قسم کرایا تھا۔ کہ مظہر یہ راز کسی سے
نہ کہے۔ غلام محی الدین زرگر نے اس کے بعد مظہر کو ایک لفافہ سجاول خان
کے لئے دیا۔ وہ غلام محی الدین زرگر اس وقت ملزم حاضر عدالت ہے
مظہر وہ لفافہ لیکر واپس موری میدان گیا۔ اور وہ سجاول خان کو دیا
اس کے بعد سجاول خان نے میرے سے کہا کہ مظہر کو اب اسلام آباد

مثل عدالت صفحہ نمبر

جاتا ہے اور سری نگر بھی اور اسلام آباد بھی جاتا ہے۔ ایک چٹھی غلام محی الدین ملزم کے پاس پہنچا ہے اور دوسری چٹھی بیگم محمد افضل بیگ کے پاس اسلام آباد پہنچانا ہے۔ منظر نے وہ دونوں چٹھیاں وہاں سے لائیں اور منظر ان کو لے کر گھر آیا۔ اس کے بعد چھ یوم منظر گھر پر رہا۔ اور پھر سری نگر محاذ رائے شماری کے دفتر پر آیا۔ اور وہاں غلام محی الدین زرگر کو اس کی چٹھی دی۔ منظر نے غلام محی الدین زرگر سے کہا کہ منظر کو اسلام آباد جانا ہے کیا جواب دیگا اس نے کہا کہ منظر وہاں سے آئے پھر جواب دیگا۔ اس کے بعد منظر اسلام آباد گیا۔ وہاں منظر پوچھتے پوچھتے مینا بلڈ کے آگے پہنچا۔ اور مرزا محمد افضل بیگ ملزم کے مکان پر پہنچا۔ وہاں ایک چھوٹا لڑکا تھا۔ اس سے منظر نے کہا کہ منظر کو مرزا محمد افضل بیگ کے گھر جانا ہے منظر کو اس کا گھر دکھا دے۔ وہ میرے ساتھ آیا۔ اور اس کے گھر گیا وہاں منظر نے کہا کہ بیگم صاحبہ افضل بیگ کو میری اطلاع دیجا دے۔ وہ لڑکا گیا اور بیگم صاحبہ برانڈہ پر آگئی جہاں منظر کھڑا تھا۔ اور میرے سے دریافت کیا کہ منظر کہاں سے آیا ہے۔ منظر نے کہا کہ منظر سجاول خان نے موری میدان سے چٹھی لے کر آیا ہے اور منظر نے وہ چٹھی بیگم صاحبہ کو دیدی۔ منظر کو اس نے وہاں بیٹھک میں بٹھایا۔ خود وہ اندر گئی۔ اور منظر کو ٹھہرنے کو کہا۔ تھوڑے وقت کے بعد ایک آدمی آیا۔ وہ آدمی مرزا غلام قادر بیگ تھا۔ اور مرزا غلام قادر بیگ اس وقت ملزم حاضر عدالت ہے۔ مرزا غلام قادر بیگ منظر کو اپنے گھر لے گیا۔ منظر رات کو اس کے گھر رہا۔ صبح منظر کو مرزا غلام قادر بیگ نے ایک

مثل عدالت صفحہ نمبر

لفافہ دیا۔ اور کہا کہ وہ سجاول خان کے پاس منظر لیجاوے۔ اور آئیندہ کہا کہ ڈاک وہاں ہی منظر لایا کرے۔ جو اس کے پاس ہی لانا چاہیے منظر پھر سری نگر دفتر محاذ رائے شماری پر آیا۔ وہاں غلام محی الدین زرگر ملزم نے منظر کو جواب دیا۔ اور منظر ان دو چٹھیوں کو موریٹی میدان سجاول خان کے پاس لے گیا۔ منظر نے کل سری نگر پانچ پھیرے اور انت ناگ چار پھیرے کئے۔ منظر ادھر سے ان پھیروں میں لفافے سجاول خان سے لاتا رہا۔ اور یہاں سے لفافے اس کے پاس لیجاتا رہا خواجہ علی شاہ کے پھیرے کئے بعد منظر غلام محی الدین زرگر کے پاس اور انت ناگ لفافے لیتا رہا۔ انت ناگ غلام قادر بیگ کے پاس لیجاتا رہا۔ آخری پھیرے سے پہلا پھیرا پر جب منظر آیا اس وقت سجاول خان نے میرے سے کہا تھا کہ جواب لے آئے۔ اور زبانی غلام قادر بیگ سے منظر کو جو اس نے چٹھی میں لکھا ہے اس کا جواب دیا جاوے۔ منظر نے غلام قادر بیگ سے کہا کہ جواب طلب کیا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اگلا پھیرہ میں جواب آپ کو دیا جاویگا۔ آخری پھیرہ پر جب منظر آیا اس وقت غلام قادر بیگ ملزم والا لفافہ ایک کپڑے کے تھیلہ میں تھا۔ اس پر مہریں لگی تھیں۔ منظر ان کو شناخت کر سکتا ہے۔ وہ وہی لفافہ ہے جو اس وقت منظر کو دکھایا جا رہا ہے۔ جو منظر سجاول خان سے غلام قادر بیگ ملزم کے لئے لے آیا تھا (اس لفافہ پر EXP. 22 پی لکھ کر لگایا گیا ہے) اس پر بیگم نظام الدین لکھا تھا۔ منظر نے یہ لفافہ غلام قادر بیگ ملزم حاضر عدالت کو دے دیا۔ صبح دوسرے

[illegible]

مثل عدالت صفحہ نمبر

روز مرزا غلام قادر بیگ نے اسی لفافہ میں اپنا جواب مظہر کو دیا اور
دو لفافے دیئے۔ ایک ہی لفافہ واپس دیا۔ اور دوسرا لفافہ دیا جب
مظہر کو یہ واپس دیا گیا۔ اس وقت اسی EXP. 22/a پر بیگم نظام الدین
کاٹا گیا تھا۔ اور دوسری طرف نیازی صاحب لکھا گیا تھا۔ غلام قادر
بیگ نے کہا کہ یہ لفافہ واپس سجاول خان کو دینا ہے۔ اس میں وہ
جواب ہے جو اس نے طلب کیا تھا۔ اس نے مرزا محمد [illegible] بیگ کا
جواب طلب کیا تھا۔ وہ اس نے اس میں دیا ہے (مسٹر لطیف اس
حصہ کے [illegible] بیان پر اعتراض کرتا ہے کہ یہ ناقابل ادخال شہادت
ہے۔ اس نے کہا کہ دوسرا جواب اس روز نہیں ملیگا۔ وہ عبدالعزیز
حکیم کا ہے، وہ سری نگر ہے وہاں نہیں ہے وہ غلام محمد [illegible] پہ بھیج
اسلئے وہ جواب اس روز نہیں مل سکتا ہے۔ مظہر یہ لفافے لے کر سرینگر
پہنچا۔ اور امیرا کدل پہنچا۔ اور [illegible] مجاور لائے شماری پر غلام محی الدین
زرگر کے پاس جواب لانے جانے لگا تھا۔ اور مظہر [illegible] ہسپتال روڈ پر
پہنچا، وہاں مظہر کھڑا ایک مزدور کے ساتھ بات کرتا تھا۔ اتنے [illegible]
پولیس آگئی اور مظہر کو پکڑا اور میری تلاشی لی۔ میری تلاشی سے دونوں
لفافے نکلے جو پولیس نے ضبط کیے۔ اس وقت اندھیرا تھا، پولیس اس
وقت کچھ کاغذ بنا رہی تھی۔ لفافہ EXP 22/a لفافہ EXP 22/b لفافہ
EXP. 22/c جو اس وقت مظہر کو دکھائے جا رہے ہیں۔ ان کو مظہر
شناخت کرتا ہے۔ یہی وہ لفافے ہیں (مسٹر لطیف کہتا ہے کہ مسٹر
گواہ نے دو لفافے EXP 22/a سے نکالے۔ مسٹر کول بھی اسکی

مثل عدالت صفحہ نمبر

تائید کرنا ہے۔ ایک لفافہ تھیلا میں تھا اور دوسرا باہر تھا) ان لفافوں سے چٹھیاں EXP. 22/G ، EXP 22/E اور EXP. 22/F

موجودہ عدالت اس وقت برآمد ہوئیں۔ وہ چٹھیاں ایسی ہی تھیں جو اس وقت مظہر کو دکھائی جا رہی ہیں "بیگم نظام الدین" مرزا غلام قادر بیگ کا نام تھا۔ خان صاحب جس لفافہ پر لکھا ہے وہ سجاول خان کا نام ہے۔ اس کا فرضی نام "خان صاحب" "نیازی صاحب" سجاول خان کے افسر ملک خان محمد خان کا کوڈ نام ہے۔

اس وقت حسب استدعائے مسٹر لطیف وکیل ملزمان و حسب رضامندی کونسل استغاثہ نصف گھنٹہ کے لئے Break کیا گیا۔ اس کے بعد گواہ کا بیان resume کیا جائیگا۔ اور گواہ پر جرح شروع ہوگی۔

نصف گھنٹہ کے break کے بعد گواہ کا بیان resume کیا گیا۔)

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ملزمان بیان کیا۔ کہ مظہر کو اڈہ پر سپیشل سٹاف کے پولیس نے پکڑا تھا۔ ان کے ساتھ اس وقت ان کا افسر شیخ غلام قادر تھا، وہ مظہر کو اس سے قبل نہیں جانتا تھا نہ مظہر اس کو جانتا تھا۔ ریڈ کے دنوں مظہر اپنے گھر بلہ کوٹ تھا، وہاں قبائلی بلہ کوٹ کے گاؤں پر نہیں آئے تھے۔ وہ ادھر ادھر سڑک سے چلتے تھے۔ یاد نہیں ہے کہ وہ کس گاؤں میں ٹھہرے تھے یا نہیں بلہ کوٹ میں نہیں ٹھہرے تھے۔ نامبلہ سے بلہ کوٹ تک 5 و 2 میل کا فاصلہ ہے

مثل عدالت [illegible] نمبر

بعد میں ناصیا کے اوپر دھنسہ انڈین ملٹری کا مورچہ لگا تھا۔ دھنسہ بلگر
میں ہے۔ منظر مورچہ کے دنوں اپنے گاؤں میں ہی تھا۔ تب منظر نہ
اوپر لے نہ نیچے والے گھر میں تھا۔ ایک کے گھر میں تھا [illegible] پر
پر کے گھر میں نہ معہ عیال رہا۔ اس کے باپ کا نام رحیم بٹ
ہے۔ میرا باپ زندہ ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ میری کس قدر
زمین ہے۔ میرا باپ زمینداری کرتا ہے۔ میری شادی بلہ کوٹ
میں ہی حبیب پرے ولد رحمان پرے کے ہاں ہوئی ہے۔ منظر کو
معلوم نہیں ہے کہ سپیشل شاف کو میری اطلاع کس نے دی تھی
منظر سوپور بارہمولہ کے اڈہ پر پکڑا گیا۔ وہاں اور بھی راستے ہیں
منظر نہیں جانتا کہ وہ کس کس طرف کو جاتے ہیں۔ منظر ہری سنگھ
ہائی سٹریٹ کو نہیں جانتا ہے۔ منظر گاندھی پارک بھی نہیں جانتا
ہے۔ منظر کو سڑک پر ایک طرف پکڑا گیا جو سڑک کے ساتھ ہی ہے
وہ پٹڑی دیوار کے اندر ہے۔ منظر دیوار کے باہر تھا۔ وہ دیوار
لاریوں کے احاطہ کی ہے اس وقت دوپہر کا وقت تھا۔ وہاں [illegible]
پندرہ آدمی اس وقت تھے۔ کچھ پولیس والے اور کچھ اڈہ کے تھے۔
منظر کو معلوم نہیں ہے کہ کون تھا۔ پولیس [illegible] وردی میں تھے۔ پولیس
والے پانچ چھ آدمی تھے انہیں شیخ غلام قادر بھی تھا۔ منظر کو یاد نہیں ہے
کہ اس نے اس وقت وردی پہنی تھی یا نہیں۔ منظر سب انسپکٹر کو
نہیں جانتا ہے کہ ان میں کوئی سب انسپکٹر تھا یا نہیں۔ اس وقت
گواہ کہتا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے ان کا سر چکراتا ہے۔ اور

شل عدالت صفحہ نمبر

سینہ میں درد ہے اور یہ اس وقت بیٹھ کے بھی بیان نہیں دے سکتا ہے۔ عدالت اس کے بیٹھنے کے لئے کرسی رکھنے کے لئے حکم دینے کو تیار تھی۔ مگر گواہ کہتا ہے کہ وہ بیٹھ کے بھی اس وقت بیان دینے کے قابل نہیں ہے۔ اس کو درد ہو رہی ہے۔ گواہ کہتا ہے کہ وہ آج بیان دینے کے قابل ہی نہیں ہے۔ لہذا اس گواہ کا بیان اس کی صحت کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے کل تک ملتوی رکھا جاتا ہے)

تحریر الصدر
دستخط مسٹر این کے ملک صاحب مجسٹریٹ

CONTINUED

باقرار صالح ۔۔۔ دافعہ ۶ ۵۹ ۳

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ملزمان بیان کیا۔ کہ آج میرے سر میں درد نہیں ہے نہ چھاتی میں درد ہے۔ مظہر آج ٹھیک ہے۔ کھڑا بھی رہ سکتا ہے۔ مظہر زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا ہے اور نہ مظہر بیان کھڑا ہو کر دے سکتا ہے (وکیل استغاثہ کی استدعا پر گواہ کو کرسی پر بیٹھنے کی اجازت دی گئی تھی اور کرسی پر بیٹھ کے بیان دینے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس وقت گواہ کے مذکورہ بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے حسب اصرار ملزمان کرسی اٹھائی گئی۔ اور ۔۔۔ رکھی گئی ۔۔۔ وقت گواہ کو اس کی صحت کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے بیٹھنے کی ضرورت پڑے گی اس وقت اسے کرسی دی جاوے گی۔ اور کرسی پر

مثل عدالت صفحہ نمبر

بیٹھ کر بیان دینے کی اجازت دیجاویگی۔ گواہ کو ایسا سمجھایا گیا۔ کونسل استغاثہ کہتا ہے کہ گواہ کل ٹھیک نہیں تھا اور کمزور دکھائی دیتا ہے اس لیئے اس نے اس کو کرسی دینے کی استدعا کی تھی۔ چونکہ گواہ کہتا ہے کہ یہ آج ٹھیک ہے اور بیان دینے کے قابل ہے اسلئے اس کا بیان لیا گیا۔ ویسے گواہ صورت سے بھی بیان دینے کے قابل دکھائی دیتا ہے)

جب مظہر کو پکڑا گیا، مظہر کو شاف میں لیا گیا۔ اس وقت اندھیرا ہوا تھا، وقت مظہر نہیں کہہ سکتا کہ کیا تھا۔ مظہر گھنٹہ نہیں جانتا۔ شام کے بعد شفق سے ذرا پہلے کا واقعہ ہے۔ اندھیرا ہوا تھا۔ مظہر کو شاف میں گارڈ میں لیا گیا۔ وہ ان کی گاڑی اس وقت وہاں ہی پٹڑی پر کھڑی تھی، مظہر کو خیال نہیں ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہی یا ان کے بعد وہاں آئی تھی جس جگہ مظہر کو پکڑا گیا اس وقت وہ گاڑی سڑک کے ساتھ تھی۔ درمیان میں نالی تھی۔ میرے سے وہ گاڑی دو تین گز پر تھی مظہر کو یاد نہیں ہے کہ اس گاڑی کا فرنٹ اس وقت کس طرف کو تھا۔ مظہر کو ہر وقت پاس ساتھ ہوتا تھا۔ اور پکڑے جانے کے روز بھی میرے ساتھ پاس تھا۔ میرا پاس بھی پولیس میں بند ہے اور میری تلاشی سے اس وقت نکلا ہے۔ میرا وہی پاس پہلے سے ہی تھا۔ اس سے قبل جب مظہر آیا تب بھی میرے پاس pass تھا۔ وہ پاس چیک پوسٹ پر چیک ہوتا تھا۔ اس پر وہاں دستخط نہیں پڑتے تھے۔ مظہر وہاں تب دس پندراں روز سپیشل سٹاف نہیں رہا۔ مظہر کو تب ان دنوں وہاں سٹاف میں پولیس نے بند رکھا گیا۔ دو تین روز میرے

مثل عدالت صفحہ نمبر

پوچھ پاچھ کرتے رہے اس کے بعد میرا بیان لیا گیا۔ اس عرصہ میں منظر کو دو دفعہ عدالت میں لیا گیا۔ دو چار یوم میرے سے پوچھ پاچھ کیا گیا۔ اور دس پندراں روز کے بعد منظر کو ضمانت پر چھوڑ دیا گیا۔

سوال۔ ان دو چار یوم کے پوچھ پاچھ کے بعد آپ کے مطابق پولیس میں آپ کا بیان لیا گیا۔ بقیہ ایام دس یوم میں کیا پولیس آپ سے پوچھتی رہی یا نہیں۔

جواب۔ ان بقیہ دس ایام پولیس نے میرے سے پوچھ پاچھ نہ کی۔ میرے سے دو تین ایام میں شیخ غلام قادر صاحب پوچھ پاچھ کرتے رہے۔
جس روز منظر کو وہاں لے گئے اس رات کو میرے سے پوچھ پاچھ سٹاف میں نہ کی گئی دوسرے روز دن نکلنے کے بعد میرے سے وہاں پوچھ پاچھ کی گئی رات کو منظر سٹاف میں ایک کمرے میں رہا۔ جو دوسرا کمرہ تھا وہ بیان دینے والا کمرہ نہ تھا۔ منظر رات کو اندر کمرہ میں اکیلا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ خبر نہیں ہے کہ باہر پہرہ تھا یا نہیں صبح بابت رفع حاجات گیا میرے ساتھ سپاہی وہاں گیا۔ سٹاف کے پیچھے ٹٹی ہے وہاں باغ جیسا ہے وہاں ہی منظر بابت رفع حاجت گیا۔ وہ سب جہاں ہے ڈھکی جگہ ہے۔ کمرہ کے اندر سے پیچھے دوسرا راستہ ہے وہاں پیچھے باغ نہیں ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ ٹٹی کو بھی باغ تھانہ کا حصہ ہے یا نہیں یا سٹاف کا ہے منظر نے تب چائے نہ پی۔ دن نکلنے سے دوپہر تک میرے سے پوچھ پاچھ کی گئی دوپہر کے بعد نہیں پوچھا گیا۔ منظر کو وہاں رکھا گیا اور منظر اپنے کمرے میں اس کے بعد گیا۔ اس روز منظر نے روٹی کھائی۔ ایک ہوٹل والا

شل عدالت صفحہ نمبر

دڑکا منظر کو کھانا لے کر آیا۔ رات کو میرے سے کچھ نہ پوچھا گیا۔ رات کو منظر وہاں ہی کمرے میں رہا۔ پیشاب کرنے بھی منظر باغ کے راستہ جاتا رہا۔ دوسرے روز بھی دن لگنے پر میرے سے پوچھ پاچھ دوپہر تک کی گئی جو شیخ غلام قادر ہی کرتا رہا۔ اس کے ساتھ تب ایک تھانیدار بھی تھا۔ منظر اس کو نہیں جانتا ہے منظر عطا اللہ بیگ کو اس سے قبل نہ جانتا تھا وہ تھا منظر کو علم نہیں۔ تیسرے روز بھی میرے سے دن لگنے سے دوپہر تک پوچھا گیا۔ منظر اس رات کو بھی اس کمرے میں رہا جہاں پہلے رہا تھا۔ رات کو میرے سے دوسرے روز کچھ نہ پوچھا گیا۔ اس کے بعد چوتھے روز بھی میرے سے دن لگنے سے دوپہر تک پوچھا گیا۔ وقت منظر نہیں جانتا ہے۔ منظر گھڑی کا حساب نہیں جانتا ہے آفتاب طلوع ہونے کے بعد لیتے تھے۔ نماز سویرے پڑھتا ہے نماز کے بعد آفتاب نکلنے کے بعد منظر کو بابت پوچھ پاچھ لیتے تھے زمینداری حساب سے اس کو صبح سے لیکر دوپہر کے وقت تک کیلئے ہیں۔ اس روز بھی وہی سب انسپکٹر شیخ غلام قادر کے ساتھ تھا اور پہلے والے راستہ سے ہی منظر بابت پیشاب و رفع حاجت وغیرہ جاتا تھا۔ میرا بیان وہ ان ایام میں نہیں لکھتے رہے۔ پانچویں روز میرا بیان لکھا گیا۔ اس روز بھی میرے سے آفتاب طلوع کے وقت پوچھا گیا۔ اور دوپہر کے وقت وہ اس روز چلے گئے۔ میرا بیان پانچویں یوم کے بعد وہ اس عرصہ میں تحریر کرتے رہے۔ منظر نے ان ایام میں اپنے رشتہ داروں کو اطلاع نہ دی۔ منظر کو پکڑا گیا تھا

مثل عدالت صفحہ نمبر

مظہر بند تھا۔ مظہر کو دن یاد نہیں ہے۔ جب مظہر کو پکڑا گیا جیٹھ تب تھا۔ مظہر نے اس بیان پر اپنا دستخط نہ کیا۔ میرا بیان شیخ غلام قادر صاحب پوچھتا رہا۔ اور ایک پنڈت تھانیدار لکھتا رہا۔ مظہر کو اس کا نام پتہ نہیں ہے نہ مظہر اس تھانیدار کو شناخت کر سکتا ہے بیان لکھنے والا وہی تھانیدار تھا جو اس سے قبل ایام میں موجود رہتا تھا مظہر نے پہلے ہی روز سے واقعہ ان کو بتانا شروع کیا۔ چونکہ واقعہ سچا تھا میرے سے چار یوم پوچھتے رہے۔ میرے سے کم کم فی یوم پوچھتے رہتے اور مظہر تھوڑا تھوڑا بتاتا رہا۔ پانچویں یوم بیان لکھنے کے بعد میرا بیان بھی چھٹے روز بھی لکھا گیا۔ گویا میرا بیان دو یوم لکھا گیا۔ چھٹے یوم بھی دن لگنے سے دوپہر تک میرا بیان لکھا گیا۔ مظہر نے اس روز بھی اپنے بیان پر دستخط نہ کیا۔ اس روز میرا بیان ختم ہوا چھٹے روز بھی اسی سب انسپکٹر نے میرا بیان لکھا تھا۔ مظہر پانچویں اور چھٹے دن رات کو بھی اس کمرے میں رہا۔ اس کے بعد دو چار یوم مظہر اس کمرے میں وہاں رہا اس کے بعد مظہر کو ضمانت پر چھوڑ دیا گیا۔ ان ١١ یوم کے بعد مظہر کو چھوڑ دیا گیا؟ ضمانت میرے باپ نے دی تھی۔ میرے باپ کو پتہ لگا تھا۔ وہ بارہ تیرہ یوم کے بعد آیا تھا۔ اس سے قبل مظہر کو ایک دفعہ عدالت میں لیا گیا تھا۔ اور درمیان میں ایک دفعہ لیا گیا جس روز مظہر کو پکڑا گیا۔ اس کے دوسرے روز مظہر کو مجسٹریٹ صاحب کے پاس لیا گیا جس روز مظہر کو پکڑا گیا اس روز رات کو مظہر کو مجسٹریٹ صاحب کے پاس نہیں لیا گیا۔ پکڑے جانے کے دوسرے روز

۴ ھ ضمانت پیش کی۔ مظہر کو گرفتار کئے دو یا تین روز ہوئے مظہر کو چھوڑ دیا

مثل عدالت صفحہ نمبر

شام کو منظہر کو مجسٹریٹ صاحب کے پاس لیا گیا جو اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پاس لیا گیا صاحب افسر جس عدالت ہذا دہ نہ تھے منظہر نہیں کہہ سکتا وہ وہی تھے یا نہیں جن کے پاس منظہر نے بیان دیا ہے۔ تب ان کے گھر گئے۔ منظہر کو خبر نہیں ہے کہ کہاں لے گئے منظہر اجنبی تھا۔ منظہر کو کہا گیا۔ کہ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پاس جانا ہے اس کے چھ سات یوم کے بعد منظہر کو پھر لیا گیا۔ منظہر کو یاد نہیں ہے کہ اس وقت میرا بیان پولیس لکھا گیا تھا یا نہیں۔ جب منظہر کو دوسری دفعہ لیا گیا میرے باپ نے کسی سے میرا پتہ لگایا ہوگا۔ منظہر نے اس سے نہیں پوچھا وہ میرے تلاش میں آیا ہوگا۔ وہ ان سات یوم میرے ساتھ اندر نہ تھا نہ وہاں میرے ساتھ کوئی اور ان ایام میں تھا میرے باپ کے ساتھ کالو چوکیدار تھا۔ جس نے تصدیق ضمانت کی تھی۔ میرا باپ اس کالو چوکیدار کو ساتھ لایا تھا۔ وہ کالو چوکیدار تھا جل کا ہے۔ ضمانت پیش ہونے سے قبل منظہر اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پیش ہوا تھا۔ جو چند یوم قبل پیش ہوا تھا۔ اندازہ یوم کا نہیں بتا سکتا ہے۔ وہ اے۔ ڈی۔ ایم بوڑھا سا تھا جس کے پاس منظہر نے وعدہ معافی کی درخواست دی وہ دوسرا تھا پہلے والا نہیں تھا۔ میرا انگوٹھا ضمانت پر لیا گیا۔ جو شاف پر لیا گیا۔ منظہر دستخط نہیں کرتا ہے نہ منظہر دستخط کر سکتا ہے۔ ضمانت کے بعد سیدھا گھر گیا۔ منظہر کو رقم ضمانت یاد نہیں ہے نہ رقم مچلکہ یاد ہے جو منظہر نے دیا ہے اس کے بعد بھی منظہر کو شاف پر لایا گیا۔ جو اس کے

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۰۸

چھ سات ماہ کے بعد لایا گیا۔ وہاں مظہر نے پھر بیان دیا جو ایک دو یوم آیا۔ وہ بھی لکھا گیا۔ اس پر مظہر نے دستخط نہ کیا۔ وہ میرا بیان شیخ غلام قادر صاحب نے لیا اور تھانیدار نے لکھا۔ یاد نہیں ہے کہ وہ تھانیدار پہلے بیان والا یا دوسرا تھا۔ مظہر کو تب ایک سپاہی وہاں بلانے آیا تھا۔ وہ سپاہی سٹاف کا تھا اس کا نام مظہر نہیں جانتا ہے نہ خبر ہے وہ پنڈت یا مسلمان تھا۔ تاریخ بھی یاد نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ شیخ غلام قادر مظہر کو بلاتا ہے۔ کیونکہ مظہر نے اس وقت دوسرا پاس لیا۔ وہ میرا دوسرا پاس گھر پر رہا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر نے دوسرا پاس کس ماہ میں لیا تھا۔ سال سمت یاد نہیں ہے کہ کون تھا۔ چھوڑنے کے ایک ماہ اندر مظہر نے وہ دوسرا پاس لیا تھا مظہر کو یاد نہیں ہے کہ جب مظہر جہاں سے ضمانت پر گھر گیا۔ جہاں سے جلنے مظہر نے پاس لیا تھا یا نہیں۔ مظہر ضمانت پر چھوڑے جلنے سے اس کے بعد پولیس میں بلانے تک سرینگر درمیان میں نہ آیا۔ مظہر نے پاس اوڑی تھانہ سے نکالا تھا۔ تھا جل میرے سے نصف میل ہوگا۔

(اس وقت جب انڈ علے مسٹر لطیف break کیا گیا۔ وہ کہتا ہے کہ اس کو Documents کو دیکھنا ہے۔ اس کے بعد گواہ کا بیان پھر سے Resume ہوگا تقریباً نصف گھنٹہ کے بعد break کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا گیا)

مثل عدالت صفحہ نمبر

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ملزمان بیان کیا۔ کہ (اس وقت حب استدعائے مسٹر لطیف استغاثہ نے پاس پیش کیا) یہی وہ میلر پاس ہے وہ اس وقت میرے سے ضبط کیا گیا۔ اس پاس پر EXP. 3 لگایا گیا۔ مسٹر لطیف کی استدعا پر استغاثہ نے ڈائری بھی پیش کیا۔ اس کو میرے سے ضبط کیا گیا ہے یا نہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے۔ مظہر کو ڈایری کا کچھ یاد نہیں ہے (گواہ نے ڈایری کو دیکھا) یہ میری ڈایری ہے۔ اس پر EXP. 4 لگایا گیا۔ یہ مظہر نے دوسرے سے لکھوایا ہے مظہر خود نہیں لکھ سکتا ہے (۲ جنوری کا اندراج مسٹر لطیف نے گواہ کو دکھایا) مظہر خود پورا نہیں لکھ سکتا ہے۔ مظہر جیسے وغیرہ پڑھ سکتا ہے جو معمولی پڑھ سکتا ہے۔ مظہر ڈایری پر ۲۰ اور ۳ جنوری بیر دار پڑھ سکتا ہے۔ مظہر نے ایک ٹانسہ معمولی پڑھا ہے۔ جب مظہر کو دوسری دفعہ بابت بیان بلایا گیا۔ مظہر اس رات کو سٹاف میں نہ رہا۔ ایک ہوٹل میں رہا۔ نام نہیں جانتا ہے وہ ہوٹل مالیمہ بازار میں ہے۔ جب مظہر کو عدالت میں لیا گیا۔ تب مظہر کو لال چوک کے پیچھے لیا گیا۔ لال چوک کے پیچھے مالیماں سے وہاں امیرا کدل کے دو پل ہیں پل کے اس پار مالیمہ بازار میں وہ ہوٹل ہے جو عدالت کے سامنے ہے۔ مظہر نے پولیس میں دوسری دفعہ یہاں ایک دو یوم رہا۔ اور میرا بیان دونوں یوم لکھا گیا۔ رات کو مظہر ہوٹل میں رہا اور وہاں دوسرے روز دن لگتے گیا۔ مظہر کانسٹیبل کے ہمراہ ویرسے سٹاف پر پہنچا۔ میرا بیان اس روز نہ لیا گیا۔ اب

مثل عدالت صفحہ نمبر

بوقت دیگر ہم وہاں پہنچے تھے۔ مظہر شام سے ذرا پہلے واپس گیا۔ اور مظہر کو شیخ صاحب نے دوسرے روز آنے کا کہا دوسرے روز مظہر دن نکلنے کے بعد گیا۔ دوسرے تک میرا بیان رکھا گیا۔ اور مظہر کو روٹی کھانے جانے کا کہا گیا۔ مظہر دوسرے ہوٹل میں تب کھانے گیا وہ ہوٹل پتہ نہیں ہے کہ کدھر ہے اور کس بازار کی طرف تھا۔ البتہ امرا کدل میں ہی تھا۔ اس کے بعد مظہر بوقت پیشی سٹاف پایا گیا تھا۔ پھر اس وقت میرا بیان نہ لیا گیا۔ اور دوسرے روز آنے کا کہا گیا۔ مظہر رات کو ہوٹل میں گیا یاد نہیں ہے کہ کس ہوٹل میں رات کو رہا۔ یاد نہیں ہے کہ وہ دوپہر کھانا کھانے والا ہوٹل تھا یا کوئی اور جب مظہر پہلے رات کو رہا یہ تب والا ہوٹل نہ تھا۔ مظہر نہیں کہہ سکتا۔ کہ ہوٹل عدالت کے پاس تھا یا نہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر نے تب ہوٹل میں کتنے پیسے دئے تھے۔ پیشی کے بعد مظہر اس روز بازار میں ادھر ادھر پھرتا رہا۔ خیال نہیں ہے کہ کس بازار میں پھرتا رہا۔ مظہر کو بازاروں کا نام پتہ نہیں ہے۔ مظہر دن لگتے ہی دوسرے روز سٹاف میں گیا۔ اس روز مظہر نے بقیہ بیان دوپہر سے قبل دیا تھا۔ وہ بھی لکھا گیا وہ یہاں تھانیدار نے لکھا۔ شیخ صاحب ایس۔پی سنتا تھا۔ پہلے روز بھی تھانیدار لکھتا رہا اور شیخ غلام قادر صاحب سنتا تھا۔ یاد نہیں ہے وہ لکھنے والا سب انسپکٹر کون تھا نہ اس کا حلیہ یاد ہے۔ مظہر کو یاد ہے کہ وہ پنڈت تھا۔ مظہر اسکو شناخت نہیں کر سکتا ہے۔ اس روز مظہر کو

مثل عدالت صفحہ نمبر

عدالت میں نہیں بلایا گیا۔ میرا بیان اس دفتر میں لیا گیا۔ جس کمرہ میں
شیخ صاحب بیٹھتا ہے جہاں شیخ غلام قادر رہتا ہے۔ اس کو سپیشل
سٹاف کہتے ہیں۔ مظہر پرتاب باغ نہیں جانتا ہے نہ میرے کو وہ پرتاب
باغ کے سامنے ہے یا نہیں۔ اس سپیشل سٹاف کے ارد گرد تھانہ نہیں۔
سڑک ہے۔ اس روز بیان کے بعد مظہر کو گھر جانے کا کہا گیا۔ اور رخصت
کیا گیا۔ مظہر نے وہی بیان اس دفعہ بھی دیا جو مظہر نے پہلے دیا تھا مظہر
اس روز گھر واپس گیا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر نے اس روز بتہ کدھر
کھایا، یا کھایا نہیں۔ مظہر نے گاڑی بارہمولہ اڈہ پر کی، بوقت پیشین
مظہر گاڑی میں بارہمولہ اڈہ سے چلا۔ یاد نہیں کہ اس لاری میں تب
میرا کوئی واقف تھا یا نہیں) بارہمولہ بوقت دیگر مظہر پہنچا تھا۔ میرا
بارہمولہ میں کوئی واقف نہیں ہے مظہر وہاں کسی کو نہیں جانتا ہے اس
وقت میرے ساتھ پاس تھا۔ یہاں سے جاتے پاس کسے لئے کوئی نہیں
پوچھتا ہے۔ آگے ملٹری چیک کرتی ہے، تب سڑک پر ان دنوں کوئی
چیک نہیں کرتا تھا لگامہ سے آگے وہاں چیک پوسٹ ہے اور رکھانا
ہوتا ہے یا نہیں دیکھتے تھے۔ وہ دستخط نہیں کرتے تھے صرف تھانہ والے
میعاد ہونے پر اس پر مہر یا دستخط کرتے ہیں۔ میرے پاس pass
قدرتی تھا جو ایسا ہی تھا جو مظہر کو دکھایا جا رہا ہے۔ جب مظہر
اپنے بازار میں پاس لگا آتا تھا مظہر ان کو پاس دکھاتا تھا۔ چیک پوسٹ
والے اس پر دستخط نہیں کرتے ہیں۔ گاڑی وہاں سے چلتی ہے۔ جب
گاڑی سویرے چلتی تھی اور منشی تھانہ میں نہیں ہوتا تھا۔ تب وہاں

مثل عدالت صفحہ نمبر

کوئی دستخط نہیں کرتا تھا۔ اور اس کے آگے کوئی نہیں پوچھتا۔ مختلف میعاد پاس پر دیا جاتا تھا۔ کسی وقت دس یوم کسی وقت آٹھ یوم۔ کسی وقت ایک ماہ دیتے تھے۔ کسی وقت وہ وہاں جب نہ ہوتے تھے تب اسی طرح ہم آتے تھے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر نے یہ پاس (Exp. 3 تک مظہر نے لیا ہے۔ جب اسے پاس شروع ہوئے ہیں تب اسے مظہر نے پاس لئے ہیں۔ ریڈ کے بعد افراتفری سے پاس شروع کئے گئے۔ قبائلی جب گئے اور ملٹری اور [illegible] گئی اور امن ہوا تھانہ والے Pass دیتے رہے۔ اس سے قبل مظہر نے ایک روز pass لیا ہے۔ اور وہ لازم ہوا۔ اور مظہر نے یہ لیا۔ یاد نہیں ہے کہ میرا پہلا پاس کب گم ہوا تھا اور اس دوسرا پاس لینے سے کتنے ماہ سال یا یوم قبل کب کا لیا تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ جب راجولی میرے پاس پہلی دفعہ آیا اس وقت میرا بھی پاس تھا یا نہیں۔ مظہر کو پولیس نے تیسری دفعہ میں پکڑا تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے۔ کہ اس وقت میرے پاس Pass تھا یا نہیں جب مظہر اس سے قبل پولیس میں آیا تب میرے پاس پاس تھا۔ اور چیک پوسٹ پر دکھایا تھا۔ اس پہ میعاد ڈالا گیا تھا۔ یاد نہیں ہے کہ اس کی میعاد کس قدر تھی۔ نہ یاد ہے کہ سال تھا یا نہیں جیسا کہ مظہر کو پوچھا جاتا ہے۔ پانچ یا چھ ماہ کا بھی مظہر کو یاد نہیں ہے۔ وہ اسی طرح کا پاس تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ جب مظہر تیسری بار پولیس میں آیا تب میرے پاس پاس تھا یا نہیں مظہر تب گاڑی پر سرینگر آیا۔ ایک گاڑی تھی۔ مظہر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ نہیں جانتا ہے۔ مظہر تب گھر سے دن نکلنے پر نکلا تھا۔ دوپہر سے پہلے ہم

مثل عدالت صفحہ نمبر

لگامہ واڑی پہنچے۔ وہاں سے ہم گاڑی پر سوار ہوئے اور جہاں سری نگر میں
پیشی سے پہلے پہنچے اور سیدھے سٹی منصف صاحب میں چلے گئے۔
مظہر کو یاد نہیں ہے کہ نمبر کونسا کانسٹیبل مظہر کو بلانے آیا تھا۔
اس کانسٹیبل نے مظہر سے کہا کہ عدالت میں مظہر کو بلایا گیا ہے۔ اس نے
یہ نہ کہا تھا کہ مظہر کو یہاں رہنا ہے۔ مظہر سٹی منصف صاحب کو
اس سے قبل نہ جانتا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ سٹی منصف صاحب کے پاس
جانا ہے۔ جب وہاں پہنچے وہاں ایک اور پولیس والا تھا۔ اس کے ساتھ
کاغذات کچھ تھے وہ پولیس والا بھی ہمارے ساتھ آیا۔ اور مظہر کو سٹی منصف
کے پاس لے گئے۔ ایک سپاہی باہر رہا جس کے ساتھ کاغذات تھے وہ مظہر کو
اندر لے گیا اور مظہر کو کہا کہ سٹی منصف صاحب کے پاس پیش ہونا ہے
اس نے مظہر کو اندر پہنچایا خود باہر آیا۔ جب مظہر کو اس نے پیش کیا اس
وقت جج صاحب ایک کمرہ میں تھے وہ کمرہ نہ زیادہ بڑا نہ چھوٹا ہے
وہ عدالت کا کمرہ تھا۔ عدالت کا کٹہرہ لگا تھا۔ اس وقت صرف مظہر
اور جج صاحب اندر رہے۔ یاد نہیں ہے کہ کتنی دیر مظہر وہاں رہا۔
وکیل اندر یا باہر جانتے تھے یا نہیں۔ پولیس والے نے مظہر کو وہاں پیش کیا
اور خود چلا گیا۔ مظہر کو خیال نہیں ہے کہ کاغذات وہاں رکھے یا ساتھ لے
وہاں اسی طرح مظہر جج صاحب کے پاس سامنے کھڑا رہا۔ مظہر نے پہلے ہی بیان
شروع نہ کیا۔ جج صاحب نے میرے سے سوال کئے اور جواب پوچھے
اور سوال و جواب کے بعد میرا بیان لیا گیا۔ وکیل استغاثہ کہتا ہے
کہ ڈیفنس نے اس بیان کو غلط کہا ہے۔ اور استغاثہ اس کو

مثل عدالت صفحہ نمبر

اس کے ساتھ اتفاق کر کے استعمال ہی نہیں کیا ہے) مسٹر لطیف کہتا ہے کہ ایسا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے) اس روز میرا تھوڑا ہی بیان ہوا۔ اس پر میرا انگوٹھا کرایا گیا یاد نہیں ہے کہ اس وقت کیا تھا جب مظہر کا بیان اس روز ہوا جج صاحب نے مظہر کو اس روز دوسرے روز آنے کی ہدایت کی مظہر کو جج صاحب، پولیس کے حوالہ نہ کیا۔ آفتاب ٹھیک طرح چڑھا تھا۔ جب مظہر دوسرے روز منصف صاحب کے پاس بابت بیان گیا اور پھر منصف صاحب نے میرا بقیہ بیان لکھنا شروع کیا تھا اس رات کو مظہر وہاں مسجد میں رہا۔ نام اس کا نہیں جانتا ... امیرا کدل میں ہی وہ مسجد ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ وہ مسجد کس طرف ہے۔ پل کے پاس) اکدھر ہے۔ دوسرے روز منصف نے میرا بقیہ بیان پیشی ... قلمبند کیا۔ مظہر نے اس پر اپنا انگوٹھا ثبت کیا تھا۔ اس روز منصف صاحب نے میرے سے کہا۔ اب جاؤ۔ میرے ساتھ پہلے روز اور دوسرے روز پولیس نہ تھی، یاد نہیں ہے کہ دوسرے روز وہاں پولیس آئی تھی یا نہیں۔ بیان دینے کے بعد مظہر سیدھا اپنے گھر گیا۔ مظہر بارہمولہ اڈہ پار سے گاڑی پر بیٹھا۔ شام کو مظہر گھر پہونچا۔ بجے مظہر نہیں بتا سکتا ہے مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ اڈہ سے اور کتنی گاڑیاں چلتی ہیں۔ ایک دن نکلنے کے وقت اور دوسری دوپہر سے قبل نکلتی ہے یاد نہیں ... کہ تیسری کس وقت نکلتی ہے نہ یاد ہے کہ تیسری نکلتی ہے یا نہیں۔ بارہمولہ سے اڈہ ی آفتاب طلوع ہونے کے وقت ایک ... اور دوسری اس کے بعد کچھ وقفہ کے جاتی ہے۔ اور پھر بوقت

نقل عدالت صفحہ نمبر

دیگر جانی ہے۔ اس کے بعد کوئی نہیں جانی ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ پہلے اور بیان کے مظہر نے رات کو کہاں کھانا کھایا تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ وہ مسجد دریا پر یا محلہ کے اندر ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ وہ عدالت کی طرف ہے یا نہیں۔ مظہر نے سٹی منصف صاحب کے پاس وہی بیان دیا۔ جو مظہر نے پولیس کو دیا تھا۔ اس کے بعد مظہر کو گرفتار کر کے لایا گیا۔ مظہر خود نہ آیا۔ یاد نہیں ہے کہ تب کتنے ماہ سٹی منصف کے بیان کو ہوئے تھے۔ البتہ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا تھا۔ جب مظہر کو پکڑ کے لایا گیا۔ اس وقت میری تلاشی ہوئی۔ میرے پاس اس وقت [illegible] ہمراہ نہ تھا ایک ہیڈ کانسٹیبل اور دو سپاہی میرے گھر تب آئے تھے۔ جب مظہر کو گرفتار کیا گیا۔ اس وقت مظہر اوپر لے گھر کی میں تھا۔ جب مظہر کو گرفتار کیا گیا تھی سے میرا اگلا گھر تقریباً ایک میل پر ہے۔ لگامہ بازار سے میرے نیچے گھر تک تین چار میل ہیں۔ درمیان میں ایک گاؤں سوپور آتا ہے میرے گاؤں کا چوکیدار حبیب چوکیدار ہے۔ نابہ کا ہی ہمارا چوکیدار ہے نمبردار علی محمد خان ہے۔ دیہہ پریزیڈنٹ ہمارا فقیر محمد ولد سعد محمد خان ہے۔ تھاجل کا نمبردار یاد نہیں ہے کہ اس کا کیا نام ہے۔ نہ یہ پریزیڈنٹ کا معلوم ہے کہ ان کا کون ہے۔ گرفتاری کے روز جب پولیس میرے پاس آئی نمبردار، چوکیدار وہاں نہ تھا۔ مظہر اس وقت گھر پر ہی تھا۔ میرا باپ وغیرہ اس وقت وہاں ہی تھے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ تب وقت کیا تھا۔ تب اس روز میرے گھر پولیس آ گئی۔ دوپہر سے ذیل تقریباً آئے ہوں گے۔ پورا یاد نہیں ہے [illegible] کاغذ نکالا اور

مثل عدالت صفحہ نمبر

اس کا مظہر پڑھنا نہیں جانتا ہے۔ مظہر کیا پڑھتا۔ مظہر سے کہا گیا۔ کہ
میرے خلاف اسپیشل جج صاحب کا وارنٹ ہے اور مظہر کو سری نگر
جانا ہے۔ لگا تک ہم پیدل آ گئے۔ لگامہ سے ہمارے گاؤں تک کس قدر
عرصہ لگتا ہے مظہر کو خیال نہیں ہے۔ لگا سے ہم بارہمولہ تک گاڑی پر آئے
مظہر کو یاد نہیں ہے کہ لگامہ کس وقت پہنچے۔ مظہر کو وقت کا یاد نہیں
ہے نہ پیشی کا خیال ہے۔ بارہمولہ ہم دیگر کے وقت پہنچے۔ ایک گاڑی
تھی۔ مظہر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ نہیں جانتا ہے۔ ہم بارہمولہ اڈہ پر
پہنچے تھوڑے عرصہ وہاں دم لیا۔ دیوار کے پیچھے بطرف سڑک ہم نے
وہاں دم لیا۔ اس کے بعد ایک جگہ آگے آ گئے۔ وہاں تھوڑا دیر گئے۔ مظہر
نہیں کہہ سکتا کہ مشرق شمال و جنوب کی طرف گئے۔ البتہ ریشی صاحب
کی سڑک کی طرف گئے۔ دم لینے والی جگہ سے وہ جگہ میل نصف میل ہو گی
صحیح یاد نہیں ہے وہ مکان چھپا تھا۔ مظہر کو وہاں رکھا گیا۔ ایک سپاہی
میرے پاس رہا۔ مظہر کو ایک طرف مکان کے نزدیک رکھا گیا۔ رات کو ہم
پھر اس مکان میں رہے۔ ہیڈ کانسٹیبل اور ایک کانسٹیبل نے کہا کہ ان کو
ایک اور ملزم لانا ہے۔ اس کا نام اس وقت انہوں نے نہ بتایا۔ اس وقت
اندھیرا ہوا تھا۔ وہ اوپر گئے یہ نظر نہ تھا کہ کدھر گئے۔ مظہر اس وقت اپنے
غم میں تھا۔ مظہر کیا کہتا کہ وہ کس طرف گئے۔ اس وقت شام کی نماز کا
وقت تھا۔ اور ابھی نماز کا وقت تھا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد شام کے
بعد وہ واپس آئے اور دوسرے ملزم کو ساتھ لے آئے۔ وہاں ایک آدمی آ
گیا۔ اس نے کہا کہ اب دیر ہوئی ہے رات کو وہاں ہی رہو۔ اور پھر ہم رات کو

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۱۶ - ۶۱۷

اس سکھ کے ہاں رہے جو ہم کو پولیس میں رکھا۔ پولیس والوں نے سکھ کا مانا۔ ہم بند تھے ہم کیا کہتے اس مکان کا صحن ہے یا نہیں ہے۔ محدود یہ دیوار ہے یا نہیں وہ مکان ڈیڑھ منزل ہے۔ اوپر مظہر نہ گیا۔ ہم پہلے منزل میں ہی رہے۔ مظہر کو خیال نہیں ہے کہ اس کا دلیز ہے یا نہیں۔ مظہر کو خیال نہیں ہے سیدھا دروازہ کمرے کے اندر جاتا ہے یا نہیں۔ یا اندر جاکر کمرے کے دروازہ آتا ہے۔ ہم درمیانی کمرے میں رہے۔ کمرے میں سے اندر سے کوئی راستہ نہیں ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ وہ کمرہ دائیں یا بائیں طرف ہے۔ یاد نہیں اس کے دائیں یا بائیں طرف کمرہ ہے یا نہیں۔ ہم دونوں کو ایک ہی کمرے میں رکھا گیا۔ سردار نے ہی کمرہ کھولا یا اور وہاں لایا۔ وہاں دری سی پڑی تھی۔ سکھ ہمارے پاس پھر نہ رہا۔ وہ پھر باہر گئے۔ ہمارا دروازہ بند کیا گیا۔ ہم اندر رہے پولیس والے بھی باہر رہے۔ اس کمرے کی نہ تھی۔ پچھلی طرف روشندان تھا اور سکھ بھتے ایک سپاہی باہر ہمارے کمرے کے تھا۔ گھڑی بھر کے بعد دروازہ کھولا گیا۔ جس قدر عرصہ ہم کو بارہ ہولے سے سردار کے اس مکان تک آنے کا لگا تھا۔ اس سپاہی نے ہمارا دروازہ کھولا تھا۔ عطاء اللہ بیگ نے اسے آواز دی (گواہ نے عطاء اللہ بیگ کا نام بتایا) اس نے سپاہی سے کہا کہ اگر اس کا لڑکا آئیگا اس کو روٹی لانے کا کہا جائے۔ سپاہی نے بہ منا اور دروازہ بند کیا۔ اس کے بعد گھڑی بھر کے اس کا لڑکا بھتہ لے کر آیا۔ اس نے دروازہ کھول کر لڑکے کو بھتہ لے کر اندر کرنے کو دیا اندر گھستا تھا یاد نہیں ہے کہ باہر کھڑا تھا یا نہیں۔ لڑکا وہاں ہی رہا۔

۴ اس وقت خفتن کا وقت تھا جب وہ بھتہ لیکر آیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۱۷ - ۶۱۸

سپاہی دروازہ پر کھڑا رہا۔ لڑکا اندر رہا۔ ایک پہر ہم کو بھتہ کھانے کو لگا۔ مظہر نہیں کہہ سکتا۔ کہ پہر کس قدر ہوتا ہے۔ مظہر کو پولیس والوں کے بھتہ کھانے کا علم نہیں ہے کھایا ہوگا۔ وہ سکھ کے ساتھ تھی تھے یاد نہیں ہے کہ وہ سپاہی پنڈت یا مسلمان ہے۔ ہیڈ کانسٹیبل پنڈت تھا جب ہم کو بھتہ دیا اور پانی وغیرہ دیا۔ اس کے بعد وہ گیا۔ اور دوسری دفعہ آیا۔ اور وہ برتن وغیرہ لے گیا۔ جو وہ دوسری دفعہ آ کر لے گیا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ عطاء اللہ بیگ کا لڑکا دوسری دفعہ کتنی دیر کے بعد آیا۔ نہ یاد ہے کہ کتنی دیر وہاں ٹھہرا گھڑی میرے پاس نہ تھی۔ جو مظہر سکینڈ، منٹ اور گھنٹہ کہہ سکوں۔ دوسری دفعہ وہ بستر ابھی ہمارے لئے لے آیا۔ برتن سنبھالے اور بستر ہمارا ڈالا اور چلا گیا۔ اس نے وہاں قلم دوات و کاغذ رکھا۔ اس کے باپ نے شاید اُسے وہ لانے کا کہا تھا۔ پولیس والے نے وہ کاغذ قلم دوات دیکھے۔ عطاء اللہ نے کہا تھا۔ کہ اُسے گھر چٹھی لکھنی ہے۔ جب ہم نے بھتہ کھایا، میرے دائیں ہاتھ کو ہتھکڑی کھولی گئی تھی۔ عطاء اللہ بیگ کو بائیں ہاتھ کو لگی تھی مظہر کو یاد نہیں ہے کہ ہتھکڑی سپاہی یا ہیڈ کانسٹیبل نے کھولی تھی قلم دوات کاغذ اس نے ہمارے پاس رکھے تھے۔ کاغذ صرف ایک ٹکڑے تھا۔ میرے سامنے سپاہی نے نہ پوچھا کہ انہیں ٹکڑے کس لئے ضرورت ہے مظہر درمیان میں پیشاب کرنے نہ نکلا۔ نہ عطاء اللہ بیگ نکلا۔

جب وہ لڑکا گیا، عطاء اللہ بیگ نے لکھنا شروع کیا۔ مظہر نے اسے کہا کہ کیا لکھتے ہو، اور کیا لکھ رہے ہو۔ اس نے کہا کہ وہ معافی کی درخواست

مثل عدالت صفحہ نمبر

لکھ رہا ہے ۔ مظہر نے اسے کہا کہ میرے پر مہربانی کرو ۔ میرا بھی لکھو سو تحت
دروازہ بند تھا - اور سپاہی باہر تھا - وہاں سے بارہمولہ اڈہ تک پیدل
آگئے ۔ بارہمولہ سے اگر ہم سیدھے عدالت میں آگئے اور ہم کو افسر
جلیس کے پاس سرینگر میں پیش کیا گیا ۔ وقت یاد نہیں ہے کہ جب
ہم اس عدالت میں پہنچے تھے ۔ مظہر نے اپنی درخواست نکالکر اور
عطاء اللہ بیگ نے نکالکر آفیسر جیل کے پیش کئے جو ہم کو لائے تھے
وہ پولیس والے اس وقت باہر تھے ۔ وہاں اور کوئی وردی والا تھا
اس کے پاس کاغذ تھے ۔ جس وقت ہم کو افسر جلیس کے روبرو پیش
کیا گیا ۔ وہاں ہم کو ہتھکڑی کھولی گئی ۔ پولیس عدالت کے باہر رہی جو
وہاں تھا ۔ جس کے ہاتھ میں کاغذ تھے وہی ہم کو اندر لے گئے ۔ درخواست
ہم نے جج صاحب کے روبرو پیش کئے ۔ زبانی کچھ نہ کہا
اس وقت پر خواست کچہری کا وقت ہوا ہے - اور گواہ
کا بیان کل پر ملتوی رکھا گیا تحریر العندر

انگوٹھا گواہ زبان سے ہے

دستخط مسٹر ابن کے ملک
حاکم جلیس

مثل عدالت صفحہ نمبر

CONTINUED

بیان گواہ استغاثہ ۴۲ باقرار صالح ۶/۵۹ ۱

زبان پرے .... سوال جرح مسٹر لطیف

ایڈووکیٹ ملزمان بیان کہ مظہر کو انسپکٹر جنرل پولیس کے پاس بھیجا لیا گیا تھا تو
مظہر نے اس کے پاس کوئی بیان دیا ہے۔ مظہر اس کو نہیں جانتا ہے۔
مظہر نے اے۔ڈی۔ ایم صاحب سری نگر کے پاس وہی بیان دیا۔ جو مظہر
نے پولیس اور سٹی منصف صاحب سری نگر کے پاس دیا تھا۔ جو خود
کہے کہ اس نے جرم کیا ہے۔ اس کو اقبال جرم کہتے ہیں۔ سٹی منصف صاحب
نے مظہر سے کہا تھا۔ کہ مظہر مجرم ہے اور مظہر اقبال جرم کرتا ہے۔ اسی
طرح اے۔ڈی۔ ایم صاحب نے بھی کہا تھا جس روز مظہر کو اے۔ڈی۔ ایم
کے پاس بھیجدیا گیا اس روز انہوں نے میرے سے نسبت اقبال جرم کہا تھا
اس روز اے۔ڈی۔ ایم صاحب نے سوال وجواب نہ کیا نہ کچھ انہیں روز
لکھا۔ اس کے بعد مظہر اور عطاء اللہ بیگ کو سب جیل میں بھیجدیا گیا۔
وہ سپیشل سٹاف سے دور ہے۔ جو میل اور نصف میل سے کم ہے۔
نصف میل سے کم ہے۔ ہم دونوں سب جیل میں رات کو رہے اس کے
چوتھے روز دونوں اے۔ڈی۔ ایم صاحب کے اکٹھے لائے گئے۔ پہلے مظہر
اندر گیا۔ کوئی تھانیدار یا کچھ تھا جس نے مظہر کو پیش کیا۔ ہم سب وہاں
گاڑی پر چلے گئے۔ اس روز اے۔ڈی۔ ایم صاحب نے سوال وجواب
میرے سے پوچھا۔ اس پر مظہر نے انگوٹھا ثبت کیا۔ اس روز بیان شروع

مثل عدالت صفحہ نمبر —

نہ گیا۔ اور کہا کہ کل بیان ہوگا۔ اس کو اس روز کچھ اور کام ہوگا۔ اگلا
روز جا پہنچنے کے بعد ہم عدالت پر گئے۔ مظہر باہر رہا اور عطا و اللہ بیگ
کو اندر لیا گیا۔ مظہر باہر عدالت کے بڑے کمرے میں رہا۔ اور اس کو اندر
کمرے میں لے گئے۔ جس وقت بس میں ہم عدالت سے واپس آئے تھے
اور سب جیل چلے گئے۔ اس سب جیل کے اندر دو وارڈ ہیں باہر کا ہم
کو معلوم نہیں ہے۔ دروازہ بند رہتا ہے۔ اس جیل میں اندر آنے کے دو
دروازے ہیں۔ ہم کو سیدھا لاتے اور لیتے تھے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ
وہاں باہر کوئی بارک ہے یا نہیں۔ دوسرے روز بھی ہم اس وقت
عدالت پر پہنچے جس وقت اگلے روز پہنچے تھے۔ مظہر اندر گیا
اور میرا بیان لیا گیا۔ اس روز میرے سے کوئی سوال و جواب نہ
کیا گیا۔ پیشی کے وقت مظہر اس کے بعد واپس گیا۔ اس کے بعد مظہر
پھر آیا۔ میرا کوئی بیان اس کے بعد نہ ہوا۔ ہم دونوں اکٹھے عدالت
لاتے تھے۔ وہاں الگ الگ کمرہ میں رکھتے تھے۔ ہم علیحدہ کبھی عدالت
میں نہیں آئے۔ اس روز اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے میرے سے کہا
کہ میری درخواست منظور کر لی گئی جس روز اے۔ ڈی۔ ایم صاحب
نے اس طرح میرے سے بتایا اس روز میرا کوئی بیان نہ لیا گیا۔ میرا انگوٹھا نشان
کرایا گیا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر نے کل کتنے انگوٹھے ثبت کئے تھے
ہم کو اس کے بعد سب جیل واپس بھیج دیا گیا۔ جو وہاں ہی بھیج دیا گیا جہاں
ہم پہلے تھے۔ وہاں مظہر عطا و اللہ بیگ اور عزیز پروانہ اسی سب
جیل میں رکھے۔ مظہر کو یاد نہیں کہ جس وقت مظہر نے اے۔ ڈی۔ ایم کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

پاس بیان دیا۔ اس وقت میرا بیان پولیس یا سٹی منصف صاحب والا
بیان ان کے پیش تھا یا نہیں۔ تب سے آج تک جب تک مظہر کو یہاں
لایا گیا، مظہر اس سب جیل میں رہا۔ مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ مظہر کو کس قدر روز
ملتا تھا مظہر کو علم نہیں ہے کہ میری کیا کلاس تھی اور عطاؤ اللہ بیگ کی
کیا کلاس تھی۔ وہاں لنگر ہے۔ مظہر الگ اپنا کھانا لنگر میں پکاتا تھا۔ عطاؤ اللہ
کو الگ انگیٹھی تھی وہ شاید کمرہ میں ہی پکاتا تھا۔ عزیز پروانہ لنگر میں پکاتا
تھا۔ ایک چولہا مظہر اور ایک عزیز پروانہ استعمال کرتا تھا۔ میرا باپ
میری ملاقات پر آیا تھا، بھائی نہ آیا۔ میرا باپ تین دفعہ آیا۔ مہینہ یاد
نہیں کہ جب جب آیا۔ میرا باپ اندھا نہیں ہے وہ خود چلتا تھا۔ اس کی
نظر کمزور نہیں ہے۔ میری شادی بالہ کوٹ میں ہوئی ہے۔ جو ہمراہ دختر
حبیب ولد رحمان پرے کے ہوئی ہے۔ میرا بھائی بھی شادی شدہ ہے۔ جو
وہ بھی بالہ کوٹ میں ہوئی ہے۔ اس کی ہمراہ دختر رحمان پرے ولد غلام پرے
شادی ہوئی ہے۔ میرے تیسرے بھائی کی دختر منور پرے ولد بکلا پرے
شادی ہوئی ہے۔ میری ماں نامبلہ کی ہے، مظہر کو اس کے باپ کا نام
یاد نہیں ہے۔ میرا کوئی ماموں نہیں ہے نہ نانی ہے وہ خاص نامبلہ رہتی
ہے۔ مظہر کو اس کے ہمسایگاں کا نام خبر نہیں ہے۔ میری شادی دس
باراں سال سے ہوئی ہے۔ میرے بھائی میرے سے قبل بیاہے گئے ہیں میری
عورت میرے سے قبل کسی کے زیر نکاح نہ تھی، مظہر نے اپنے سالے اور
سسر کے خلاف کوئی کیس نہیں کیا تھا۔ ستار پرے میرے سسر کا
کچھ نہیں لگتا ہے۔ مظہر بھی پرے ہے۔ میرا سسر میرا چچیرا بھائی بھی ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۲۱ — ۶۲۲

منظہر مطابق شرع چچیرے بھائی کی لڑکی زیر نکاح لا سکتا ہے۔ میرا
باپ جب میری ملاقات پر آتا تھا وہ منظہر سے تھوڑی دیر مل کر جاتا تھا
اس کا مقصد ہو گا۔ بھائیوں کا علم نہیں ہے ان کے پاس بھی ہوگا
میرے دو لڑکے ہیں ایک چھ سات سال کا اور دوسرا چار سال کی عمر کا ہے
میری عورت اور بچے منظہر کو ملنے نہ آئے۔ وہ میرے باپ کے پاس ہی
رہے وہ واپس ماں کے پاس نہیں گئے۔ زمین کا اندازہ میرا باپ ہی
بتا سکتا ہے۔ منظہر نہیں کر سکتا۔ میری زمین خشکی اور آبی ہے جس وقت
راج ولی میرے پاس آیا۔ منظہر اس وقت آبی زمین میں کام کرتا تھا منظہر
اس وقت پنیر باندھتا تھا۔ ساری خشکی زمین بھی ادھر ہے۔ وہاں ایک
نالہ اوپر سے آتا ہے۔ وہ نامعلوم نالہ کے پار کی طرف ہے۔ وہاں سارے
گاؤں والوں کی زمین اردگرد ہے میرے زمین کے اردگرد حبیب
ولد رحمان، اور غفار ولد مختیار ے کی زمین ہے اور گاؤں والوں کی
ہے۔ ان کے نام منظہر نہیں بتا سکتا۔ منظہر کو یاد نہیں ہے کہ اس سال ہم کو
کس قدر شالی اس زمین سے آئی۔ ہم کو باپ نے اپنی اپنی زمین بانٹ
کے دی ہے۔ میرا باپ میرے ساتھ ہے منظہر باپ کے ساتھ ہی ہے
منظہر کیا کہہ سکتا ہے کہ اس نے کس قدر زمین اپنے پاس رکھ لی ہے
منظہر کو علم نہیں ہے کہ میرے بھائیوں کو کس قدر زمین رہی ہے۔ زمین
میرے باپ کے نام ہی ابھی ہے۔ ابھی اس کے نام انتقال نہیں ہوا۔
اس جگہ میرے بھائیوں کی زمین نہیں ہے ان کی زمین اوپر ذگی میں ہے
ان کی آبی نہیں ہے۔ وہ الگ اور منظہر الگ رہتا ہے۔ وہ میرے بھائی

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۲۴۔

کٹھے رہتے ہیں۔ مظہر اور میرا باپ اکٹھے ان سے الگ رہتے ہیں۔ وہ میرے سگے بھائی ہیں۔ جب میری ضمانت میرے باپ اور کالو چوکیدار نے دی تب ضمانت پر آکر مظہر نے ان سے یہ واقعہ سنایا۔ اور کسی کو گاؤں میں نہ سنایا۔ گاؤں میں میرے پکڑے جانے کا پتہ لگ گیا تھا میرے بھائی اس وقت میرے پاس نہ آتے تھے۔ پولیس میں پہلے بیان کے بعد مظہر لگامہ آتا جاتا رہا۔ اور درمیان میں کبھی کبھی سری نگر بھی آتا تھا۔ اور مظہر نیا pass تب استعمال کرتا تھا۔ مظہر نے نئے پاس کی درخواست تھانہ میں لگامہ میں دی تھی۔ مظہر نے یہ نہیں لکھایا تھا کہ میرا پاس گم ہوا ہے۔ ایک دفعہ مظہر چچیرے بھائی کے ہمراہ سری نگر آیا جو بیمار تھا۔ اس کا نام رسول پرے ولد ولی پرے ہے۔ اس کا بھائی بھی تب ساتھ تھا۔ ہم نے اس کو سٹیٹ ہسپتال لیا مہینہ یاد نہیں ہے، تب کیا تھا، موسم برسات کا تھا۔ مظہر اسی روز واپس گھر آیا۔ وہ ہسپتال میں رہا اس کا بھائی اس کے ساتھ رہا اس کے بعد مظہر اس کی خبر پوچھنے دس بیس یوم کے بعد وہاں گیا تھا۔ اس وقت وہ ٹھیک ہوا تھا۔ مظہر واپس اس روز گیا۔ اور دوسرے روز اسے بھائی لے آیا۔ ان کو اپنا پاس تھا۔ ان دنوں میرا باپ سری نگر نہ آیا تھا۔ مظہر تب سپیشل شاف پر نہ گیا تھا۔ اور یاد نہیں کہ مظہر نے اس کے علاوہ اور کوئی پھیرا سری نگر کیا تھا یا نہیں مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر پولیس کے دوسرے بیان کے بعد سری نگر کبھی آیا یا نہیں۔ جب مظہر نے دوسرا بیان پولیس میں دیا تب خزاں کا

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۲۴

موسم تھا۔ وہرات خزاں سے پہلے آتی ہے۔ آجکل بہار ہے اس کے بعد خزاں آئیگا۔ بہار کو ہی وہرات کہتے ہیں۔ مظہر کو موسم یاد نہیں ہے۔ جب جب میرا باپ میرے پاس بابت ملاقات سب جیل میں آیا مظہر کو یاد نہیں ہے کہ جب مظہر تیسری بار سرینگر بابت بیان آیا اس سے قبل مظہر سری نگر آیا تھا یا نہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر سرینگر میں پکڑے جانے اور اس کے بعد پولیس میں بیان کے درمیان کتنی بار سری نگر آیا تھا۔ یہ بات غلط ہے کہ جب سے مظہر سے یہ چھٹیاں برآمد ہوئیں اور ضبط کیگئیں، مظہر تب سے آج تک بند ہے۔

سوال۔ کیا یہ بات درست ہے کہ جب تک آپ نے غلط بیان اور اقبال نہ دیا۔ اور دینے کا وعدہ نہ دیا تب تک آپ کو وعدہ معاف بنانے کا وعدہ نہ دیا گیا (مسٹر کول P.P. اس سوال سے ہے پر اعتراض کرتا ہے)

جواب۔ مظہر کو غلط بیان دینے کا کبھی نہیں کہا گیا۔ مظہر نے بالکل بیان سچ ہر جگہ دیا ہے۔ جہاں جہاں مظہر نے بیان دیا وہاں مظہر نے صرف سچ بیان دیا ہے۔ غلط نہیں دیا ہے۔

سشن منصف صاحب نے میرے سے کہا۔ کہ اگر مظہر اپنے اس بیان کے خلاف بیان دیگا۔ وہ میرے خلاف ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر میرا بیان جھوٹ ہوگا۔ اور اگر مظہر اس کے خلاف بیان دیگا تو بھی مظہر ملزم ہو جائیگا۔ اے۔ ڈی۔ ایم صاحب نے بھی کہا۔ کہ یہ بیان میرے خلاف ہوگا۔ اور اگر جھوٹ نکلا تو میرے خلاف ہوگا

مثل عدالت صفحہ نمبر

اور کہا کہ سچ بولنا۔ منظر نہیں کہہ سکتا خلاف کا مطلب ملزم بننے کا ہے یا نہیں خلاف کا معنی میرے خلاف ہونے کا ہے۔ جب خلاف ہوا۔ تو اس کا مطلب ملزم بننے کا ہے۔ پولیس میں دوسرا بیان دینے سے منصف صاحب کے پاس بیان دینے تک منظر نے پولیس کے بیان کا تذکرہ کسی سے نہ کیا تھا۔ نہ منظر نے کسی سے دریافت کیا تھا یا پوچھا تھا۔ ہم کوٹھے میں رہتے ہیں۔ وہاں ہمارے ہمسائیگی میں منگتا پر دار حبیب ہے، حبیب ولد رحمان پر سے کے کوٹھے میں اور ایک ہمارا کوٹھا ہے۔ اس کے دو رنصف میل سے دور کم پر دیگر کوٹھے ہیں ان کو منظر نے شمار نہیں کیا ہے کتنے ہیں۔ ہمارا کوئی بیوپاری نہیں ہے ہم نقد سودا لاتے ہیں۔ کوئی خاص دوکان مقرر نہیں ہے۔ لگامہ میں جگت رام، مدن لال، محمد جو، رسول جو، حبیب اللہ جو دوکاندار ہیں۔ ان سے بھی کبھی سودا منظر لیتا ہے۔ نہیں ہے اُن کے ساتھ منظر نے کبھی مزدوری نہیں کی ہے۔ سڑک پر منظر نے کام کیا ہے وہاں ایک سکھ ٹھیکیدار کے پاس کچھ یوم کام کیا ہے۔ اس بات کو پانچ چھ سال ہوئے ہونگے وہ سڑک کا کام نامبلہ پُل کی اس طرف تھا جو لگامہ کے ساتھ پار کی طرف ہے۔ جب راج ولی میرے پاس پہلی دفعہ آیا تب وہ میرے پاس رات کو نہ ٹھہرا، تب میرے باپ کے ساتھ اس نے کوئی بات نہ کی۔ میرا عیال تب لنگی تھا۔ منظر وہاں کام کر کے گھر رات کو جاتا تھا۔ اس روز منظر گھر نہ گیا۔ تب منظر راجولی کے ہمراہ گیا۔ منظر رات میں ہی موری میدان سے تب واپس آیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

میرے سے موری میدان تک سات میل ہے۔ راستہ میں پکیٹ آتے ہیں مگر ہم اُن سے بچ کر جاتے ہیں۔ مظہر واپسی پر وہاں سے پیدل ہی پڑا آیا۔ تبھی سے پرانے کوٹھے کی طرف آتے ہیں۔ بیچ میں نالہ ہے۔ جو پہلے پونچھ روڈ سڑک جاتا تھا۔ وہاں ہی ہمارا پرانا کوٹھہ ہے۔ سڑک کے دائیں طرف نالہ ہے جو ادھر سے جلتے دائیں طرف ہے وہ میڑیاں بالا ہے جو پونچھ والی سڑک کی دائیں طرف ہے۔ نالہ سے کراس کر کے جونڈا جاتے ہیں اور سرحدی دار ڈی پہنچتے ہیں۔ اسی طرف سے موری میدان جلتے ہیں۔ ہیں آگے دائیں میدان آتا ہے۔ اس کے آگے موری میدان ہے۔ ہمارا پرانا کوٹھہ بھی بلہ کوٹ میں ہی ہے۔ پرانے کوٹھے کا مطلب میرا مکان ہے جس میں ہم سردیوں میں رہتے ہیں۔ تب میرے باپ یا کسی نے واپسی پر نہ پوچھا کہ مظہر کہاں گیا تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ تب عید ہوئی تھی یا ہونے والی تھی۔ اس وقت شالی ابھی نہیں تھی نہ ابھی بیج بویا تھا۔ ابھی گوبر وغیرہ تب ڈالتے تھے یاد نہیں ہے کہ اس وقت مظہر نے ڈالا تھا یا نہیں۔ مظہر نے یوں ہی یہ ڈاڑھی رکھی تھی۔ معمولی طور اس کو مظہر دیکھتا تھا۔ اس سے قبل مظہر کوئی ڈاڑھی نہ لی تھی۔ جب مظہر کو پکڑا گیا اس وقت میرے باپ کو اس راز کا پتہ لگا۔ اور میری عورت اور گاؤں والوں کو اس راز کا علم ہوا ہے۔ میرے سے کوئی نہیں پوچھتا تھا کہ مظہر کدھر جاتا ہے اور مظہر کیا کرتا ہے۔ جب مظہر کبھی چار کبھی تین کبھی دو یوم گھر سے باہر رہتا تھا اور جاتا تھا میرے بھائیوں کو بھی اس بات کا کوئی پتہ نہ تھا

مثل عدالت صفحہ نمبر ۳

منظر بھی اس بات کو مخفی رکھنا چاہتا تھا۔ منظر اس کام سے قبل زمینداری کرتا تھا۔ دو چار یوم مزدوری پر جاتا تھا۔ اور کچھ روپیہ کماتا تھا۔ سردیوں میں منظر گھر پہ ہی ہوتا تھا۔ تب وہاں برف ہوتی ہے کام نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جب منظر ضمانت پر گھر آیا۔ اس کے بعد پولیس نے میرے گھر میرے پر کوئی پہرہ نہیں رکھا تھا۔ میرا ضمانت والا کیس ہی کیس ہے دوسرے بیان پولیس کے بعد آج منصف صاحب کے پاس بیان دینے تک بھی منظر کو گھر پر پولیس کا پہرہ نہیں تھا۔ جب منظر دوسرا بیان پولیس دینے آیا ان دنوں ہمارا ڈیرہ اگلی میں تھا۔

اس وقت حسب استدعائے مسٹر لطیف وکلا ترجمان و رضامندی کونسل استغاثہ نصف گھنٹہ کے لئے Break کیا گیا۔ مسٹر لطیف کہتا ہے کہ گرمی کی وجہ سے زیادہ کام مسلسل نہیں کیا جا سکتا۔ Break کے بعد گواہ کا بیان اور اس پر جرح Resume ہونگے۔

نصف گھنٹہ کے Break کے بعد گواہ کا بیان۔ دوبارہ Resume کیا گیا

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ترجمان بیان کیا کہ ہمارا تحصیل پریذیڈنٹ سربلند خان ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ وہ ایم ایل اے ہے یا نہیں۔ وہ راجہ افضل خان کا بھائی ہے۔ راجہ افضل خان اسمبلی ممبر ہے۔ جبہ خان اس کے بھائی کو منظر جانتا ہے۔ اس کا نام زبردست خان ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ سربلند جنگلات کا ملازم تھا یا نہیں

مثل عدالت صفحہ نمبر ۱۴

منظر کو نامبلہ کے فارسٹ ریسٹ ہاؤس کا علم نہیں ہے۔ میری دو زمینوں
کے درمیان کوئی گاؤں نہیں ہے۔ وہ ایک ہی گاؤں بلکوٹ تک
ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ اس علاقہ میں لوہاراں کا کوئی قتل ہوا تھا یا
نہیں۔ منظر کو اس معاملہ میں وہاں سپیشل شاٹ کے آنے کا علم نہیں
ہے۔ بلکوٹ میں کسی لوہار کو نہیں مارا گیا نہ وہاں کوئی لوہار قتل ہوا۔
وہاں ہمارے گاؤں تحصیلدار نہیں آتا ہے۔ پٹواری ہے۔ اس کا نام
منظر کو علم نہیں ہے۔ جب میرے پاس راجولی آیا۔ ان دنوں مہدہ میر
گانشٹ موڑا کا وہاں پٹواری تھا۔ درمیان میں اس کے بعد ایک پنڈت
پٹواری آیا۔ آج کل کا پتہ نہیں ہے کہ کون ہے۔ وہ پنڈت میرے بیان
پولیس دینے سے قبل آیا تھا، عرصہ یاد نہیں ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے
کہ اس نے پہلی گرداوری کی تھی۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ مہدہ میر گانشٹ
موڑا کی شادی اوڑی میں ہے یا نہیں۔ منظر سربلند خان کے پاس
کبھی نہیں گیا ہے نہ وہ کبھی میرے پاس آیا ہے نہ میرے باپ نے
اس کے پاس کوئی درخواست دی ہے۔ منگتا پرے کو پولیس نے
کبھی نہ پکڑا۔ اس کو نہ کبھی تھانہ میں لایا گیا۔ وہ صرف زمینداری
کرتا ہے اور کوئی کام نہیں کرتا ہے۔ سربلند، افضل اور حبیب ہمارے
گاؤں میں نہیں رہتا ہے۔ غلام نبی ہنڈو ساکنہ نلہ داری کو منظر
اس طرح جانتا ہے۔ وہ ڈرائیور ہے۔ خبر نہیں اس کی سرینگر میں
کوئی رشتہ داری ہے یا نہیں۔ منظر نے اسے پانچ چھ سال سے نہیں
دیکھا ہے۔ منظر نے پولیس میں پہلے بیان کے بعد راج ولی کو کوئی اطلاع

مثل عدالت صفحہ نمبر

نہ بھیجدی کہ اب میرے پاس نہیں آنا چاہیئے۔ کیونکہ منظر کو پکڑا گیا ہے وہ بھی اس کے بعد کبھی میرے پاس نہ آیا۔ چٹھیاں منظر کو راجہ سربلند خان نے نہیں دی تھیں۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ اوڑی میں کوئی بم پھٹا تھا یا نہیں۔ چورنڈا اس طرف ہے درمیان میں نالہ چلتا ہے نالہ Cease Fire Line کے درمیان ہے۔ چورنڈا پہاڑ ہے اگر ہمارے گھر صبح سویرے آدمی نکلے تو آفتاب طلوع ہونے سے ذرا قبل آدمی چورنڈہ پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد نالہ کراس کر کے دوسرا علاقہ شروع ہوتا ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ وہ چورنڈا والا راستہ سب کو نہیں پتہ یا نہیں۔ نہ علم ہے کہ ملٹری والوں کو اس کا علم ہے یا نہیں۔ منظر کو کوئی اور راستہ پار جانے کا پتہ نہیں ہے۔ جب جب منظر وہاں گیا یا وہاں سے آیا منظر نے آتے یا جاتے کسی کو نہیں دیکھا تھا منظر کو علم نہیں ہے کہ وہ راجولی آجکل زندہ ہے یا گذر گیا ہے۔ نہ پولیس میں اپنا بیان دینے کے بعد کا علم ہے۔ سجاول خان کی نسبت بھی منظر کو علم نہیں ہے کہ وہ اب زندہ ہے یا مر گیا ہے۔ میرے دوسرے بیان کے بعد جب گاؤں والوں اور میرے باپ وغیرہ کو اس بات کا پتہ لگا کہ منظر نے پار اس کی نسبت اطلاع دینے کی کوشش نہ کی۔ منظر کو ایک دفعہ غلطی ہوئی پکڑا گیا۔ منظر دوسری دفعہ کس طرح پھر سے اس طرح کی غلطی کرتا منظر نے راجولی کو دھوکہ دیکر یہاں لانے کی کوشش نہ کی تاکہ منظر اسے یہاں لا کر پکڑواتا اور گورنمنٹ کی مدد کرتا۔ منظر اپنی زمینداری کے ساتھ لگا۔ منظر اب طرف کیا کرتا۔ منظر کو ان باتوں کی طرف خیال ہی

مثل عدالت صفحہ نمبر ۲۲۰

نہ رہا۔ مظہر کو ایکدفعہ پکڑا گیا۔ مظہر کیوں دوسری دفعہ ایسا کرتا۔ مظہر زمیندار پیشہ تھا۔ مظہر کو کیا پتہ تھا میرے ایسا کرنے سے گورنمنٹ کو فائدہ ملیگا۔ مظہر نے پہلا بیان اپنا پولیس میں دیکر دوسرا پھر تھانہ میں جا کر راج دلی کا نہیں بتایا نہ اس کا واقعہ سنایا۔ جب مظہر نے پولیس میں پہلا بیان دیا مظہر کو پولیس نے اس وقت کوئی جرم کرنے کو نہ بتایا۔ نہ دوسرے بیان تک لیکن پولیس نے مجھ سے ایسا کہا۔ مظہر نے پولیس میں نہ کہا مظہر نے جو ایک دفعہ بیان دیا ہے اب مجھ سے دوسرا بیان کیوں لیا جا رہا ہے نہ پولیس نے مجھ سے ایسا کہا۔ چھونڈہ میں بہت کوٹھے ہیں وہاں گوجر رہتے ہیں۔ مظہر کو ان کے جرگہ یا نمبردار اور چوہدری کا علم نہیں ہے نہ علم ہے کہ وہاں کوئی کشمیری رہتا ہے یا نہیں۔ مظہر رات کے وقت گیا تھا۔ اسلئے مظہر نے اس بات کا خیال نہ رکھا کہ ایسا نہ ان کو پتہ مت لگ جائے۔ مظہر وہاں کا اندازہ نہیں لگا سکتا کہ کل وہاں کتنے کوٹھے ہیں۔ مظہر اس سے قبل کبھی چھونڈہ کی طرف نہیں گیا ہے۔ مظہر کو اس سے قبل پتہ تھا کہ موری میدان یہ ہے۔ ریڈ سے قبل اس میں ہم علی آباد کام کرتے تھے۔ اور ہم تب وہاں موری میدان کے گاؤں سے کام کرنے جاتے تھے۔ اس موری میدان گاؤں میں دس تیس کوٹھے ہونگے۔ سمجاول خان وہاں ایک گوجر کے گھر میں رہتا تھا۔ اس گوجر کا نام مظہر کو علم نہیں ہے نہ مظہر نے اس کا نام دریافت کرنے کی کوشش کی نہ اس نے مظہر کو اس کا نام بتایا راجولی کے گھر مظہر کبھی نہیں رہا ہے نہ اس کے گھر کبھی ہفتہ یا چلے

نقل عدالت صفحہ نمبر ۱۱

بی ہے۔ راجولی کے گاؤں میں بھی دس بیس کوٹھے ہونگے۔ اس کے
مکان میں مظہر کبھی نہیں گیا ہے نہ ریڈ سے قبل یا بعد میں گیا ہے۔ نہ وہ
مظہر کو اپنے گھر کبھی لے گیا ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس کے اس پار
کوئی رشتہ دار ہیں یا نہیں۔ میرا اس کے ساتھ کوئی کاروبار نہیں ہے
سڑک پر علی آباد کے کام پر سے اسے جانتا ہے۔ ہم دونوں مزدور رہتے
اور ایک دوسرے سے بات چیت کرتے تھے خاص دوستانہ نہ تھا۔
دن کو اکٹھے کام کرتے تھے اور رات کو ڈیرہ اکٹھے تھا۔ ڈیرہ ہمارا
علی آباد تھا۔ وہ ڈیرہ مزدوروں نے بنایا تھا۔ اور شام کو مزدور
وہاں اکٹھے ہوتے تھے۔ ہمارے گاؤں کے بہت سارے آدمی تب
وہاں کام کرتے تھے۔ نام کسی کا یاد نہیں ہے۔ جو میرے گاؤں کے
وہاں ہمارے ساتھ تب کام کرتے تھے۔ موہڑی میدان سے اگر آدمی
صبح سویرے نکلے تو دوپہر کے وقت علی آباد پہنچ جائیگا۔ راجولی کے
گاؤں سے بھی یہی وقت لگیگا۔ ہمارا میٹ ان دنوں بلہ کوٹ کا اسمٰعیل
بیگ تھا وہ وہاں کا ہی اصلی باشندہ ہے۔ آجکل وہ ریاڑ میں ہی پار
گیا ہے۔ اس کا کوٹھا ہے جو اس کے بھائی حفیظ اللہ بیگ کے پاس
ہے۔ وہ صرف زمینداری اس کا بھائی کرتا ہے۔ حفیظ اللہ بیگ
میرے پرانے کوٹھے سے ڈیڑھ میل دو میل دور رہتا ہے۔ اور نکی سے
تین ساڑھے تین میل ہے۔ بلہ کوٹ بڑا گاؤں ہے جو دو تین میل
سے زیادہ پر ہے۔ حفیظ اللہ بیگ کے ساتھ میرا آنا جانا نہیں ہے
نہ مظہر بیان کے بعد اس سے ملا۔ حفیظ اللہ بیگ کی بانڈے پار کے

نقل عدالت صفحہ نمبر

- علاقہ کے علاقہ میں شادی ہوئی ہے۔ میرے گاؤں کا محمد اسمٰعیل بیگ پار گیا ہے اور یاد نہیں ہے کہ کوئی اور گیا ہے یا نہیں اور اس کے علاوہ کوئی ہمارے گاؤں کا پار نہیں گیا ہے۔ ریڈ سے قبل تقریباً ایک سال منظر نے علی آباد کام کیا ہے۔ ریڈ کے سال ہی منظر شروع سے ہی گھر بلہ کوٹ تھا۔ ریڈ سے قبل منظر خزاں میں وہاں سے مزدوری ختم کر کے گھر آتا تھا۔ اسی خزاں کے بعد سے راجولی کی منظر کو اس کے پاس آنے تک کوئی اطلاع نہ آئی تھی نہ کوئی آمد و رفت تھی نہ کوئی کاروباری یا کوئی اور تعلق یا سلسلہ میرا اس روز سے قبل اس کے ساتھ تھا۔ میرا اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے نہ وہ میرے کسی رشتہ دار کا رشتہ دار ہے۔ بلہ کوٹ وغیرہ میں اس کی کوئی زمین نہیں ہے۔ دوسرا بیان پولیس میں دینے کے بعد بھی پولیس نے میرے سے راجولی کو گرفتار کرنے میں امداد دینے کا نہ کہا۔ میرے گھر کبھی تلاشی ابھی تک نہیں لی گئی ہے جب پولیس نے میرا بیان پہلے لیا ان ایام میں میرے گھر کی تلاشی پولیس نے لی۔ میرے ہمراہ آج تک پولیس موقعہ پر نہیں گئی ہے نہ پولیس نے میرے سے ایسا کہا۔ نہ منظر نے پولیس کو بتایا نہ منظر موقعہ دکھائیگا۔ منظر بلا سوچ یہ نہیں جانتا ہے کہ کدھر ہے۔ یونیار رستہ میں آتا ہے۔ منظر نے یونیار کبھی سڑک پر کام نہیں کیا ہے۔ یہ مزدوری کی ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ منظر نے علی آباد میں کتنے ماہ کام کیا تھا۔ یہ بھی یاد نہیں ہے کہ منظر تب کس قدر رقم لے آیا تھا ٹھیکیدار ایک محمد جو تھا۔ خبر نہیں ہے کہ وہ کدھر کا تھا۔ منظر اندر کی

مثل عدالت صفحہ نمبر

میں کسی مقدمہ کے سلسلہ میں عدالت میں نہیں گیا ہے۔ سبحان ولد
احمد ساکن پلر کوٹ کے خلاف منظر نے کوئی مقدمہ یا استغاثہ نہیں
کیا ہے۔ منظر کو اس مقدمہ کا علم نہیں ہے۔ ستار پورے ولد شمہ پر
پر منظر نے کوئی مقدمہ نہ کیا تھا نہ منظر پر ایسے کسی مقدمہ میں حاضر ہا نہ کی
ضرورت ہے۔ ہاشم علی نامی کا میرا رشتہ دار ہے اور میرا ماسٹر ہے
خبر نہیں ہے کہ وہ پہلے پولیس میں تھا یا نہیں۔ اس کے باپ کا نام منظر
کو معلوم نہیں ہے۔ منظر کو خبر نہیں ہے کہ وہ پولیس میں کانسٹیبل تھا۔
اور پھر ڈسمس ہوا۔ منظر کو اس کا علم ہی نہیں ہے کہ ہاشم علی کا اپنے
مکان میں رہتا ہے۔ خبر نہیں ہے کہ اس کے آس پاس کس کا مکان ہے
جو میرے نانے کا مکان تھا۔ اس ہاشم علی کا مکان بھی ہے۔ منظر کو
علم نہیں ہے کہ وہ وہاں کانسٹیبل کانفرنس میں گیا ہے۔ فیروز خان کو منظر
نہیں جانتا ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ اسمٰعیل بیگ عطا واللہ کا کیا
لگتا ہے۔ منظر کو گرفتار کرتے وقت ہتھکڑی لگائی گئی تھی۔ بازار
میں سب نے منظر کو دیکھا ہوگا۔ تب میرے ہمراہ بھائی ... کوئی ایکامہ
تک نہ آئے۔ ہاشم علی نابینا رہتا ہے وہ کس طرح آتا
اسمٰعیل بیگ یا وہ بھی کس طرح آتا۔ کالو خان چوکیدار دیا
نمبر ۱۰ ایکامہ تک ساتھ نہ آیا تھا۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ میری
جامہ تلاشی کا کاغذ سری نگر کی گرفتاری کے وقت پولیس نے لیا یا
نہیں۔ منظر کسی لالہ دین سلاسن والے کو نہیں جانتا ہے۔ منظر
کو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ سلاسن کدھر ہے اور لالہ دین کون ہے جب

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۳۴ — ۶۳۵

مظہر نے درخواست بابت معافی افسر جلیبی عدالت ہذا کے پاس پیش کی۔ سپاہی کو علم تھا کہ ہمارے پاس درخواست نہیں۔ عطاء اللہ بیگ نے سپاہی کو اس کا بتایا تھا۔ اس سپاہی کو علم ہمارے دونوں درخواستوں کا تھا۔ جب ہم گاڑی پر چڑھے اس وقت درخواست میرے پاس تھا۔ اور کانسٹیبل نے ہیڈ کانسٹیبل سے کہا تھا۔ اس نے میرے سے پوچھا کہ کیا میرے پاس درخواست ہے مظہر نے اس کو دکھائی۔ اور اس نے میری درخواست دیکھ کر واپس کی۔ عطاء اللہ بیگ اس وقت گاڑی میں سویا تھا۔ اس کی درخواست اس وقت ہیڈ کانسٹیبل نے نہیں دیکھی۔ مظہر کو یاد نہیں ہے ہمارے پیش ہونے تک ہیڈ کانسٹیبل نے عطاء اللہ بیگ کی درخواست دیکھی تھی یا نہیں۔ ہتھکڑی میرے دائیں ہاتھ اور عطاء اللہ کے بائیں ہاتھ کو لگی تھی۔ جس دوسرے پولیس افسر سے وہاں اس وقت کاغذات لئے اس کے سوا مظہر نے اور کسی پولیس افسر کو وہاں تب نہ دیکھا وہ پولیس افسر باوردی تھا۔ اس کی شاید ٹوپی تھی۔ مظہر کو صحیح خیال نہیں ہے کہ میرا پولیس والا مطلب وہی پولیس افسر ہے جس کا مظہر نے کل بتایا ہے اس پولیس افسر نے ہمارے کاغذ اس وقت اندر لے گیا۔ جج صاحب اس وقت اندر تھے۔ جیسا بتایا ہے وہ عدالت کا کمرہ بتایا۔ Retiring Room تھا۔ جس وقت ہم اندر گئے اس وقت اندر کوئی نہ تھا۔ ہم نے اندر جا کر درخواست خود جج صاحب کے اندر پیش کی۔ اس پولیس افسر نے ہم کو اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے

نقل عدالت صفحہ نمبر

پیش کیا[۳]۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ پہلے مظہر کو یا عطا و اللہ بیگ کو لیا باہر کمرہ میں ہماری ہتھکڑی کھولدی گئی اور اندر کھلا لیا گیا۔ مظہر اس پولیس افسر کو شناخت نہیں کر سکتا ہے۔ نہ مظہر کو یاد ہے کہ وہ ہندو یا مسلمان تھا۔ مظہر نے امیر اکدل میں سری نگر کہیں بم پھٹنے کا سُنا تھا۔ کہ سری نگر بم پھٹ گیا ہے۔ اس بات کو دو سوا دو سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔ جب مظہر نے ایسا سُنا اڑھائی سال ہوئے ہونگے افواہاً مظہر نے ایسا سنا تھا۔ لوگ باتیں کرتے تھے۔ مظہر نے بھی سُنا مظہر نے پولیس کے پہلے بیان کے بعد ایسا سُنا تھا۔ یاد نہیں ہے کہ کتنے عرصہ کے بعد سُنا تھا۔ یاد نہیں ہے دوسرے بیان سے قبل کس قدر عرصہ کا سنا تھا پہلے بیان کے دو تین ماہ بعد مظہر نے ایسا سنا تھا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ عبد العزیز پروانہ اسی بام کیس میں بند تھا یا نہیں مظہر نے البتہ سنا تھا کہ اس کے خلاف بام کیس ہے۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ وہ اس میں سلطانی گواہ ہے۔ مظہر نے بار ہمولہ تھانہ کے نزدیک بم پھٹنے کا نہیں سُنا تھا۔ مظہر یو۔ این۔ او والوں کو نہیں جانتا۔ ہماری طرف کوئی سفید گاڑی نہیں چلتی ہے۔ ویسے ہم سفید چھوٹے موٹر اس سڑک پر چلتے دیکھتے ہیں۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ ان کا کوئی کوارٹر ہے یا نہیں۔ تین ماہ میں مظہر نے چھ پھیرے کئے ہیں اور پانچواں پھیرا بھی ان ہی میں کیا ہے۔ ماہ یاد نہیں ہے کہ تب کیا تھا نہ سال یاد ہے کیا تھا۔ ظہر کا وقت ہوگا (گواہ نے سوچ کر یہ مہینہ بتایا۔ گواہ کہتا ہے کہ جب تک سوچا نہ جائے تب تک کس طرح یاد پڑھیگا) مظہر نے پولیس کے

۳ وہ ہیڈ کانسٹیبل اور دو سپاہی جو ہمارے ساتھ آئے تھے باہر تھے اور ہم کو باہر ہتھکڑی پہنا دی۔ اس پولیس آفیسر نے ہم کو فرداً فرداً اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پیش کیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

بیان میں ڈپٹی منصف صاحب کے پاس بائے - ڈی - ایم صاحب کے
بیان میں مہینہ نہیں بتایا تھا - البتہ موسم بتایا تھا - وہ ملازم سرکاری
مہینہ تھا - زمینداری ملازم نہ تھا - باقی دو پھیرے مظہر نے دو ماہ میں
کئے تھے - کل آٹھ پھیرے تب کئے تھے - وہ راستہ کبھی گھمر کبھی پوہ
میں بند ہوتا ہے - جو سرکاری گھمر اور پوہ ہے وہ راستہ پھاگن چیت
میں کھلتا ہے - اس سال بھی پھاگن چیت میں کھلا تھا - مظہر اس
سال راستہ کھلنے کا خاص مہینہ نہیں بتا سکتا - وہاں سارے
علاقہ میں اور نالہ میں بھی برف پڑتا ہے - مظہر کو پتہ نہیں ہے کہ
پھاگن یا چیت کے کتنے دن گزرنے پر وہ راستہ کھلتا ہے مظہر
نے اے - ڈی - ایم صاحب سے بیان کے وقت کہا تھا کہ مظہر نے
پولیس میں بھی اور ڈپٹی منصف صاحب کے پاس بیان دیا ہے - اے
ڈی - ایم صاحب نے سوال وجواب میں ڈپٹی منصف صاحب کے
بیان کا پوچھا تھا - مظہر نے کہا کہ ہاں - مظہر نے وہ بیان دیا ہے - پولیس کے
بیان کا بھی اے - ڈی - ایم صاحب نے پوچھا تھا - مظہر نے ان کے
جواب میں ہاں کہا تھا - مظہر اپنے پھیروں کی تاریخ اور دن نہیں بتا
سکتا - البتہ موسم بتا سکتا ہے - مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر کے پولیس
کے دوسرے بیان کے بعد پٹواری کس موسم میں میرے گاؤں میں آیا
تھا - نہ ڈپٹی منصف صاحب کے بیان کے بعد کا یاد ہے کہ اس کے بعد
پٹواری کس موسم میں ہمارے گاؤں میں آیا تھا - ہم اخیر پھاگن
یا چیت میں گوبر زمین میں ڈالتے ہیں - چیت میں ہم زمین کی تلبہ رانی

مثل عدالت صفحہ نمبر ۴۲۰ ــــ ۴۲۸

شروع کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم گوبر (پاہ) ڈالتے ہیں۔
اس وقت برخاست کچہری کا وقت ہونے کی وجہ سے
گواہ کا بیان کل پر ملتوی رکھا گیا۔ مسٹر لطیف اور حاضرین
کہتے ہیں کہ آج شدت کی گرمی ہے۔ تحریر الصدر

نشان انگوٹھہ زبان پڑھے گواہ

دستخط اسٹر ابن ٹی کے ملک حاکم علی ہیں

CONTINUED

بیان گواہ استغاثہ ع۸۴ باقرار صالح ۵ ۶/۵۹

زبان پڑے

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ترجمان بیان کیا۔ کہ تقریباً ۳ سال
بحکم مظہر اور عبدالعزیز پروانہ سب جیل میں رہے۔ اے۔ ڈی۔ ایم
صاحب کے پاس بیان دینے کے بعد مظہر کو سب جیل میں رکھا گیا۔ مظہر
کسی کو اس بیان کا نہ بتا دیتا۔ نہ شیخ غلام قادر بتایا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے
کہ میرے وقت میں عبدالعزیز پروانہ کتنی دفعہ عدالت میں گیا۔ ہم
سب جیل میں الگ الگ تھے۔ جب ہیڈ کانسٹیبل نے مظہر کو گھر سے
وارنٹ عدالت ہذا پر گرفتار کر کے لایا تھا۔ وہ کبھی میرے پاس
سب جیل میں نہ آیا۔ مظہر کو سب جیل میں جس جگہ درد ہوئی تھی۔ وہاں

مثل عدالت صفحہ نمبر ۲

سنٹرل جیل کا ڈاکٹر مظہر کے علاج کے لئے آیا۔ مظہر کو وہاں جو وارڈر
تھے انہوں نے کہا کہ وہ ڈاکٹر سنٹرل جیل کا تھا۔ مظہر کو علم نہیں ہے
کہ وہ سنٹرل جیل کا یا پولیس لائن کا تھا نہ مظہر نے دریافت کیا۔ البتہ
وارڈر نے مظہر سے کہا تھا کہ وہ سنٹرل جیل کا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر
دوائی مظہر کے لئے بھیجتا رہا۔ درمیان میں کبھی کبھی مظہر کو سینہ میں درد
ہوتا رہا۔ وہ دوائی لاتا رہا پھر ٹھیک ہوتا رہا۔ آج کل بھی مظہر کو کبھی کبھی
چھاتی میں درد ہوتا ہے۔ مظہر کو سفیدی کی بھی کسر ہے۔ مظہر کو اس کا
بھی علاج ہوتا رہا۔ مظہر سب جیل میں رات کو کمرے میں بند ہوتا تھا۔
مظہر کو کیا پتہ وہاں سب جیل میں وارڈر کوئی ہوتا یا نہیں۔ وہاں
آٹھ نو کمرے ہی سب جیل میں ہیں جو لنگر وغیرہ سمیت ہی ہونگے۔ مظہر
ایک درمیان والے کمرہ میں سامنے کی طرف تھا۔ سپرنٹنڈنٹ جیل کو
مظہر نے وہاں ایک دفعہ دیکھا ہے۔ جب مظہر سے پولیس پکڑے
جانے کے بعد پوچھ پاچھ کرتی رہی اس وقت چٹھیاں وہاں ہی ہوتی
رہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ جب جب مظہر نے پولیس میں بیان دیا
تب تب وہ چٹھیاں وہاں ہوتی تھیں یا نہیں۔ مظہر نے اپنے بیان کی
نقل پولیس سے نہ عدالت سے مانگی۔ جب میرے سے چٹھیاں پکڑی گئیں
مظہر نے اس وقت کسی کاغذ پر انگوٹھا نہ کیا۔ وہاں ایک سکھ تھا اور
بھی تھے۔ مظہر نے کوئی انگوٹھا یا کسی کاغذ پر اس وقت نہ کیا۔ موقعہ
پر ہی اس کا کاغذ بنایا گیا۔ جب مظہر کو وہاں سے سپیشل سٹاف میں لایا
گیا۔ اس وقت رات کو وہاں سٹاف میں کوئی کاغذ مرتب نہ

نقل عدالت صفحہ نمبر

کیا گیا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ تھانے میں کوئی رجسٹر یا کاغذ اس وقت لکھے گئے یا نہیں۔ مظہر نے کسی کاغذ یا رجسٹر وغیرہ پر وہاں انگوٹھا اس وقت نہ کیا۔ میرے پاس میرا باپ اس وقت آیا جب اس نے ضمانت دے کے مظہر کو وہاں سے لیا۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس نے کہاں سے درخواست ضمانت لکھائی تھی۔ نہ مظہر نے اس سے دریافت کیا کہ اسکو درخواست ضمانت لکھانے کے لئے کسی نے کہا تھا نہ اس نے مظہر سے بتایا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ ضمانت پر جانے کے بعد مظہر نے گھر جاکر کون خاص کام کیا تھا۔ مظہر نہیں کہہ سکتا ہے نہ دوسرے بیان پولیس کے بعد کا بھی کوئی خاص واقعہ یا کام کا مظہر کو یاد ہے یعنی منصف صاحب کے پاس بیان دینے پر مظہر نے سپیشل سٹاف کو کوئی چٹھی تحریر نہ کی کہ مظہر نے بیان دیا ہے نہ ان کو اس کی نسبت کوئی اطلاع دی۔ مظہر نے اپنے کسی رشتہ دار یا بھائی وغیرہ کو بھی نہ کہا کہ مظہر نے منصف صاحب کے پاس بیان دیا ہے۔ ایسا کہنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ پولیس میں پہلا بیان دینے سے قبل یا بعد میں عید تھی۔ مظہر بڑی عید مظہر نے گھر پر یہاں سے جانے کے بعد کی تھی۔ بڑی عید کے قبل کافی عرصہ مظہر کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ اندازہ نہیں ہے کہ کس قدر عرصہ قبل چھوڑا گیا تھا۔ نہ مظہر بیس یوم سے زاید یا کم کا یا مہینہ کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ اس بڑی عید کے تقریباً ۲ ماہ بعد مظہر نے پولیس میں دوسرا بیان دیا تھا۔ پولیس میں پہلے بیان کے چھ یا سات ماہ بعد میرا دوسرا بیان پولیس میں ہوا ہوگا۔ مظہر یکم یا دوم

مثل عدالت صفحہ نمبر

علاقہ یا الوچہ باغ نہیں جانتا ہے۔ مظہر وہاں ہمراہ پولیس نہیں گیا تھا
نہ مظہر نے وہاں بم الوچہ باغ میں نہیں رکھا تھا جس مسجد میں مظہر رات کو
رہا۔ اس مسجد پر مظہر دوبارہ ہمراہ پولیس نہ گیا تھا۔ مظہر نے لال چوک
دیکھا ہے۔ مظہر پلیڈیم سینما کو نہیں جانتا ہے۔ مظہر سینما نہیں جانتا تھا
مظہر کو یاد نہیں ہے کہ لال چوک میں کوئی جھنڈا ہے یا نہیں ہے۔ سب
جیل سے مظہر کو 9am بجے عدالت اے۔ ڈی۔ ایم میں لایا گیا۔ مظہر کو
خبر نہیں ہے کہ کس طرف سے لایا گیا۔ نہ خیال رہا۔

سوال کیا آپ کسی کے ساتھ پلیڈیم میں بم رکھنے آئے تھے؟

جواب۔ مظہر کو بم کی خبر ہی نہیں ہے نہ ایسا واقعہ ہوا ہے مظہر کے
ساتھ پروانہ نہ تھا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ عطاء اللہ بیگ بھی میرے
ساتھ نہ تھا۔ مظہر کو اس کا کوئی علم بھی نہیں ہے نہ مظہر کو خبر ہے کہ بم
کدھر اور کہاں پھٹ گئے ہیں۔

سوال کیا آپ عطاء اللہ بیگ اور عزیز پروانہ نے بم پھینکنے اور
قتل عام کرنے کا کام کیا ہے؟

جواب۔ یہ غلط ہے۔ مظہر کو اس کا علم ہی نہیں ہے نہ کبھی بم وغیرہ
کا علم ہے۔ جب جب مظہر آپ سرینگر آیا مظہر سے باپ نے کبھی نہ
پوچھا نہ مظہر سرینگر کس لئے جاتا ہے اور کیوں جاتا ہے نہ مظہر سے باپ
نے کبھی کہا۔ مظہر اس سے کبھی کبھی کہتا تھا۔ کہ مظہر کو سرینگر جانا ہے
مظہر کو وہاں کام ہے یاد نہیں ہے کہ کل کتنی دفعہ ایسا مظہر نے
باپ سے کہا تھا۔ میرے باپ کو پتہ ہی نہ تھا کہ مظہر کس کام کے لئے

مثل عدالت صفحہ نمبر

جاتا ہے - اس نے واپسی پر میرے سے کبھی نہ پوچھا کہ آیا مظہر کام کر کے
آیا ہے - مظہر ان پھیروں میں سودا وغیرہ لیتا رہا جو میرا کلرک یاد
سے اور اس پار پل کے بازار سے سودا لیتا رہا - مظہر بازاروں کے نام
نہیں جانتا ہے - پرانے یا نئے پل کے پار سودا لاتا تھا - پرانے پل یا
لال چوک کس طرف اندر سے سودا لیتا تھا - مظہر کو یاد نہیں ہے
کہ کیا کیا سودا لیا - کچھ کم و زیادہ جو گھر میں ضرورت ہوتی تھی لاتا تھا
مظہر کو یاد نہیں ہے کہ بارے مظہر نے کتنی دفعہ سودا لیا تھا - بارہمولہ
میں بھی گھر کے لئے سودا لیا ہے - وہاں بازار سے چاول لیا ہے - یاد
نہیں ہے کہ کس سے لیا اور کتنا لیا - اور بھی کچھ سودا لیا ہوگا - یاد نہیں
ہے کہ کیا لیا - اور سودا بارہمولہ سے لیا تھا - مظہر نالش کے اندر نہیں
گیا ہے نہ کبھی دیکھی ہے نہ پتہ ہے کہ نالش کدھر ہوتی ہے - وہ بارہمولہ
سوپور اڈہ سے آگے کی طرف ہے جو نصف میل سے کم فاصلہ پر ہے
اس کے سامنے سے سڑک ہے - اس کے پیچھے کی طرف کوئی سڑک
نہیں ہے - مظہر نے پولیس لائن کو نہیں دیکھا ہے - جہاں خواجہ
علی شاہ ملزم رہتا ہے اس کو گھر مل باغ کہتے ہیں - مظہر اندازہ
نہیں لگا سکتا - کہ وہ کتنا بڑا محلہ ہے - مظہر کو علم نہیں ہے کہ وہاں
کوئی پولیس چوکی ہے یا نہیں ہے - مظہر نے پولیس کو خواجہ علی شاہ
ملزم کا مکان موقعہ پر جا کر نہیں دکھایا تھا - وہاں باہر سپاہی
کے ساتھ سڑک پر ایک تھم ہے اور اس کے دائیں اور بائیں طرف
دیوار ہے جو خواجہ صاحب کے گھر جاتے سڑک کے دونوں طرف ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

وہاں اس جگہ بہت طرف سڑک جاتی ہے۔ پولیس والے کے سامنے آگے اس سڑک پر دونوں طرف دیوار نہیں اور مکانات ریلی شی ہیں۔ یاد نہیں ہے کہ کس طرف پہاڑی کے پاس سے سڑک جاتی ہے منظر نہیں کہہ سکتا کہ مشرق اور مغرب کی طرف کون کون سی سڑک جاتی ہے۔

بسوال جرح مرزا محمد افضل بیگ ملزم بیان کیا۔ کہ منظر کو تاریخ یاد نہیں ہے کہ جس روز منظر کو جموں لایا گیا نہ سرینگر سے روانہ ہونے کی تاریخ یاد ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ اس روز کونسی تاریخ تھی جس روز منظر کو جہاں پہلے روز بیان دینے آیا۔ جس روز منظر کو جہاں لاکر جج صاحب کے پیش کیا گیا۔ اس کی تاریخ یاد نہیں ہے جس روز یہاں آیا۔ اسی روز منظر کو جج صاحب کے پیش کیا گیا۔ جس روز منظر کو عدالت میں تکلیف ہوئی اس کی تاریخ بھی منظر کو یاد نہیں ہے۔ منظر کو جموں جیل میں داخل ہونے کی تاریخ یاد نہیں ہے البتہ منظر کو جس روز جج صاحب کے پیش کیا گیا اسی روز جیل میں بھیجدیا گیا۔ اس کو دس یوم کا عرصہ ہوا ہے۔ دس بیس یوم ہوئے ہونگے جب سے عطاؤاللہ بیگ میرے سے الگ ہوا ہے۔ منظر اس وقت سنٹرل جیل جموں سے آیا ہے۔ منظر وہاں ہی ان دنوں رہتا ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے جب منظر کو وہاں سے پہلی بار نکالا گیا، اس روز کیا تاریخ تھی۔ منظر سنٹرل جیل کی ڈیوڑھی سے داخل ہوتے بائیں ہاتھ درخت کے نیچے کے کمرے میں نہیں رہتا ہے

مثل عدالت

منظر کو معلوم نہیں ہے کہ وہاں باغ کدھر ہے۔ منظر کو یہاں لے لیتے ہیں اور بارک میں بند کرتے ہیں۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ وہاں بارک کے سامنے باغ ہے یا نہیں۔ جس بارک میں منظر ہے منظر کو کھڑکی سے دو درخت دکھائی دیتے ہیں۔ منظر کو ایک نفر روٹی لاتا ہے۔ حوالدار یا سپاہی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ وہ نفر قیدی ہے یا نہیں۔ منظر پولیس اور جیل کی وردی کا فرق نہیں جانتا ہے۔ میرے دو لڑکے ہیں۔ منظر کو خبر نہیں ہے کہ منظر کو خوراک کے لیے اور کس قدر رقم ملتی ہے۔ منظر کو چیزیں خوردنی وغیرہ کی ملتی ہیں۔ کپڑے جیل والے نہیں دیتے نہ اب تک کبھی دیئے ہیں صرف کمبل وغیرہ دیتے تھے لگانے والے کپڑے نہیں دیتے ہیں۔ گھر کے لیے کوئی خرچہ نہیں دیا جاتا ہے۔ منظر کو عطاء اللہ کا علم نہیں ہے۔ ہم الگ الگ رہتے ہیں۔ سرینگر میں بھی ہم الگ الگ دو کمروں میں تھے روز اٹھتے بیٹھتے الگ الگ کھاتے تھے۔ ایک دوسرے سے ملنے کی اجازت نہ تھی نہ بات چیت تھی۔ نماز بھی ہم اکٹھے نہیں پڑھتے تھے۔ منظر اپنے کمرے میں نماز ادا کرتا تھا۔ ہم چوبیس گھنٹے رات اور دن الگ الگ تھے۔ جتنی دیر منظر سرینگر جیل میں رہا وارڈر وہاں وہی دو رہے تبدیل کوئی نہ ہوا۔ ایک کا نام کاشی ناتھ ہے۔ دوسرے کا نام پتہ نہیں ہے۔ کاشی ناتھ بعد میں آیا۔ دوسرا پہلے سے ہی تھا۔ وہ ایک وارڈر اور ایک ہیڈ وارڈر ہے۔ وہاں جیل کے وہی دو ملازم ہیں اور کوئی آتا ہے

F: شہادت عدالت صفحہ نمبر

جتنی دیر مظہر وہاں رہا کل زیادہ سے زیادہ دو یا چار وہاں رہے کسی وقت پانچ بھی رہے۔ زیادہ سے زیادہ پانچ رہے۔ جو منظور اللہ بیگ، پیر عبدالغنی ملزم، عبدالعزیز بیرا، ہنگی خان۔ پانچ نفر زیادہ سے زیادہ رہے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ پانچ نفر سارے وقت کتنے عرصہ وہاں رہے۔ کبھی کوئی آیا اور کبھی گیا۔ مظہر سب کا نہیں کہہ سکتا کہ کیسے پانچ نفر کتنے عرصہ وہاں ایک وقت رہے تھے۔ مظہر شاہی گوجر کو نہیں جانتا ہے وہاں کوئی شاہی گوجر نہ تھا۔ مظہر نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔ غلام محمد ناصر کو مظہر نہیں جانتا ہے۔ اس نام کا وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ مظہر ڈیوڑھی کے سامنے سیدھے کمرے میں تھا۔ دائیں یا بائیں نہیں تھا۔ مظہر جمیل ڈاکٹر کا نام نہیں جانتا ہے۔ جو ڈاکٹر وہاں آتا تھا اس کو معاف ہوتا تھا۔ مظہر جیالال کول ڈاکٹر کو نہیں جانتا ہے۔ مظہر جگرناتھ تھانیدار کو نہیں جانتا ہے نہ مظہر کو اس کی دختر کی شادی کا علم ہے۔ نہ مظہر اس کی دختر کی شادی کے دنوں دو یوم ان کے گھر گیا تھا۔ مظہر اس کو جانتا ہی نہیں ہے۔ نہ مظہر وہاں دن کو گیا اور رات کو واپس آیا نہ دوسرے روز گیا۔ مظہر کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔ جب راجولی میرے پاس پہلی بار آیا۔ اس نے میرے سے کہا کہ وہ بھی یہ کام کرتا ہے اور مظہر کو بھی یہ کام کرنے کا کہا اور کہا کہ وہ سجاول خان کے ساتھ کام کرتا ہے مظہر بھی کرے۔ مظہر نے پہلے انکار کیا۔ مظہر پیسوں کی وجہ سے مظہر یہ کام کرنے پر آمادہ ہوا۔ مظہر غریب تھا۔ مظہر کو پتہ نہیں تھا کہ یہ خطرناک کام ہے مظہر کو خبر نہیں تھی کہ کشمیر کو پاکستان

نقل عدالت صفحہ نمبر ۶۴۳

ساتھ ملانا کیا ہوتا ہے۔ اسلئے مظہر کو علم نہ تھا کہ یہ خطرناک کام ہے یا نہیں۔ اس وقت مظہر کو پتہ ہے کہ اگر شہری پاکستان کے ساتھ جائے تو وہ خطرناک بات ہے۔ مظہر کو سمجھ میں نہ آیا۔ کہ یہ کس طرح خطرناک ہے۔ مظہر کو راجولی نے میری مرضی سے اپنے ساتھ لیا۔ جب اس نے مظہر کو لالچ دیا۔ اور کہا فائدہ ملے گا۔ مظہر غریب تھا اسلئے اس کے ساتھ گیا۔ اس وقت مظہر کو اس نے ساتھ لیا۔ اس سے قبل مظہر کو راجولی نہ ملا تھا۔ مظہر شام کے قریب گیا۔ اور خفتن کے بعد قریب نصف شب وہاں پہنچا۔ اور نصف شب کو ہی مظہر سجاول خان سے ملا۔ اور اس وقت اس کے ساتھ بات چیت کی۔ وہ کوٹھے میں تھا۔ اس وقت وہ سوئے تھے۔ وہاں بجلی نہیں ہے۔ راجولی نے اس کو آواز دی اور وہ اٹھا۔ روشنی جلائی۔ اور ہم ایک ہی کمرے میں تین آدمی بیٹھے راجولی نے اس وقت سجاول خان کو نام سے پکارا، وہ نام یاد نہیں ہے کہ وہ کوٹھہ کس گوجر کا ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ میں گوجر اور دوسرے حصہ میں سجاول خان رہتا ہے۔ مظہر کو اس گوجر کے عیال کا خبر نہیں ہے کہ کیا ہے نہ خبر ہے کہ اس کی عورت ہے یا نہیں۔ نہ اس کے بہن بھائی کا علم ہے۔ اس وقت سجاول خان قمیض اور ازار میں تھا۔ مظہر نے اس وقت اور کسی کو اس کے حصہ مکان میں نہ دیکھا۔
مظہر نے سجاول خان کو اپنا نام ولدیت اور سکونت از خود نہ بتائی۔ راجولی نے اس سے بتایا۔ مظہر نے سجاول خان سے کہا کہ میرے تنخواہ اور خرچہ کم ہے۔ جو اس نے بتایا مظہر نے وہی قبول کیا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

مظہر نے یہ نہ کہا۔ کہ اس کے علاوہ مظہر کو پوشاک بھی ملنی چاہیئے۔ ہم نے ایک دوسرے کو یقین دلایا۔ اس نے مظہر کو اور مظہر نے اس کو یقین دلایا۔ اس نے کہا کہ ہوش سے کام کرو۔ اور کسی سے یہ بات نہیں کہنی چاہیئے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ خطرناک کام ہے اور کہا کہ ہوش کرو۔ اگر پکڑے جاؤ گے مارے جاؤ گے۔ مظہر نے اس وقت یہ نہ سمجھا کہ یہ خطرناک کام ہے۔ اس نے مظہر کو چٹھی دی اور کہا کہ یہ لیبیا لے اور اس کے بعد وہ دیکھیگا۔ اور بابت ملاقات اس نے مظہر کو وہ چٹھی دی۔ اس نے کہا کہ تب تک اس کو میرا اطمینان نہیں ہوگا جب تک مظہر اس چٹھی کا جواب نہ لائے گا۔ مظہر نے اسے جواب دیا۔ کہ مظہر یہ کام پوری طرح سے اور دیانتداری سے کریگا۔ مظہر نے یہ ایک دفعہ کہا کہ مظہر دیانت کے ساتھ اور اطمینان سے کام کریگا۔ بار بار نہ کہا۔ مظہر نے نہیں کہا کہ مظہر اسلام کے اصول پر قایم رہ کر یہ کام کریگا۔ اسلام کا اصول دیانتداری کرنا ہے۔ اس وقت میرے دل میں اس کے ساتھ دغا۔ فریب یا راز افشا کرنے کا خیال نہ تھا۔ اور مظہر نے یہ نیک نیتی سے وعدہ کیا۔ دھوکہ اور فریب کی نیت سے نہ کیا۔ اور وجہ غریب پیسے کے لالچ میں آ کر کیا۔ مظہر غریب تھا۔ ہمارا مذہب ہی حکم نیک نیتی اور سچ بولنے کا دیتا ہے۔ اس وقت مظہر کو کس طرح بدنیتی کا ارادہ اٹھتا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مظہر سجاول خان سے ملکر پہلی بار یہ کام کرنے کے لئے آمادہ ہوا۔ مظہر کو علم ہے کہ مظہر آج عدالت میں حلف پر بیان دے رہا ہے اور

مثل عدالت صفحہ نمبر ۱

نیک نیتی سے بیان دے رہا ہے اور دغا اور فریب کے بغیر بیان دے رہا ہے اس واقعہ کے ۱۱/۱۲ ماہ بعد منظر محی الدین زرگر ملزم کے پاس سری نگر مہاراجہ بازار پر آیا تھا۔ جب منظر محی الدین زرگر سے دفتر شاہ کے وقت ملا منظر نے اس سے کہا کہ منظر سجاول خان سے آیا ہے اور چٹھی لیکر آیا ہے۔ اس نے میرے روبرو چٹھی کھولدی۔ اور میرے روبرو آہستہ آہستہ سے پڑھا۔ اس کے بعد منظر کو رات کو وہاں ہی ٹھہرنے کو کہا۔ وہاں اس وقت کوئی اور نہ تھا۔ اس وقت اس نے میرے ساتھ اور کوئی بات نہ کی اور کہا کہ صبح کو جواب دیگا۔ منظر رات کو وہاں ہی رہا۔ صبح منظر کو سونے پر اٹھا۔ اور سویرے اٹھا۔ اس وقت اندھیرا ہی تھا۔ غسل و وضو کے بعد منظر نے نماز دفتر پر ہی پڑھی۔ محی الدین زرگر بھی وہاں ہی تھا۔ ہم ایک ہی کمرے میں تھے۔ منظر رات کو دوسرے کمرے میں تھا۔ نماز منظر نے اس کے کمرے میں پڑھی۔ اس نے بھی نماز پڑھی۔ ہم نے الگ الگ نماز ادا کی۔

جب ہم دونوں نے نماز پڑھی محی الدین زرگر ملزم نے قرآن مجید لایا اور میرے ہاتھ میں دیا۔ اور کہا کہ ادھر کسی سے نہ کہنا۔ اور راز افشا کسی سے نہ کرنا۔ اس نے صرف یہی کہا کہ کسی سے راز نہ کہنا۔ منظر نے کہا۔ کہ منظر ادھر سے از خود کسی سے نہ کہیگا۔ منظر نے صرف کہا۔ کہ منظر اسی قرآن شریف کے از خود کسی سے نہیں کہونگا۔ منظر نے یہ نہ کہا کہ اگر منظر گرفتار ہوا تو کہدیگا، اس وقت گرفتاری کی کوئی بات ہی نہ ہوئی۔ منظر نے یہ نہ کہا کہ اگر میرے سے کسی نے دریافت کیا

مثل عدالت صفحہ نمبر

مظہر اُسے بتا دیگا۔

اس وقت حبیب اللہ علی ملزم و وکلاء ملزمان و جب رضامندی کونسل استغاثہ نصف گھنٹہ کے لئے بریک کیا گیا۔ اور اس کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا جائیگا۔ نصف گھنٹہ کے break کے بعد گواہ کا بیان پھر سے شروع ہوا۔ اور مرزا افضل بیگ ملزم نے سوالات جرح Resumed کئے

بسوال جرح مرزا محمد افضل بیگ ملزم بیان کیا۔ کہ مظہر کو خبر نہیں ہے کہ میرے وقت وہاں سے عبدالعزیز پروانہ کو کبھی عدالت میں بیان دینے کے لئے لیا گیا تھا یا نہیں۔ ہم کو ایک دوسرے کا پتہ نہیں لگتا تھا۔ ہم الگ الگ تھے۔ عبدالعزیز پروانہ نے میرے سے بیان دینے کا نہ کہا نہ کبھی کہا کہ وہ کس معاملہ گرفتار ہوا ہے۔ جیل میں عطاء اللہ بیگ بھی میرے سے الگ تھا۔ اس نے بھی جیل میں میرے نہ کہا کہ وہ کس جرم میں گرفتار ہے۔ پیر عبدالغنی ملزم سے بھی میری کوئی بات چیت نہ ہوئی نہ عبدالعزیز پروانہ سے کبھی میری بات چیت ہوئی۔ مظہر نے کسی سے جو وہاں تھے وہاں کبھی کوئی بات چیت نہ کی۔ مظہر ۵ آدمیوں میں سے تب تک کسی کو نہیں جانتا تھا نہ اس کو اس سے قبل تب تک کبھی دیکھا تھا۔ صرف گرفتاری کے روز عطاء اللہ بیگ کو بارہمولہ میں دیکھا تھا۔ مظہر کو علم نہیں تھا کہ ان پانچ آدمیوں میں سے کوئی کدھر کا رہنے والا تھا۔ منصف صاحب

نقل عدالت صفحہ نمبر

ملک شریف دین کے پاس مظہر نے جو بیان دیا وہ مظہر نے حلف پر
دیا۔ وہ بیان مظہر نے غلام محی الدین
زرگر ملزم کے پاس حلف لینے کے ۸-۹ ماہ بعد اندازاً دیا ہوگا۔ مظہر کو
علم نہیں ہے بشیر احمد، حبیب اللہ اور اسد اللہ ساکن اور ... کو
کوٹھی باغ جیل لایا گیا تھا یا نہیں (اس وقت گواہ کہتا ہے کہ عرصہ
آٹھ نو ماہ سے زاید ہوا تھا۔ جو مظہر نے اوپر بتایا ہے۔ یہ گواہ نے خود
بخود کہا) محمد صابر المعروف صابری کا مظہر کو علم نہیں ہے کہ وہ کبھی
اس سب جیل میں تھا یا نہیں۔ مظہر اس کو نہیں جانتا ہے۔ مظہر کو یاد
نہیں ہے کہ عبدالعزیز بردانہ وہاں سب جیل میں پیر عبدالغنی ملزم کے
بعد یا قبل آیا تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مینگی خان وہاں پیر عبدالغنی
سے قبل یا اس کے بعد آیا تھا۔ مینگی خان سے میری جیل میں ہی واقفیت
ہوئی ہے اور اس کو جانتا ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ عبدالعزیز بیروآن
وہاں جیل میں مینگی خان سے قبل یا اس کے بعد آیا تھا۔ مظہر نے
آج تک عدالت ہا میں عدالت ہذا کے بیان کے سمیت تین بیان
حلف پر دئے ہیں۔ اگر عدالت کے باہر کوئی حلف دے کوئی
بھی حلف آسان نہیں ہے۔ حلف سب یکساں ہے چاہے عدالت
کے اندر یا باہر کرے۔ مظہر گوربخش سنگھ ڈرائیور، شیخ غلام قادر
ڈی ایس پی اور اس کے نرنجن ناتھ ڈرائیور کو نہیں جانتا ہے۔ بلکہ مظہر
جیل کے وقت میں ان کے کپڑے نہیں دھوتا تھا نہ ان کے برتن
وغیرہ صاف کرتا تھا۔ جب مظہر اب کے یہاں اس سب جیل سے

آیا۔ اس وقت اس سب جیل میں وہاں کوئی نہ تھا۔ ملاقات ہمارا کاشی ناتھ وارڈر وہاں کراتا تھا۔ کبھی دوسرا اور کبھی کاشی ناتھ ہم کو راشن دیتا تھا۔ ان دو میں سے کوئی ایک ہم کو چٹھی وغیرہ دیتا تھا۔ یہی دو وہاں کمبل وغیرہ اور بستر وغیرہ دیئے پر تھے۔ مرزا غلام قادر بیگ ملزم کو اس روز سے قبل نہیں جانتا تھا جب اس سے میری اننت ناگ میں ملاقات ہوئی۔ مظہر اس سے قبل اننت ناگ نہیں گیا ہے اس کے بعد جتنی دیر مظہر کام کرتا رہا اتنی دیر جاتا رہا۔ گرفتار ہونے کے بعد مظہر آج تک کبھی اننت ناگ نہیں گیا ہے۔ مظہر کو اس کی خانہ تلاشی کا علم نہیں ہے نہ مظہر تب وہاں پولیس کے ہمراہ گیا تھا۔ مظہر کو آج تک پولیس نے آپ کے اور مرزا غلام قادر بیگ کے مکانات کی نشاندہی دینے کا نہیں کہا ہے نہ پولیس نے میرے سے آج تک کہا ہے کہ مظہر ان کو اس کمرے کی نشاندہی دے جس میں مظہر آپ کے گھر ٹھہرا یا اس کمرے کی جس میں غلام قادر بیگ ملزم کے گھر مظہر تب ٹھہرا۔ مظہر کو مرزا غلام قادر بیگ ملزم کے ایک ہی مکان کا پتہ ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس کا ایک سے زاید مکان ہے یا نہیں۔ مرزا غلام قادر بیگ ملزم کے مکان کسی ڈیوڑھی کے سامنے ایک مکان ہے۔ درمیان میں راستہ ہے۔ مرزا غلام قادر بیگ کے اس مکان کے ملحقہ سامنے کوئی مکان نہیں ہے۔ البتہ اگر پیچھے کی طرف ملحقہ ہو مظہر کو علم نہیں ہے۔ اس کے صحن میں اسکے مکان کے بغیر کوئی اور مکان نہیں ہے۔ اس کے مکان کا صحن

مثل عدالت صفحہ نمبر

محدود بہ دیوار ہے۔ پیچھے کی طرف کا منظر کو علم نہیں ہے جس طرف
منظر داخل ہوا وہاں سے دیوار کے اندر کوئی نظر نہیں پڑتی ہے۔
مظہر کو خبر نہیں ہے کہ آپ کے کتنے مکان ہیں مگر مظہر آپ کے ایک
مکان میں گیا۔ اس احاطہ میں اور کوئی مکان نہیں ہے۔ ایک پرانا
اور ایک نیا ہے۔ پیچھے کا پتہ نہیں وہ اس طرح کتنے ہیں۔ صحیح یاد
نہیں خواجہ علی شاہ کا حلیہ ہے نہ داڑھی نہ مونچھ سر سفید ہے اور
بوڑھا ہے اور کیا کہہ سکتا ہے (گواہ سے یہ زبانی پوچھا گیا) سجاول
خان نے میرے سے ہی ان کا حلیہ بتایا تھا۔ اس نے میرے سے
اس کے مکان کا حلیہ بھی بتایا تھا۔ عطاء اللہ بیگ جوان ہے اور
مونچھ چھوٹی چھوٹی رکھتا ہے داڑھی نہیں ہے یہی حلیہ اس کا ہے
اور کیا بتا سکتا ہے۔ شیخ غلام قادر گاندربلی موٹا ہے۔ اس کی مونچھ
اور داڑھی نہیں ہے محی الدین زرگر ملزم جوان ہے۔ داڑھی نہیں
ہے۔ مونچھ چھوٹی چھوٹی ہے۔ مظہر نے خواجہ علی شاہ ملزم کو عدالت
ہذا میں ایک دفعہ شناخت کیا۔ مظہر نے خواجہ ثناء اللہ شاہ ملزم
کو کوٹھی باغ میں نہیں دیکھا ہے نہ مظہر اس کو جانتا ہے۔ مظہر خواجہ
علی شاہ ملزم، غلام محی الدین زرگر اور غلام قادر بیگ ملزمان کو
شناخت کر سکتا تھا۔ مظہر نے ان کے ساتھ کام کیا ہے۔ غلام محی الدین
زرگر کا Whitness Complexion کی طرف ہوا ہے
خواجہ علی شاہ ملزم ذرا نرم ہوا ہے۔ اور کوئی فرق ان کے حلیہ میں نہیں
آیا ہے۔ غلام محی الدین زرگر ملزم کی جس طرح آج مونچھیں ہیں اسی طرح

اور غلام محی الدین زرگر ملزم کو بھی مظہر نے عدالت ہذا میں ایک دفعہ شناخت کیا۔ دم

مثل عدالت صفحہ نمبر

تب بھی اس کی مونچھیں تھیں۔ محی الدین زرگر کو اس وقت سارے
منہ پر مونچھ ہے جو چھوٹی ہے۔ مہریں صرف اس کپڑے کے تھیلے پر
تھیں جو میرے سے پکڑا گیا۔ اس کے علاوہ اور کسی چٹھی پر جو مظہر نے
غلام قادر بیگ ملزم کے پاس لیں مہریں نہ لگی تھیں۔ کپڑے والا صرف
وہی ایک لفافہ مظہر نے وہاں لیا تھا۔ اور کوئی کپڑے والا لفافہ نہ
لیا تھا۔ غلام محی الدین زرگر ملزم کو ایک لفافہ کپڑے کا دیا ہے۔ باقی
اس کے سب لفافے اور خواجہ علی شاہ ملزم کے سب لفافے کاغذ کے
تھے۔ اس غلام محی الدین زرگر والے کپڑا لفافہ پر بھی مہریں لگی تھیں۔
غلام محی الدین زرگر کو وہ کپڑے والا لفافہ تیسرے پھیرے کا تھا اس کے
بعد دوسرے پھیرے میں مظہر نے اننت ناگ میں کپڑے والا لفافہ
دے دیا۔ یاد نہیں ہے کہ کتنے عرصہ کے بعد محی الدین زرگر والے
کپڑے والے لفافے کے بعد دیا۔ کوئی تقریباً ایک ماہ بعد دیا ہوگا۔ ایک
ماہ سے کچھ یوم قبل یا بعد دیا تھا۔ خواجہ علی شاہ ملزم کی گرفتاری کے
۸۔ ۹ ماہ بعد مظہر نے غلام محی الدین زرگر ملزم کو وہ کپڑے والا لفافہ
دیا تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ خواجہ علی شاہ ملزم کی گرفتاری کے بعد
مظہر نے اننت ناگ میں دوسرا لفافہ کب دیا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے
کہ اننت ناگ میں آخری لفافہ دینے کے کتنے عرصہ بعد مظہر نے
خواجہ علی شاہ کو تیسرا لفافہ دیا تھا۔ خواجہ علی شاہ ملزم کو دوسرا لفافہ
دینے کے کتنے عرصہ بعد مظہر نے غلام محی الدین زرگر ملزم کو تیسرا لفافہ دیا تھا۔
مظہر کو یاد نہیں ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ خواجہ علی شاہ ملزم کو

مثل عدالت صفحہ نمبر

چوتھا لفافہ دینے کے کتنے عرصہ بعد منظہر نے اننت ناگ میں تیسرا لفافہ دیا تھا۔ منظہر کو یاد نہیں ہے کہ خواجہ علی شاہ ملزم کو چوتھا لفافہ دینے کے کتنے عرصہ بعد منظہر نے غلام محی الدین زرگر ملزم کو آخری لفافہ دیا تھا۔

سوال کیا خواجہ علی شاہ ملزم کو کسی ایک دئے ہوئے لفافہ سے اننت ناگ میں مرزا غلام قادر بیگ کو کوئی ایک لفافہ دینے تک درمیانی عرصہ آپ بتا سکتے ہیں

جواب خواجہ علی شاہ ملزم کو آخری لفافہ دینے کے ۸ - ۹ ماہ بعد منظہر نے اننت ناگ لفافہ لیا ہے۔ اس کے بعد منظہر اور کسی لفافہ کا درمیانی میعاد بتا نہیں سکتا۔ منظہر غلام محی الدین زرگر اور مرزا غلام قادر بیگ اور خواجہ علی شاہ ملزم کے لفافہ جات کے درمیانی میعاد کو فرداً فرداً ہر ایک پھیرے کا نہیں بتا سکتا ہے۔ منظہر نے صرف ایک دفعہ غلام محی الدین زرگر کو ایک لفافہ دیا۔ اس کے بعد واپس گیا۔ اس کے بعد منظہر ایک ہی بار غلام محی الدین زرگر اور مرزا غلام قادر بیگ کو ہر پھیرے میں لفافہ دیتا رہا۔ قبایلی ہمارے گاؤں میں نہیں آئے تھے۔ قبایلی چلتے تھے۔ منظہر نے ان کو لوگوں کے کپڑے وغیرہ اٹھالے لیتے دیکھا تھا۔ وہ نامیلہ سے لوٹ کرنے آئے تھے منظہر کو یاد نہیں ہے کہ قبایلی وہاں کتنے یوم رہے نہ ۱۵ - ۱۲ یوم کا منظہر کہہ سکتا ہے۔ وہ ہمارے گاؤں میں نہ آئے نہ کسی کو چھیڑا۔ منظہر کو موری میدان جاتے کبھی گئے نہ تھے تھے۔ منظہر کو یاد نہیں ہے کہ

مثل عدالت صفحہ نمبر ۱

کہ غلام محی الدین زرگر ملزم کو دوسرا خط دینے سے میرا بیان ملک شریف دین کے پاس ہونے تک کس قدر عرصہ ہوا تھا۔ مظہر کو خواجہ علی شاہ اور غلام محی الدین زرگر اور غلام قادر بیگ کے آخری چٹھیاں اور اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے بیان تک کا عرصہ یاد نہیں ہے۔ سجاول خان مظہر کو ہر ماہ روپیہ دیتا رہا۔ کچھ بقایا نہ رہا۔ وہ سفر خرچ پہلے دیتا تھا۔ ۲½ سال ۳۰ ماہ کا ہوتا ہے مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر کو کس قدر کل سفر خرچہ سجاول خان سے ملا تھا۔ نہ مظہر کو کل تنخواہ کی رقم کا یاد ہے کس قدر لیا ہے۔ مظہر تنخواہ اور سفر خرچ خود ہی خرچ کرتا رہا۔ باپ کو مظہر نے کوئی روپیہ نہ دیا۔ گھر کا خرچ وغیرہ مظہر ہی کرتا تھا۔ مظہر کو سجاول خان کے بغیر اور کوئی سفر خرچہ یا تنخواہ نہیں دیتا تھا۔ مظہر اس روپیہ میں خانگی سامان ضروریات لاتا تھا۔ میرا باپ مجھ سے نہیں پوچھتا کہ مظہر کدھر سے لاتا ہے وہ بوڑھا ہے اور کوئی کام نہیں کر سکتا ہے۔ میرے دو بڑے بھائی ہیں جو الگ رہتے ہیں مظہر خود زمینداری کرتا ہے۔ مظہر کو مقدار فصل مکی وغیرہ یاد نہیں ہے ہم کو کبھی چھ ماہ اور کبھی آٹھ ماہ کے لئے فصل آتا ہے۔ وہاں گندم نہیں بنتا ہے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ مکی اور شالی سالانہ کس قدر آتی ہے۔ مظہر کو حساب نہیں ہے کہ ہم کو سالم چھ ماہ میں مکی اور شالی کس قدر ضرورت ہے۔ شالی بیساکھ میں بونی شروع کیجاتی ہے۔ بیساکھ میں کلبہ رانی شروع ہو جاتی ہے۔ اور جیٹھ میں

مثل عدالت صفحہ نمبر

ہوتے ہیں جو شادہ (زندہ) پنڈراں پنڈراں یوم کے بعد اس کے بعد کیجاتی ہے۔ مظہر کو بلہ کوٹ اپنے گاؤں میں پولیس نے گھر پر وارنٹ پر گرفتار کیا۔ مظہر نے چھٹیاں لیکر پکڑے جانے سے اس گرفتاری تک کے عرصہ میں کسی وکیل سے مشورہ نہیں کیا ہے نہ آج تک کسی وکیل سے مظہر نے کوئی مشورہ کیا ہے۔ جب مظہر کو وارنٹ بلہ کوٹ میں دکھایا گیا مظہر کو یاد نہیں ہے کہ مظہر نے اس پر انگوٹھا کیا یا نہیں۔ مظہر سے پولیس نے کہا کہ عدالت کا وارنٹ ہے اور مظہر کو گرفتار کر کے عدالت میں لے جانا ہے جرم کا نہ کہا۔ تاریخ کا یاد نہیں ہے کہ اس وقت پولیس نے میرے سے کہا یا نہیں۔ جب عطاء اللہ بیگ درخواست لکھ رہا تھا مظہر نے اس سے کہا کہ وہ کیا لکھ رہا ہے۔ اس نے کہا درخواست معافی لکھ رہا ہوں۔ مظہر نے کہا کہ مہربانی کرو میری طرف سے بھی لکھو۔ جب مظہر پولیس والے کے ساتھ بار ہمولہ لیا تھا۔ اور پولیس دوسرے آدمی کو لانے گئی اس وقت میری دریافت پر اس پولیس والے نے میرے سے کہا تھا۔ کہ وہ بھی میرے ہی جرم کیا ملزم ہے۔ اس وقت مظہر کو پتہ لگا تھا کہ عطاء اللہ بیگ کے خلاف بھی یہی کیس ہے۔ مظہر نے عطاء اللہ بیگ سے کہا۔ کہ مظہر بھی اس مقدمہ میں ملزم ہے اور میرے پر بھی وہی جرم ہے جو اس پر ہے اور کہا کہ ایک ہی عدالت میں دونوں کو جانا ہے۔ مظہر نے اس سے نہ کہا کہ ہم دونوں پر پولیس نے یہ مقدمہ کیا ہے۔ مظہر نے اس سے کہا کہ مظہر کی بھی درخواست معافی تحریر کر کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

دے۔ مظہر غریب ہے اور بال بچہ والا ہے۔ مظہر نے زیادہ بات اس ۲
کے ساتھ اس کے علاوہ نہ کی۔ پولیس والا اس وقت باہر تھا۔ اور
دروازہ بند تھا۔ عطاء اللہ بیگ کے لڑکے کے جلنے کے بعد یہ
ہماری بات چیت ہوئی۔

اس وقت برخواست کچہری کا وقت ہے۔ اور گواہ
کا بیان بھی ملتوی رکھا گیا۔ تحریر الصدر

نشان انگوٹھہ گواہ
زبان پر سے

R.C.A.C
دستخط مسٹر ابن کے ملک
سپیشل مجسٹریٹ جموں

CONTINUED

بیان گواہ استغاثہ ۴۸ باقرار صالح ۶/۵۹ ۲
زبان پر سے

بسوال جرح مرزا محمد افضل بیگ ملزم بیان کیا۔ کہ مظہر حبہ کدل
سری نگر کا نام جانتا ہے۔ البتہ مظہر کو علم نہیں ہے کہ حبہ کدل کدھر
ہے۔ مظہر صرف امیرا کدل کے دو پل نیا اور پرانا جانتا ہے۔
مظہر سری نگر کے اور کسی پل کا نام نہیں جانتا ہے۔ مظہر منشی باغ ۳
نہیں جانتا ہے۔ مظہر کو بٹہ وارہ کے وقت نہ لیا گیا۔ جہاں لغول
آپ کے مرزا غلام قادر بیگ نے پوچھ پاچھ کیجاری تھی۔ مظہر کو

نقل عدالت صفحہ نمبر ۲

Interrogation

سوپور اڈہ پر پکڑے جانے کے بعد

Interrogation Centre پر مرزا غلام قادر بیگ کو شناخت کرنے نہ لیا گیا

نہ مظہر نے اس سنٹر پر مرزا غلام قادر بیگ کے ساتھ مشتعل باتیں

کیں نہ میرے ساتھ اس وقت وہاں کوئی انڈین فوجی افسر تھا

سوال۔ کیا مدہ سدن ہیڈ کانسٹیبل وہاں آپ کو مرزا غلام

قادر بیگ کے پاس اندر لے جاتا تھا۔

جواب۔ نہیں۔ مظہر کو وہاں مدہ سیدن ہیڈ کانسٹیبل روٹی بھی

نہیں کھلاتا تھا

سوپور اڈہ پر پکڑے جانے کے ایک دو ماہ بعد مظہر کو پھر انٹرا

گیشن سنٹر منشی باغ میں مرزا غلام قادر کے پاس نہیں لیا گیا

مظہر نے اس کے بعد مرزا غلام قادر کو دیکھا ہی نہیں نہ مظہر کو مرزا

غلام قادر بیگ نے کہا کہ مظہر کیوں بار بار اس کے پاس آتا ہے

اور وہ مظہر کو جانتا ہی نہیں ہے۔ مظہر نے مرزا غلام قادر بیگ سے

یہ نہ کہا کہ مظہر کو پولیس Intelligence والے زدوکوب

کرتے ہیں مظہر کیا کریگا۔ مظہر نے تو اس کو بعد میں دیکھا ہی نہیں ہے

انٹیلیجنس والوں نے اس وقت یہ نہیں کہا کہ مظہر ان کا تنخواہ دار

ملازم رہا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ مظہر اور کوئی یا اس علاقہ کے کسی اور

آدمی کو نہیں جانتا ہے جو بار بار ڈر کراس کرتا ہے۔ مظہر کو معلوم

نہیں ہے کہ میرے علاوہ اور کون کون یا کوئی بارڈر کراس کرتا

تھا یا نہیں۔ مظہر کو آج تک بارڈر کراس کرتے ہی کبھی پکڑا نہیں گیا ہے

نقل عدالت صفحہ نمبر

قبائلی حملے کے بعد سجاول خان کی ملاقات تک مظہر نے کبھی بیئر
تا بیئر ڈامن کو کراس نہیں کیا ہے۔ قبائلی حملے کے بعد سجاول خان سے
ملاقات تک کے عرصہ کا مظہر کو معلوم نہیں ہے کہ کوئی پار کراس
کرتا تھا نہ مظہر نے کسی کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ مظہر نے گذشتہ ماہ
صیام کی عید سے قبل ماہ صیام کی عید پر سب جیل کو بھی باغ پر
عید الفطر ملزم کے ساتھ عید کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس ماہ صیام
میں مظہر نے جیل میں کسی کے ساتھ کھانا نہ کھایا۔ مظہر الگ کھاتا تھا
جو جیل میں عید آئی تھی مظہر نے تب بھی الگ ہی کھایا۔ مظہر کو اس روز کا
علم نہیں ہے کہ اس روز کونسا دن تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے۔ کہ اس
عید پر جیل میں اور کون کون تھا۔ مظہر کو یادداشت نہیں ہے کہ
کتنی عیدیں گذری ہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ گذشتہ ماہ صیام کی عید
سے قبل ماہ صیام کی عید کب آئی تھی۔ اور اس روز اس جیل میں مظہر کے
علاوہ کون تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ وہ کون عید تھی۔ جب عطاء اللہ
بھی عید پر اس جیل میں تھا۔ البتہ جتنی دیر عطاء اللہ وہاں رہا۔ اتنی
دیر اس نے بھی عید وہاں ہی کی۔ میرے ساتھ آج تو شن پی بھی تھا
جس روز مظہر کو سوپورا ڈاکہ پکڑا تھا اس روز میرے ساتھ تو شن پی
تھا۔ میرے سے وہ بھی ضبط کیا گیا۔ وہ ایک پیرزادہ کا تھا جو ٹوٹا
تھا۔ اس کو ٹھیک کرنے مظہر نے تب وہ ساتھ لیا تھا۔ وہ پیرزادہ
نامعلوم لڑی کا ہے اس کا نام محمد امین ہے۔ اس کے باپ کا نام
یعقوب ہے۔ مظہر نے بارہمولہ میں احمد کاظم ست کتاب فروش سے

کروائی ہے۔ اس کتاب فروش کا نام یاد نہیں ہے۔ وہ بارہمولہ بازار میں ہے جو پل کے اس پار ہے منظر کو اس بازار کا نام یاد نہیں ہے۔ آج تک منظر نے اور کوئی فونٹن پن اس سے مرمت نہیں کرایا ہے۔ پولیس نے میرے سے اس کی نسبت نہیں پوچھا۔ منظر نے فونٹن پن کی نسبت مرمت وغیرہ کا پولیس میں بتایا۔ منظر کو اس فونٹن پن کا نام یاد نہیں ہے۔ منظر نے ڈائری میں نہیں لکھا ہے کہ فونٹن پن محمد امین کا [illegible] لکھا ہے کہ کس قدر مرمت میں لگا ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے۔ کہ آج سے قبل جو تھا وہ ماہ صیام کی عید منظر نے کدھر کی ہے۔ نہ چوتھی بڑی عید کی یاد ہے کہ کدھر منظر نے کی ہے۔ آج سے تیسری بڑی عید کی نسبت بھی یاد نہیں ہے کہ منظر نے کدھر کی ہے۔ گذشتہ چھ عید بڑی، چھوٹی عید کی نسبت منظر نہیں کہہ سکتا کہ منظر نے کدھر منائی۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ منظر نے منگی خان یا عبدالعزیز پروانہ کے ساتھ کوئی عید منائی ہے یا نہیں نہ یاد ہے کہ کتنی عیدیں منائی ہیں۔ وہ منگی خان اور عبدالعزیز پروانہ وہی ہیں جو وہاں جیل میں میرے ساتھ تھے۔ اور ابھی جیل میں بند ہیں۔ عیدیں ہم نے جیل میں کیں مگر یاد نہیں ہے کہ کتنی عیدیں ہم نے وہاں کیں۔ ۲-۴-۶ کی یاد ہے۔ عیدیں منظر نے وہاں گذاری ہیں مگر تعداد ان کی یاد نہیں ہے۔ جیل کا مطلب یہی [illegible] جیل ہے۔ وہاں سے ہی منظر کو یہاں جموں لایا گیا ہے

بسوال جرح غلام محمد حکین ملزم بیان کیا۔ کہ منظر آپ کو نہیں جانتا ہے۔ منظر نے آپ کو یہاں عدالت کے بغیر کبھی اس سے

نقل عدالت صفحہ نمبر

قبل نہیں دیکھا ہے۔ منظر سلاسن نہیں جانتا ہے نہ منظر معراج الدین سکنہ سلاسن کو منظر جانتا ہے۔ ادری کا تحصیل ریڈ کے وقت قبایلیوں نے جلایا تھا۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ قبائلی جانے کے بعد کوئی افسر وہاں آیا جس نے سول انتظام وہاں بحال کیا۔ منظر نے پیر محمد مقبول گیلانی کو نہیں دیکھا ہے نہ جانتا ہے۔ صرف نام سُنا ہے منظر کو معلوم نہیں ہے تب پولیس کا افسر وہاں کون تھا۔ منظر کو معلوم ہے کہ شیخ غلام قادر وہاں تب پولیس کا افسر تھا۔ لگامہ ہم دوسرے چوتھے یوم آتے ہیں۔ بلکہ بھی تھانہ لگامہ زیادہ بر لب سڑک ریڈ کے بعد بنایا گیا۔ وہاں تھانیدار رہے مگر یہ پتہ نہیں ہے کہ کون کون تھا۔ ریڈ کے بعد چھ ماہ یا سال بعد منظر نے شیخ غلام قادر کو وہاں نہ دیکھا۔ اس کو منظر نے سوپور ۱۹۵۸ء پر پکڑے جانے کے روز دیکھا۔ اس روز سے قبل اگر منظر نے اسے دیکھا ہوگا۔ مگر منظر اسے تب تک نہیں جانتا تھا۔

سوال۔ کیا آپ ۱۳ مارچ ۱۹۵۸ء بوقت شام شیخ غلام قادر کے ساتھ Peack Van میں منظر کو شناخت کرنے کے لئے بمقام سونہ وار Interrogation centre المعروف Additional police lock بمقام کوٹھی باغ میں گئے۔

جواب نہیں۔ یہ بات غلط ہے۔
نہ منظر نے وہاں سردار دلجیت سنگھ اور ... سنگھ کو دیکھا

نقل عدالت صفحہ نمبر

مظہر ان کو جانتا ہے۔ مظہر جب سونہ وار گیا ہی نہیں مظہر ان کو کیا
کہتا کہ مظہر آپ کو نہیں جانتا ہے۔ یہ بات غلط ہے کہ مظہر کو ۲۲
مئی سنہ ۱۹۵۷ کو بلہ کوٹ سے دو قبل بطرف ہیر فائر لائن ملٹری
پکٹ نے گرفتار کیا، یہ بالکل جھوٹ ہے۔ مظہر نے آج تک کسی فوجداری
مقدمہ میں شہادت نہیں دی ہے۔ ہاشم علی ولد راجولی نامبلہ
میرا پاسٹر تنگ ہے۔ جہت اور رسول پیرے اور ولی پیرے پر پار مال
لے جانے کا مقدمہ نہیں کیا گیا تھا، نہ مظہر کو اس سلسلہ میں پولیس نے
گرفتار کیا تھا۔ عبداللہ ولد اسنار لون ساکن بلہ کوٹ کو مظہر
جانتا ہے۔ مظہر نے اس کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں کیا تھا۔ منگتا
پیرے نے بھی اس کے خلاف کوئی مقدمہ نہ کیا تھا۔ ستار پیرے ولد
جمعہ پیرے ساکن بلہ کوٹ میرا چاچا ہے۔ مظہر نے اس پر کبھی کوئی مقدمہ
فوجداری نہیں کیا تھا۔ عوضانہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔
سبحان پیرے ولد احمد پیرے ساکن بلہ کوٹ کے خلاف بھی مظہر
نے کوئی مقدمہ نہیں کیا ہے۔ حبیب مرچال ولد قادر ساکن نامبلہ
کو مظہر اس طرح جانتا ہے۔ اس کا گھر مظہر نہیں جانتا ہے۔ اس نے
میرے پر ۲۰ ہم کا مقدمہ نہ کیا تھا۔ شاہ میر ولد قادر ساکن نامبلہ
کو مظہر جانتا ہے۔ مظہر نے اس کو پاکستان سے مال لاکر نہ دیا تھا۔ نہ
مظہر کو اس سلسلہ میں سنہ ۱۹۵۰ میں گرفتار کیا گیا تھا۔ مظہر کشاربہ صاحب
کو جانتا ہی نہیں ہے۔ نہ مظہر کو وہ -/۳۵ روپیہ ماہوار تنخواہ دیتا تھا
مظہر اسکو جانتا ہی نہیں۔ نہ میرے وہ انٹیلیجنس کا ہے یا نہیں۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

مدن لال، ہری رام دوکانداران اوڑی کو مظہر جانتا ہے۔ مظہر کبھی ایک سے وہاں منفرد سودا نہیں لاتا رہا۔ اس سے بھی کبھی کبھی سودا لیا ہے جو سودا مظہر مدن لال ہری رام سے اوڑی میں لیتا تھا۔ اس کی قیمت مسٹر کٹاریہ ادا نہیں کرتا تھا۔ مظہر مسٹر کٹاریہ کو جانتا ہی نہیں ہے۔ سلی کوٹ میرے گاؤں سے دو ڈھائی میل دور ہے۔ غفار جو ولد ولی محمد، حبیب اللہ ولد غفار ساکنان سلی کوٹ کو مظہر جانتا ہے۔ محی الدین ولد اسد اللہ جو ساکن سلی کوٹ کو مظہر نہیں جانتا ہے مظہر نے ان کو پولیس سے دو تین دفعہ گرفتار نہیں کرایا ہے۔ ناتھو جی دوکاندار اوڑی کو مظہر نہیں جانتا ہے۔ مظہر بازار سے سودا لیتا تھا نام مظہر سب کا نہیں جانتا ہے۔ کنٹرول کے اشیاء ہم نامبلہ سے ثناء اللہ میر کی دوکان سے لاتے تھے۔ اس ثناء اللہ میر کی ولدیت مظہر نہیں جانتا ہے۔ بلہ کوٹ سے نامبلہ چار ساڑھے چار میل ہے۔ وہ وہی ثناء اللہ میر ہے جس کا نام مظہر نے اوپر بتایا ہے۔ مظہر کو پولیس میں کاغذات دکھائے گئے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا Ex P 33 مظہر کو پولیس میں دکھائی گئی یا نہیں۔ اس قسم کی چٹھیاں مظہر کو پولیس میں دکھائی گئیں۔ مظہر نہیں کہہ سکتا وہی چٹھی ہے یا نہیں۔ البتہ ایسی ہی چٹھی مظہر کو پولیس میں دکھائی گئی۔

بسوال جرح غلام محی الدین زرگر ملزم بیان کیا۔ کہ میرے دو لڑکے بشیر احمد اور غلام احمد ہیں۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ بشیر احمد کب پیدا ہوا ہے وہ غلام احمد سے چھوٹا ہے۔ اس کے پیدا

مثل عدالت صفحہ نمبر ۶۶۱ - ۱

ہونے کا سال مظہر نہیں بتا سکتا۔ نہ یاد ہے کہ غلام احمد کب پیدا ہوا ہے۔ ہم تاریخ تحریر کر کے نہیں رکھتے ہیں۔ اس کا سال پیدائش بھی یاد نہیں ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ غلام احمد اور بشیر احمد کی اس وقت کیا عمر ہے۔ میرا عیال میرے والدین میری عورت اور یہ دو لڑکے ہیں۔ میرے بھائی الگ رہتے ہیں۔ ان کا بھی اپنا عیال ہے میرے عیال میں صرف مظہر ہی کمانے والا ہے۔ ربلز کے بعد بھی مزدوری کرتا رہا۔ اور راوڑی میں سڑک پر کام کیا ہے جو ایک سکھ ٹھیکیدار کے پاس کیا ہے۔ یاد نہیں ہے کہ کس قدر عرصہ اس سکھ کے پاس کام کیا ہے۔ وہاں روز ایک روپیہ لیا ہے۔ یاد نہیں ہے کہ کل کس قدر رقم اس سے لیا ہے۔ میرا اوڑی میں کسی سے لین دین نہیں ہے مظہر کسی خاص سے مقرر سودا نہیں لیتا ہے اور نقد پیسہ جس کو دیا اس سے لیا۔ میرا وہاں کسی سے حساب نہیں ہے۔ قریباً دو یا ڈیڑھ ماہ ہوئے ہونگے جب میرا باپ میرے سے ملاقات کرنے آخری بار آیا شام کو ہی مظہر کو دو ٹائم کا راشن دیتے تھے۔ چاول ۱/۲ ۵ چھٹانک ایک ٹائم کل ۱۱ چھٹانک سبزی گوشت کبھی پاؤ، کبھی ڈیڑھ پاؤ۔ دودھ دہی روٹیاں، مکھن روز نہیں دیتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے آکر کہا کہ ہفتہ میں مظہر کو ایک دو ٹکی مکھن دیا جاوے۔ تمباکو اور سگرٹ بھی دیتے تھے۔ ساتھ ہی کہا سگرٹ نہیں تمباکو دیتے تھے۔ مظہر کلاس نہیں جانتا ہے کہ کیا ہوتا ہے۔ یہ بوٹ میرے باپ نے ملاقات کے روز لایا ہے جو مظہر نے اس وقت لگایا ہے۔ کپڑے بھی میرے باپ نے

ہی لائے ہیں۔ اس سال میں منظر کو اپنے کپڑے تھے۔ جو کپڑے اس وقت منظر نے پہنے ہیں یہ میرے باپ نے لائے ہیں اور کوٹ اور ٹوپی میری ہے۔ جو ڈیڑھ ماہ قبل ملاقات کے وقت لائے ہیں۔ ہمارے ہاں سے تلہ وارڑی دو اڑھائی میل ہوگا۔ صدیق شیخ کو نہیں، غلام قادر گنائی تلہ وارڑی کو منظر جانتا ہے۔ مگر اس کا نہیں جانتا ہے۔ اسی طرح جانتا ہے۔ فضل دین کو منظر جانتا ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ جبر کو اس کو میری گرفتاری کے بعد کب شاف میں لایا گیا ہے۔ منظر کو اس کا علم ہی نہیں ہے۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ صدیق شیخ، غلام گنائی اور فضل دین بام کیس میں ملزم ہیں یا نہیں۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ دفتر محاذ رائے شماری کے کتنے کمرے ہیں۔ البتہ اس کے بہت کمرے ہیں۔ منظر کو خبر نہیں ہے کہ مسجد اس دفتر کے سامنے ہے یا نہیں۔ منظر کو خبر نہیں ہے کہ وہاں مسجد کدھر ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ منظر نے وہاں پولیس چوکی کدھر ہے۔ شہر گدھی کے اندر ہے یا باہر ہے منظر کو یاد نہیں ہے کہ منظر نے وہاں پولیس چوکی دیکھی ہے یا نہیں۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ محاذ رائے شماری کے دفتر کے نیچے کتنے دوکان ہیں۔ نیچے دوکان ہیں۔ ان کی تعداد یاد نہیں ہے۔ منظر کو خبر ہی نہیں ہے۔ نہ منظر کو فضل دین، غلام گنائی اور صدیق شیخ ہی نہیں ملے ہیں۔ نہ منظر نے ان سے پہلے کبھی ہے کہ منظر کو ۲۲ رمئی ۱۹۵۷ء کو گرفتار کیا گیا ہے۔ تاریخ منظر نہیں جانتا ہے۔ منظر ایک سال سے سب جیل میں ہے۔ منظر صرف ایک سال سے سب جیل میں ہے۔ منظر

نقل عدالت صفحہ نمبر

۲۲ مئی ۱۹۵۸ء کو نہیں جانتا ہے۔ اس سب جیل کے باہر دروازہ ہے دروازہ سے اندر آنے دائیں بائیں دروازہ ہے۔ الاہم نے اس کو بند ہی دیکھا ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ ان دروازوں کے اندر کمرے ہیں یا نہیں۔ نہ پتہ ہے کہ ان کمروں میں سپیشل سٹاف کی نفری ہوتی ہے یا نہیں۔ دو کھڑکیاں ایک دائیں طرف نظر آتی ہیں الاخبر نہیں ہے کہ ان کے اندر کمرے ہیں یا نہیں۔ سب جیل میں اندر بائیں طرف سٹور روم ہے اور دائیں طرف کونے میں لنگر ہے۔ وہاں دو لنگر دو کمرے الگ الگ ہیں۔ مظہر کو خبر نہیں ہے کہ وہ ہندو مسلم کیلئے ہیں یا نہیں البتہ دو لنگر ہیں۔ مظہر کو مرزا غلام قادر بیگ ملزم کے وہاں ہونے کا علم ہی نہیں ہے۔ ۵۰ – ۹۰ کمرے الگ الگ ہیں مظہر کو خبر نہیں ہے کہ سردی کی وجہ سے سردیوں میں دو دو تین تین وہاں ایک کمرے میں ہوتے ہیں یا نہیں۔ اس سب جیل میں صرف ایک نلکہ درمیان میں ہے اور کونے پر دو ٹینکیاں ہیں۔ وہ نمازیوں کی بھی حسن نیا ہے۔ وہاں کوئی نفری نلکہ اور ٹینکیاں استعمال نہیں کرتے ہیں۔ مظہر نے وہاں کسی نفری کو سلنے آتے نہیں دیکھا ہے۔ وہاں سب جیل کے اندر صرف دو وارڈر ہوتے ہیں۔ ہم کو شام کو ڈیوٹی کا رپورٹ دیتے تھے شام کو ہم کو روز سویرے بند کرنے تھے۔ خبر نہیں ہے کہ رات کو وہ وارڈر گھر جاتا تھا یا نہیں۔ ہیڈ وارڈر کا تین ناتھ ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ اس سے قبل راجہ غلام حسن وہاں تھا یا نہیں ہے۔ ایک روز مقرر تھا درمیان میں تب بھی کبھی کبھی

مثل عدالت صفحہ نمبر

کاشی ناتھ آیا تھا۔ وہ پہلا آدمی ہے بیمار ہوا۔ کاشی ناتھ وہاں ۵۔ ۶ ماہ سے مستقل ہے۔ بارک شام کے وقت بند کیا جاتا ہے وقت کا علم نہیں ہے۔ صبح ہونے پر کھولی جاتی ہے۔ دن میں قیدی کھانا کھانے نماز پڑھنے اور منہ ہاتھ دھونے کا کام کرتے ہیں۔ عطر بیر ساکن ٹھنڈم کو منظر نہیں جانتا ہے۔ منظر اور عطر بیر کو اگست ۱۹۵۶ء میں ٹاف میں گرفتار کر کے نہیں لایا گیا۔ منظر کو یہ پتہ نہیں ہے کہ ہم وہاں تب سے بیٹھے تھے۔ منظر نے لسٹ دیکھا ہی نہیں ہے۔ بیر اور دیگر گرفتار نہیں کیا گیا۔ منظر نے قرآن شریف پڑھا ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ بنی اسرائیل سورہ کس سپارہ میں ہے۔ منظر کو یاد نہیں ہے کہ یونس سورہ کس سپارہ میں ہے۔ منظر نے قرآن شریف پر اس کے حلف دینے کا پولیس کے بیان میں بتایا ہے۔ منظر نے پولیس میں ایسا بتایا ہے۔ اگر میرے بیان پولیس میں اس کا تذکرہ نہیں ہے منظر کیا کہہ سکتا ہے۔ الا منظر نے ایسا وہاں بتایا ہے۔ منظر نے پولیس کے بیان میں کہا ہے کہ منظر نے پہلے راجوں کو نہیں مانا۔ اور اس کے بعد مانا۔

اس وقت تقریباً نصف گھنٹہ کے لئے break کیا گیا۔ جو حسب استدعائے ملزم، منظر ان اور وکلاء استغاثہ کیا گیا۔ اس کے بعد گواہ کا بیان resumed کیا گیا۔۔ نصف گھنٹہ کے break کے بعد غلام محی الدین زرگر ملزم نے سوالات جرح resumed کئے

سوالات جرح غلام محی الدین زرگر بیان کیا۔ کہ سب جیل ... ڈپٹی ...

مثل عدالت صفحہ نمبر

ساتھ بائیں طرف کمرے میں ہم ملاقات کرتے تھے۔ کمرے میں نہیں
بلکہ ڈیوڑھی کے ساتھ باہر راشن دینے کی جگہ سامنے ملاقات کرتے تھے
وہ جگہ گیٹ کے ساتھ اندر ہے۔ باہر کے دروازہ کے اندر اور اندر
سے دروازہ کے باہر کرتے تھے۔ مظہر شیخ عبدالعزیز اور عبدالرحمان شوگو
کو نہیں جانتا ہے نہ مظہر کو ان کی گرفتاری کا علم ہے۔ جب میرے
سے شیخ غلام قادر بکڑے جانے کے بعد پوچھ پاچھ کرتا رہا وہ میرے
سے جرم کا نوعیت وغیرہ کی نسبت کچھ نہ کہتا رہا۔ وہ صرف میرے سے
چھٹیوں وغیرہ کی نسبت پوچھتا رہا۔ مظہر ان ایام میں آپ کا بنافر
خود نہیں دکھایا تھا۔ اس کے بعد جب مظہر کو چھوڑا تھا مظہر اپنے گھر
واپس گیا۔ مظہر اس پھیرے گھر میں زمینداری کرتا رہا۔ مظہر نے
مزدوری نہ کی۔ اگر کی ہوگی یاد نہیں ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اس
عرصہ میں اوڑی میں کوئی شخص گرفتار کیا گیا یا نہیں۔ میرے گاؤں
میں اس عرصہ میں سپیشل سٹاف کی نفری کبھی نہ آئی۔ مظہر کو دیگر گاؤں
کا علم نہیں۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ اسد اللہ بیگ تلہ واڑی اور
اسمعیل بیگ کو کب گرفتار کیا گیا تھا۔ مظہر ان کو جانتا ہی نہیں ہے
مظہر کو علم نہیں ہے کہ یہ میرا لوٹ کدھر کا بنا ہے جو مظہر نے اس
وقت پہنا ہے (اس وقت دیکھا گیا یہ بوٹ فلیکس ہے) میرے
باپ نے مظہر سے اس کا قیمت کا نہیں بتایا۔ یہ قمیض ایزار میرے
باپ نے سلوایا ہے جو مظہر نے آج پہنا ہے۔ دوسرا جوڑا تب
لایا۔ جب ڈیڑھ ماہ ہوا اس نے میرے سے ملاقات کی۔ اس روز

مثل عدالت صفحہ نمبر

یہ بوٹ اور ٹوپی بھی اس نے لائی تھی۔

دیگر ملزمان باوجود موقعہ کے کوئی سوال جرح نہیں کیا

وہ کہتے ہیں کہ ان کو کوئی سوال جرح نہیں کرنا ہے۔

بسوال مکرر مسٹر کول P. P. بیان کیا۔ کہ مظہر عطاء اللہ بیگ سے

دس بیس یوم سے سری نگر جیل سے الگ ہوا ہے۔ ماہ صیام کی

عید ایک دفعہ سال میں آتی ہے۔ تحریر الصدر

نشان انگوٹھا گواہ R.O.A.C

دستخط مسٹر این کے ملک سپیشل مجسٹریٹ

(جموں)

نمبر رجسٹر منقول - - - - ۱۲۹

تاریخ گزرے سوال ۶ ماہ جون سنہ ۵۹ء

تاریخ تیاری نقل ...... ۳ ماہ اگست سنہ ۱۹۵۹ء

تاریخ تقسیم نقل ...... ۲۰, ۱۰ اگست سنہ ۵۹ء

نام سائل ...... پیر عبد الغنی ملزم

کیواسطے براد نقل تیار کیا گیا

مقابلہ کیا گیا. نقل مطابق اصل درست ہے۔

دستخط محروف انگریزی نقل نویس

دستخط محروف انگریزی

نوٹ: نقل ہذا کے ہر صفحہ پر دستخط و مہر عدالت ثبت ہے۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

نقل بیان گواہ استغاثہ نمبر ۹۲ از مشمولہ مثل نمبر دایرہ ۵/۵۸ ۲۱

فیصلہ زیر تجویز

اجلاس مسٹر ایم یات کے ملک سپیشل مجسٹریٹ درجہ اول

جموں و کشمیر (جموں)

سرکار بنام مرزا محمد افضل بیگ وغیرہ ملزمان

جرم زیر دفعہ ۱۲۱ الف

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۹۲ باقرار صالح ۸ ۱۰/۵۹

نجیب اللہ بیگ ولد غلام مرتضیٰ ساکنہ بلہ کوٹ اوڑی کشمیر پیشہ ملازمت
عمر تقریباً ۳۰ سال بسوال وکیل استغاثہ بیان کیا۔ کہ مظہر نے
عربی امرتسر اور لاہور میں پڑھی ہے۔ مظہر نے کالج لاہور میں
پڑھی ہے۔ مظہر طبیہ کالج لاہور میں سنہ ۱۹۵۰ء سے سنہ ۱۹۵۴ء تک تھا۔
مظہر نے لاہور سال سنہ ۱۹۵۴ء ۶ اگست میں چھوڑا۔ اور مظہر وہاں سے واپس
آیا۔ جب مظہر لاہور پڑھتا تھا تب چھٹیوں کے دوران میں کیمبلپور
میں ملٹری ٹریننگ دی جاتی تھی۔ مظہر کو ملٹری میں ہینڈ گرنیڈ کو استعمال
کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی۔ وہ کالج کی طرف سے دی جاتی تھی۔ وہاں

مثل عدالت صفحہ نمبر

لازم تھا۔ اس کالج کے اور دیگر کالج کے لڑکوں کو بھی ٹریننگ دیجاتی
تھی۔ اور ملٹری ہم کو ٹریننگ دیتی تھی۔ مظہر لاہور سے سلی کوٹ
راستہ سے یہاں آیا۔ اس واپس سفر میں مظہر کی میجر اصغر علی خان
سے کابیاں میں ملاقات ہوئی تھی۔ وہ سکیورٹی پاکستان گورنمنٹ
کے افسر ہیں۔ اصغر علی شاہ کے پاس مظہر نے اور جہانگیر خان،
یعقوب خان اور سید عبدالغنی کو اس وقت دیکھا تھا۔ مظہر وہاں
کابیاں میں دو ہفتہ رہا تھا۔ اصغر علی سے میری باتیں ہوئیں۔ ہم کو
کیمبلپور میں ٹریننگ دیتے وقت بتایا گیا تھا۔ کہ جب ہم کسی جگہ
جائیں اور وہاں اگر کوئی افسر پولیس ملٹری یا سکیورٹی کا ہو ان کو
اپنا حال بتانا چاہیے کہ مظہر نے یہ ٹریننگ کی ہوئی ہے اور جس وقت
مظہر کی ضرورت پڑیگی مظہر کام کریگا۔ اصغر علی شاہ کی دریافت
پر کہ آیا مظہر کام کریگا۔ مظہر نے کہا کہ ہاں کریگا۔ اس نے مظہر کو کہا
کہ جس وقت مظہر کی ضرورت پڑیگی اس وقت مظہر کو کام کرنا پڑیگا
مظہر نے کہا کہ ضرور کرونگا۔ اس وقت مظہر کو اس نے صرف یہی کہا
کہ جو آدمی مظہر نے ان کے یہاں دیکھے ہیں۔ یعنی جہانگیر خان، یعقوب
خان اور عبدالغنی ان کے ذریعہ کام کرنا ہوگا۔ (مرزا محمد افضل بیگ
ملزم کہتا ہے کہ کونسل نے لفظ معرفت استعمال کیا) مظہر وہاں
کابیاں سے گھر آگیا۔ گھر آنے کے بعد مظہر نے پرائم منسٹر صاحب کو
درخواست دی کہ یہاں رہنے کی اجازت دیجاوے۔ مظہر کو یہاں
ٹھہرنے کی اجازت ملگئی اور مظہر کو بے جل میں یا ڈسپنسری میں ملازم

نقل عدالت صفحہ نمبر

رکھا گیا۔ وہاں میری ملازمت، بھادون ۲۰۱۱ سنہ کو ہوئی اور وہاں
بیجہامہ میں منظہر تقریباً ۹ مہینے رہا۔

سوال ان نو ماہ کے عرصہ میں کیا اصغر علی شاہ یا کسی نے آپ کو کچھ
بھیجا؟

جواب ۔ اس عرصہ میں اصغر علی کی طرف سے میرے پاس حبیب میر حال
اور کبھی اس کا لڑکا آتے تھے اور حبیب مرحال میرے پاس پہلی مرتبہ
آیا۔ اس نے منظہر کو ایک خط دیا۔ کہ آئندہ بھی خطوط آیا کریں گے۔ اور
یہ خط خواجہ علی شاہ پہنچا دینا۔ اور منظہر نے اس خط کو سرینگر خواجہ
علی شاہ کے پاس پہنچایا۔ منظہر خواجہ علی شاہ کو پہچانتا ہے (گواہ نے
خواجہ علی شاہ ملزم کی طرف اشارہ کر کے اس کو شناخت کیا) اس کے
بعد میں ان نو ماہ کے عرصہ میں میرے پاس چار پانچ خط اور آئے
جو منظہر نے خواجہ علی شاہ ملزم حاضر عدالت کے پاس پہنچائے۔ اور جو
یہ جواب دیتے تھے وہ منظہر بذریعہ حبیب مرحال یعقوب خان کو
پہنچاتا تھا۔ خطوط بند لفافے میں ہوتے تھے اور سربمہر ہوتے تھے
اس کے ساتھ خواجہ علی شاہ ملزم اخبار بھی بھیجدیتے تھے۔ جو بھی منظہر حبیب
مرحال کے ذریعہ پار بھیجتا تھا۔ عرصہ سے منظہر جم پتھری میں گیا
جو منظہر جون سال ۱۹۵۵ سنہ میں گیا جس وقت منظہر بجہامہ سے جم پتھری
تبدیل ہوا آخری خط کے ساتھ منظہر نے ان کو اپنی تبدیلی کی اطلاع دیدی
وہاں ایک سال تک کوئی خط نہ آیا۔ ایک سال کے بعد یعنی سال ۵۵ سنہ
جہانگیر خان، اکبر مہروری اور حسن گوجری ساکن سوزہ بنجو میرے پاس

نقل عدالت صفحہ نمبر

آئے۔ انہوں نے مظہر سے کہا کہ ہم سری نگر چلتے ہیں۔ چنانچہ ہم تینوں
شہر ماں سری نگر آ گئے۔ اور وہاں آ کر پرتاپ پارک میں ٹھہرے۔ جہانگیر
خان نے مظہر کو وہاں کہا۔ کہ وہاں کشمیر گیسٹ ہاؤس میں ان کا ایک
اپنا آدمی منشی محمد رمضان ہے۔ اس کو بلا لاؤ۔ مظہر گیا اور اسے وہاں
سے بلا لایا۔ اور اس کے ساتھ ہم ہوٹل کشمیر گیسٹ میں چلے گئے۔ اور
ہم وہاں ۱۱ نمبر کمرے میں ٹھہرے۔ شام کو محمد رمضان فارغ ہوا
اور گھر سے لگ آیا۔ تو جہانگیر خان نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ
کشمیر میں افراتفری پھیلائی جائے۔ اس کے لئے یہاں بام وغیرہ بھی
اگر چلانے پڑے تو ہم بام چلائیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ یہاں
کے سمجھیں گے کہ یہ بام وہ ہندو چلا رہے ہیں جس سے فرقہ دارانہ
فساد ہوگا۔ اور اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ یہاں افراتفری ہوگی۔ اور
یہاں کی حکومت ختم ہو جائیگی۔ اور ریاست کو پاکستان کے ساتھ
ملانے میں سہولت ہوگی۔ وہاں ہم ایک رات رہے۔ محمد رمضان نے
ان کا یہ مشورہ نہیں مانا۔ اس نے کہا کہ بم چلانے سے لوگ مر جائینگے
اس کے بعد انہوں نے کہا۔ کہ وہ براستہ کارگل واپس جائیں گے۔ اور
جلدی واپس آئیں گے۔ وہ وہاں گئے۔ مظہر واپس جموں چھتری چلا گیا۔
اس کے بعد جون تک ایک دو مرتبہ اکبر میرپوری میرے پاس آیا
وہ سری نگر آتا تھا۔ آتے جاتے وہ مظہر کو ملتا تھا۔ یہ جون ۱۹۵۷ء کا
واقعہ ہے۔ پھر جون کے مہینہ میں جہانگیر خان اور اکبر میرپوری اکٹھے
وہاں میرے پاس آگئے۔ ساتھ ہی کہا مظہر اکبر میرپوری اکٹھے سری نگر آگئے

مثل عدالت صفحہ نمبر

اور جہانگیر خان کمرہ نمبر ۱۹ کشمیر گیسٹ ہاؤس میں پہلے ہی وہاں ٹھہرا
ہوا تھا۔ یہ جون کا مہینہ تھا۔ وہاں بات چیت یہ ہوئی۔ کہ اگرچہ
رمضان از یہاں بم چلانا نہیں مانتا پھر بھی یہ کام ضرور کرنا ہے۔ وہ
کہا کہ وہ جلدی نکلے اور چلے گئے۔ اس کے بعد ستمبر سال ۱۹۵۶ء کے
ابتداء میں اکبر میرپوری اور جہانگیر آگئے جو سرینگر آگئے۔ ان سے میری
ملاقات چھتری سنگھ میں ہوئی اور ہم براستہ بانیہال سرینگر آگئے۔ اور
ہم تینوں اس کشمیر گیسٹ ہاؤس سرینگر کے کمرہ نمبر ۱۹ میں
ٹھہرے۔ اس وقت اکبر میرپوری نے اپنے ساتھ Bag میں دو بم رکھے
تھے اور لائے تھے۔ شام کو یہ مشورہ ہوا کہ وہ بم خانقاہ مولیٰ میں رکھے
جائیں مگر مظہر نے اس کی مخالفت کی، کیونکہ وہاں ۲۴ گھنٹے عام طور
پر لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ پھر یہ طے ہوا کہ مائسمہ کی پتھر والی
مسجد میں وہ بم رکھے جائیں۔ اور جہاں لوگ جوتے رکھتے ہیں
وہاں یہ دو بم رکھ دئے گئے۔ پہلے وہاں یہ دیکھ لیا گیا۔ کہ وہاں مسجد
میں کوئی نہیں ہے۔ اور اس کے بعد وہ دو بم رکھ دئے گئے۔ اور
اکبر میرپوری نے کہا۔ کہ جس وقت ان کو کوئی ہاتھ لگائیگا۔ یہ پھٹ
جائینگے۔ اس کے بعد ہم واپس اس ہوٹل میں آگئے۔ صبح وہ دونوں
چلے گئے۔ اور مظہر حضرت بل چلا گیا۔ جب مظہر وہاں سے واپس
آیا۔ وہاں لوگ کافی جمع تھے اور پولیس بھی تھی۔ وہاں دریافت ہوا
کہ وہاں بم پھٹ گئے ہیں اور کچھ آدمی زخمی ہوئے ہیں اور کچھ مر گئے
ہیں۔ اور مظہر واپس چھتری چلا گیا۔ جب مظہر کانیاں میں ٹھہرا تھا

رمضانی

مثل عدالت صفحہ

مظہر اس عرصہ میں اصغر علی شاہ کو لکھتے دیکھتا تھا۔

سوال۔ ہم بار علد دستاویزات کو دکھا رہے ہیں۔ جو EXP.

15 ، EXP.16 ، EXP. 40 اور EXP. 45 ہیں۔ اب یہ

[illegible] صاحب کی تحریر کہئے اگر اس کو پہچانتے ہوں۔ تو بتائیے؟

جواب مظہر نے ان کو ایک ایک کر کے اس وقت سر اجلاس دیکھا یہ سارے

پیر اصغر علی شاہ کی تحریر ہے۔ اور ان کی تحریر ہے۔

(گواہ کا [illegible] ختم ہوا۔ اور اس وقت

برخواست کچہری کا وقت ہونے پر گواہ کا بیان کل پر

ملتوی رکھا گیا۔ تحریر الصدر

نوٹ:۔ استغاثہ نے بدوران بیان گواہ، گواہ کے

بیان پولیس کی ملزمان کو مہیا کیں

اور ایک نقل عدالت میں پیش کی

دستخط گواہ بحروف اردو مورخہ ۹/۱۰

سالہ ۵۹

دستخط مسٹر ایس کے ملک

(صاحب مجسٹریٹ)

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۹۲ باقرار صالح ۹ ۱۰/۵۹

مجیب اللہ بیگ بسوال جرح غلام محمد چکین ملزم بیان کیا۔ کہ

امرتسر میں مظہر نے عربی کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں عربی کی ابتدائی

مثل عدالت صفحہ نمبر

کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ مظہر عربی کی زبان پر مہارت رکھوں، تھوڑی بہت مہارت ہے۔ مظہر کو باب مضاعلیہ کی گردان یاد نہیں ہے۔ مظہر ڈکشنری یاد کر کے تھوڑا آیا ہوں۔ کہ قصورہ کا مطلب بتا دوں۔ امرتسر میں مظہر کوئی امامت نہیں کرتا تھا۔ لاہور میں مظہر مسجد کی امامت کرتا تھا۔ پرانی انارکلی میں ایک مسجد ہے۔ وہاں ہی امامت کرتا تھا مظہر

کا مطلب نہیں سمجھتا

امام کے لئے قرآن مجید کا ترجمہ جاننا ضروری نہیں ہے۔ مظہر نے حدیث کی کتاب مشکوٰۃ شریف پڑھی ہے۔ مظہر کو دس بارہ سال اسکو پڑھے ہوئے ہونگے۔ اگر یاد ہوگا۔ تو مظہر اس کے کسی جملہ کا ترجمہ بتلا سکتا ہوں۔ جو حصہ اس کتاب کا مظہر کو اس وقت پڑھکر سنایا گیا۔ اس کا ترجمہ یہ بھی ہے "اللہ تعالیٰ کسی نبی کو نہیں بھیجتا، اور نہ کسی خلیفہ کو اس کا مطلب مظہر کو نہیں آتا) حکم کیا جاتا ہے۔ کہ

اچھا کام کرنے کا۔ اور روکا جاتا ہے اسے برا کام کرنے سے۔ اس کے آگے جو جملہ ہے اس کا معنی مظہر کو نہیں آتا ہے (صفحہ ۲۴۳ کتاب مشکوٰۃ شریف سے یہ حصہ گواہ کو دکھایا۔ اور اس کا ترجمہ کرایا گیا)

بسوال جرح شیخ محمد عبداللہ ملزم بیان کیا۔ کہ مظہر بلا کورٹ تحصیل اجنالہ کا رہنے والا ہے۔ مظہر نے مروجہ تعلیم پانچویں تک پڑھی ہے اس وقت انگریزی اس جماعت تک نہیں پڑھائی جاتی تھی۔ مظہر نے کہیں انگریزی کی تعلیم نہیں پڑھی ہے۔ مظہر واپس لاہور سے ۱۹۵۰ء میں آیا

مثل عدالت صفحہ نمبر

اور مظہر یہاں سے ۱۹۵۰ء میں گیا تھا۔ مظہر نے لاہور جانے کے لیے پرمٹ نہیں لیا تھا۔ اس وقت سیز فائیر لائن مقرر ہوئی تھی۔ مظہر نے اس کو کراس کرنے کے لیے کسی سے اجازت نہیں لی تھی۔ مظہر نے لاہور میں طبیہ کالج میں طب کی تعلیم حاصل کی۔ اور حکیم حاذق کا امتحان پاس کیا۔ ایک طبی اور غیر طبی مزاج طب کی رو سے ہوتے ہیں جس وقت انسان کی طبیعت میں کوئی کمی ہوتی ہے۔ تو اس کو دیکھا جاتا ہے۔ اور اس کے مطابق ادویات بھی اس مزاج کے دیے جاتے ہیں۔ بوعلی پہلے تھے بعد میں تھے۔ مظہر قانون شفیع کو نہیں سمجھا مظہر نہیں سمجھا قانون و شفا کیا ہے۔ مظہر نے بوعلی سینا کی کوئی کتاب نہیں پڑھی ہے۔ طب یونانی میں نباتاتی ادویات کے علاوہ معدنیات سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ مثلاً کشتہ طلاء۔ نرہیلا ایک دوائی ہے جو تصفیہ دم کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ وہ دوائی مفرد ہے۔ معجون فلاسفہ کوئی لفظ نہیں ہے معجون فلاسفہ لفظ ہے۔ یہ مرکب ادویات ہیں اور دس بیس دوائیاں اکٹھے ملائی جاتی ہیں جن سے یہ دوائیاں تیار ہوتی۔ موصوف فلاسفہ (جوڑوں کے درد کے لیے) اطریفل دو چار قسم کے ہیں۔ ایک اپنے اپنے موقعہ پر لگتی ہے۔ نبض کی حرکات کتنی ہیں۔ وہ ۲۷ حرکات ہیں۔ نبض کی حرکت سے دل کی حرکت معلوم ہوتی ہے کہ گرمی ہے یا سردی۔ قارورہ سے اس کی علت اور ترکیب کا پتہ چل سکتا ہے اور اس علت اور مرکب سے آگے ان کی تشخیص کی جاتی ہے۔ بحیثیت

مثل عدالت صفحہ نمبر

امامت نماز جنازہ میت کو قبلہ رو رکھکر امام سامنے رہتا ہے۔ اور مقتدی پیچھے صفوں (Rows) میں رہتے ہیں اور امام پڑھاتا ہے اس میں چار تکبیرات ہوتی ہیں۔ اور ہر ایک کو الگ الگ پڑھا جاتا ہے اور ان کے بعد فرض کیا جاتا ہے میرا جنازہ تھوڑا سے جو منظر وہ پڑھوں (گواہ نے وہ پڑھکر سنایا) پہلی تکبیر کے بعد سبحانک … اور دوسری کے بعد ثنا پڑھی جاتی ہے۔ اور تیسری کے بعد درود پڑھا جاتا ہے۔ اور چوتھی کے بعد سلام پھیرا اور نماز جنازہ ختم ہو گئی۔ جب منظر لاہور طبیہ کالج میں پڑھتا تھا۔ منظر نے وہاں فوجی تعلیم حاصل کی منظر نے وہاں ہینڈ گرنیڈ چلانے کی ٹریننگ کی۔ ہمارے کالج کے سب لڑکوں کو باری باری بابت ٹریننگ دی گئی۔ باقیوں کی نسبت منظر کو علم نہیں ہے کہ ان کالجوں کے بھی سب لڑکے لئے گئے تھے یا نہیں۔ منظر .N.O.C کو نہیں جانتا ہے۔ منظر ۱۹۵۳ء میں جب یہاں واپس آیا منظر تب بلا پرمٹ آیا۔ اگست سال ۱۹۵۳ء کے آخری ایام میں منظر نے سیز فائر لائن کو کراس کیا تھا۔ منظر جب گھر آیا منظر سیدھا دو خدا بیگ پرائم منسٹر صاحب کے پاس گیا۔ منظر پولیس میں اگر پیش ہی نہیں ہوا۔ منظر جب آیا منظر سیدھا پرائم منسٹر صاحب کے پاس گیا کہ منظر کو یہاں رہنے کی اجازت دی جاوے۔ کیونکہ پولیس جب کو دیکھتی تھی، وہ اس کو بار push کرتے تھے۔ منظر اس وقت پولیس سے بچکر وہ درخواست لیکر پرائم منسٹر صاحب کے پاس سیدھا گیا تھا پرائم منسٹر صاحب بخشی غلام محمد صاحب تھے۔ منظر کی ان سے پہلے

نقل عدالت صفحہ نمبر

کوئی واقفیت نہ تھی۔ منظر کو اس درخواست پر یہاں ٹھہرنے کی اجازت
مل گئی۔ منظر ان کے خود پیش ہوا۔ جو ان کے مکان پر ہفتہ کے عام ملاقات
کے دن جو مقرر ہے منظر وہاں گیا تھا۔ وہاں ایک آدمی تھا، وہاں اور
دو تین آدمی درخواست دالے تھے۔ اس نے ان سے بھی اور منظر سے
بھی درخواست لی۔ اس کمرے میں ہم اور بخشی صاحب اور لوگ تھے
درخواست بخشی صاحب نے دیکھی۔ انہوں نے ڈی سی کو لکھا۔ اسکو
لکھا کہ اس کی تحقیقات کراؤ۔ اس نے ایس پی کو لکھا۔ ایس پی نے تھانہ
میں بھیجدی کہ میرے خلاف کوئی کیس تو نہیں ہے۔ تھانہ والوں نے
رپورٹ کی جو منظر واپس پولیس نے ڈی سی کے پاس آگئی۔ اور ڈی سی
نے پھر منظر کو اجازت دی۔ یہ درخواست منظر کو دستی دیدی گئی۔ منظر وہ
لیکر ڈی سی بارہ مولہ کے پاس گیا۔ اس کا نام منظر کو معلوم نہیں ہے
البتہ وہ ڈی سی ہندو تھا۔ ڈی سی صاحب نے خود ہی
درخواست ایس پی کے نام بھیجدی۔ منظر کو دستی نہ دی۔ پھر منظر گھر
گیا۔ اس کے بعد ڈی سی تھانہ میں نمبردار کو بلایا گیا۔ جو میرے نمبردار کو
بلایا گیا۔ اس سے میرے چال چلن کی نسبت دریافت کیا گیا۔ اس
نے سرٹیفکیٹ دی اور میرے نیک چال چلن کی تصدیق کی۔ تھانہ دار
نے وہ ایس پی کو بھیجدی اور ایس پی نے ڈی سی کو بھیجدی۔ اور
ڈی سی نے منظر کو اجازت دیدی۔ اور ڈی سی نے منظر کو زبانی کہا
کہ منظر کو یہاں رہنے کی اجازت ہے۔ منظر خود دفتر میں معلوم کرنے
گیا کہ کیا ہوا ہے۔ وہاں ہی منظر کو ڈی سی صاحب نے کہا کہ منظر کو

مثل عدالت صفحہ نمبر

یہاں رہنے کی اجازت ہے۔ مظہر ان سے تب پیش ہوا۔ اگر مظہر
سیز فائر عبور کر کے یہاں آیا ہوتا۔ مظہر نے لکھا تھا۔ کہ مظہر وہ عبور کر کے
آیا ہے۔ یہاں گھر بار ہے۔ مظہر کو یہاں رہنے کی اجازت دیجاوے۔
درخواست میں یہ تھوڑا لکھا تھا۔ کہ مظہر ۱۹۵۴ء میں طبیہ کالج
میں رہا۔ مظہر نے درخواست میں لکھا تھا۔ چونکہ مظہر پاکستان سے آیا ہے
اسلئے مظہر کو یہاں رہنے کی اجازت دیجاوے۔ میرا بیان اس سلسلہ میں
تھانیدار نے لیا تھا۔ اور کسی نے نہیں لیا تھا۔ تھانہ والے نے جو میرے سے
پوچھا۔ جو اسوقت کے حالات تھے مظہر نے اس کو بتلا دئے۔ اس نے
پوچھا تھا۔ کہ کب گئے اور کہاں گئے وغیرہ مظہر نے بتا دیا اور جو اس
وقت کے حالات تھے مظہر نے اس کو بتا دئے۔ کاٹیاں پہنچنے سے قبل
مظہر مسمی اصغر علی شاہ، جہانگیر خان، یعقوب خان اور میر عبدالغنی
[illegible] کو نہیں جانتا تھا۔ چونکہ میرا راستہ وہی تھا۔ اور مظہر
وہاں ٹھہرا۔ اور اس کے علاوہ وہ وہاں کا ایک مشہور آدمی تھا۔ اور
کیمبلپور میں جس وقت ہم کو ٹریننگ ہینڈ گرنیڈ دی گئی تھی۔ ہم کو
اس وقت کہا گیا تھا۔ کہ جس وقت بھی کسی جگہ ٹھہرو، جہاں کوئی پولیس
فوجی یا سکیورٹی ہو۔ اس سے اپنی ٹریننگ کا کہنا چاہیئے۔ اسلئے
مظہر کی ان سے تب وہاں کاٹیاں میں ملاقات ہوئی۔ طبیہ کالج
میں ہم کو کسی نے ایسا نہیں بتایا تھا۔ ہم کو انہوں نے بتایا تھا۔ جو ہم کو
کیمبلپور میں ٹریننگ دے رہے تھے۔ اگر وہ کہتا ہے کہ سوالوں کو
repeat کیا جاتا ہے؟ جو ٹریننگ لے رہے تھے ان سبوں کو

مثل عدالت صفحہ نمبر

ایسی ہدایت کیمبلپور میں دی گئی تھی۔ یہ ہدایت زبانی تھی۔ مظہر
میجر اصغر علی خان سے بتایا کہ مظہر طبیہ کالج میں پڑھتا تھا اور کیمبلپور
میں ہینڈ گرنیڈ کی ٹریننگ لی ہے اور کچھ نہ بتایا۔ ذکی اور مظہر لیفٹننٹ
مظہر نے اس کو اس کا اطمینان دلایا۔ مظہر نے اس کو ایسا بتا دیا تھا۔ مجھ کو
خاص تاریخ یاد نہیں جب لاہور سے چلا تھا۔ مظہر شاید ۸-۱۰ اگست
کو شاید کاٹیاں پہنچا تھا۔ کاٹیاں مظہر دو ہفتہ ٹھہرا۔ اور اس کے بعد
یہاں آیا۔ اور مظہر وہ دو ہفتہ اس میجر اصغر علی کے پاس ٹھہرا۔
مظہر وہاں سے رات کو چلا تھا۔ غالباً ۱۰-۱۲ میل کا راستہ ہے
اور مظہر رات و رات تب اپنے گھر بلکوٹ پہنچا۔ جس وقت مظہر
پہنچا۔ اس وقت مظہر کو وہاں کے نمبردار وغیرہ نے نہیں دیکھا تھا۔
نمبردار وہاں کا علی محمد خان تھا۔ چپراسی بھی ہے جس وقت مظہر پرائم
منسٹر صاحب سے واپس آیا۔ اس وقت پھر اس کو میرے آنے کا پتہ
لگا۔ مظہر آنے پر صرف ایکدن گھر رہا۔ اور دوسرے دن سر سکندر پرائم
منسٹر صاحب کو درخواست دینے کے لئے گیا۔ مظہر نے بماہ دن
سمت ۲۰۱۱ کو ملازم ہوا۔ اس وقت ان دنوں انگریزی نہ تھی۔ شاید جیسا کہ
اگست ۱۹۵۲ آتا ہے۔ مظہر نے نوکری کے لئے درخواست ڈائریکٹر
پبلیسٹی سروسز کو دی تھی۔ مظہر ڈائریکٹر صاحب کے پیش ہوا۔ پہلے
جس وقت مظہر نے درخواست دی اس وقت کہا کہ اس وقت کوئی
جگہ خالی نہیں ہے۔ جس وقت جگہ خالی ہوگی اس وقت لگایا جائیگا
مظہر نے پرائم منسٹر صاحب کے درخواست پیش کرنے پر ان کے اور

نقل عدالت صفحہ نمبر

تھانیدار کے پاس طبیہ کالج کی ٹریننگ اور کیمبل پور کی ٹریننگ اور
میجر اصغر علی سے ملاقات کا نہیں بتایا تھا۔ اس کا ان کے پاس مظہر
نے تب اس سلسلہ میں تذکرہ کیا تھا۔ جب مظہر خواجہ علی شاہ ملزم کے
پاس خط لیکر گیا۔ میری اس سے قبل ان سے واقفیت نہیں تھی۔ جب
مظہر سری نگر گیا وہاں پوچھا کہ کدھر رہتے ہیں۔ یہ مشہور و معروف
آدمی ہیں اور مظہر ان کے ہاں گیا۔ اور ان کے گھر گیا۔ راستہ چلنے
والے لوگوں سے مظہر نے ان کا دریافت کیا۔ ویسے دوکانداروں
سے پوچھا۔ نام ان کا مظہر کو پتہ نہیں ہے۔ جب مظہر ان کے پاس
سری نگر پہلی مرتبہ خط لیکر آیا۔ تو دسمبر ۱۹۵۴ء کے آخری ایام تھے
مظہر دن کو ان کے ہاں تب پہنچا تھا۔ اس وقت ظہر کا وقت تھا
مظہر اس راستہ سے ان کے گھر گیا۔ جو نمائش سے نکلتے ہوئے
جو راستہ چرار شریف کو جاتا ہے اور چرار شریف اڈہ پر پہنچتے یہ
سڑک علیحدہ ہو جاتی ہے اور پھر یہ نمائش کی طرف سڑک پچھلی طرف
جا نکلی۔ وہاں تھوڑا فاصلہ سڑک پر آگے چلکر ان کا مکان آجاتا ہے
مظہر نے چرار شریف والی سڑک کے موڑ سے ان کے مکان تک
کتنے مکان آتے ہیں مظہر نے شمار نہیں کئے البتہ مکان آتے ہیں
جس وقت اس راستہ سے سڑک سے ان کا مکان بائیں
طرف آتا ہے۔ جب مظہر وہاں پہنچا تب دروازہ بند تھا۔ ما
کھٹکھٹایا۔ نہیں تھا۔ ویسے کنڈی وغیرہ کچھ نہیں لگی تھی۔ وہاں
دو دروازے ہیں۔ ایک موٹروں کا۔ دوسرا جہاں سے آدمی عام

مثل عدالت صفحہ نمبر

اندر جا سکتے ہیں۔ مظہر دروازہ سے اندر صحن میں گیا۔ صحن میں مظہر نے
کچھ نہیں دیکھا۔ وہ بہت بڑا صحن ہے۔ وہاں چنار کے بھی درخت ہیں
اور بھی درخت ہیں اور پھولوں کی کیاریاں وغیرہ ہیں۔ اندر ایک آدمی
تھا۔ اس سے مظہر نے پوچھا کہ خواجہ صاحب کہاں ہیں۔ اس نے بتایا
کہ اندر ہیں۔ مظہر نے کہا کہ مظہر کو ان سے کچھ کام ہے وہ گیا اس نے
اطلاع دی۔ اور خواجہ صاحب باہر صحن میں آگئے اور میر سے
دریافت کیا کہ مظہر کہ حضرت آپ ہے اور مظہر کون ہے۔ مظہر نے بتایا
کہ مظہر ان کے نام ایک دوست کی چٹھی لے آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ
کس دوست کی چٹھی لائے ہو۔ جب مظہر نے نام بتایا پھر وہ اندر کمرے
میں گئے۔ مظہر کو بھی ساتھ لے گئے۔ وہاں کمرے میں مظہر نے ان کو چٹھی
دی۔ انہوں نے چٹھیاں اور وہاں سے دوسرے کمرے میں گئے۔
مظہر اس کمرے میں رہا۔ وہاں سے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک چٹھی
لے آئے جو بند تھی وہ مظہر کو دیدی اور کہا کہ جب ... مظہر کو ان کی
چٹھی دیدی ... ان کو یہ دیدینا مظہر نے ان کی چٹھی لی او ... ہاں دائیں
طرف نیچے گراؤنڈ میں ایک چھوٹے سے کمرے ... مظہر کو
خواجہ صاحب نے اس وقت لیا۔ اس کے ذیر ... ملا ہے۔
مظہر اس کمرے میں تقریباً گھنٹہ ٹھہرا اس وقت ... مظہر نے
تھوڑی شمار کیں کہ اس کمرے میں کتنی کھڑکیاں ہیں۔ وہ ... مرجورس
نہ ... گول ہی ہے۔ مظہر نے خیال نہیں کیا کہ اس کمرے میں
کچھ الماریاں ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد مظہر پھر ان کے ہاں آیا۔ حاضر

نقل عدالت صفحہ نمبر

تاریخ آنے کی یاد نہیں ہے۔ اس کے تقریباً مہینہ کے بعد منظر ان کے
ہاں آیا تھا۔ خواجہ صاحب اس وقت باہر گراونڈ میں ہی تھے۔ یہ
اس وقت گراونڈ میں ٹہل رہے تھے اور منظر سے وہاں ہی ملے۔ پھر
منظر ان کے ساتھ اندر گیا۔ چٹھی دی یہ وہ لیکر دوسرے کمرے میں
گئے۔ اور اس کے بعد اس کمرے سے چٹھی لے آئے جو منظر کو دی۔ اور
منظر وہ لیکر واپس چلا گیا۔ منظر کو اس کمرہ میں اس وقت بھی لیا گیا
جس میں منظر کو پہلی مرتبہ لیا گیا تھا۔ منظر اوڑی سے لاری پر آیا تھا
منظر چار پانچ خطوط لایا۔ اور ہر مرتبہ خواجہ صاحب سے ان کے
ہاں ملتا رہا۔ منظر تقریباً مہینہ مہینے کے بعد آتا تھا۔ دو چار دن آگے
پیچھے ہوتے۔ آخری بار منظر مئی کے آخری دن یا جون کی پہلی یا دوسری
تاریخ کو آیا۔ جو سال ۱۹۵۵ء میں آیا۔ یہ ہر بار صحن میں ہی ملتے۔ کبھی
نوکر باہر بلاتا یہ اندر رہتے اور منظر اندر لیجاتا۔ اس وقت اب منظر کو
یاد نہیں کہ منظر کو کتنی مرتبہ اندر ملے اور کتنی مرتبہ باہر ملے۔ جب
منظر .. نے کہا جب باہر ہوتے تھے تب باہر صحن میں ملتے اور پھر اندر
لیجاتے .. جب جب منظر ان کے گھر گیا تب کبھی کوئی ان کے وہاں
ہوتا تھا .. بس ہوتا تھا۔ جب باہر ہوتے تھے تب کوئی نہ کوئی ان کے
پاس .. تھا۔ منظر جب جب اوڑی سے آیا منظر گاڑی پر آیا۔
منظر بار ہمولہ اڈہ پر سری نگر میں اترتا تھا۔ اور کبھی منظر سیدھے
ان کے گھر گیا۔ کبھی ادھر گھوم گھام کے وہاں گئے۔ جن ایام میں وہ
خطوط لاتا تھا اور لیجاتا تھا ان ایام میں ملازم تھا۔ ہم کو تنخواہ سرینگر سے

مثل عدالت صفحہ نمبر

ملتی تھی جو .M.O کے دفتر میں ملتی تھی اور اس کے لئے مظہر کو عام طور پر مہینے کے بعد سرینگر آنا ہوتا تھا۔ اس کے لئے رخصت لینی ضروری نہیں ہے گویا مظہر تب سرکاری ڈیوٹی پر آتا تھا۔ جب کوئی تنخواہ کے لئے آیا اس کو سفر خرچہ نہیں ملتا تھا۔ کبھی ان کے ہاں مظہر ویسے بھی خط لینے کے لئے آیا ہوگا۔ ہر بار تنخواہ لینے کے سلسلہ میں تب مظہر ان کے ہاں سرینگر نہ آیا۔ مظہر کو اس وقت پورا یاد نہیں ہے کہ کتنے بار مظہر تنخواہ لینے کے بہانہ آیا۔ اور کتنی بار صرف چھٹی کی خاطر آیا۔ مظہر یہ صحیح نہیں کہہ سکتا کہ کتنی بار مظہر کس طرح آیا۔ جب مظہر تنخواہ کے سلسلہ کے علاوہ آیا۔ کہ میرا خیال ہے کہ مظہر اتوار کو آتا تھا۔ اور سپشن لیو لیکر آتا تھا۔ ہم کو سپشن لیو رجسٹر میں درج کرنا ہوتا ہے درخواست اس کی ہم کو نہیں دینی ہوتی ہے۔ نشانہ کوٹھی باغ میں مظہر سے کوئی بیان نہیں لیا گیا۔

سوال۔ کیا آپ نے پولیس میں حسب ذیل بیان دیا ہے۔

"جم بیٹری پہنچکر اور ایک سال گذرنے کے بعد بماہ مئی ۱۹۵۶ء مسمی جہانگیر خان معہ اکبر میرپوری اور حسن گوجر ساکنہ سونہ ہنجر میرے پاس اچانک پہنچے"۔ کیا یہ بیان ٹھیک ہے۔

جواب۔ یہ میرا بیان ٹھیک ہے

کونسل استغاثہ کہتا ہے کہ اس طرح سے سوال نہیں پوچھا جا سکتا ہے ....

مثل عدالت صفحہ نمبر

بسوال جرح مرزا محمد فضل بیگ ملزم بیان کہ مظہر پاکستان جانے
سے قبل نیشنل کانفرنس کے ممبر نہیں تھا۔ اس کے بعد بھی مظہر اس
کا ممبر نہیں ہوا۔ مظہر نیشنل کانفرنس میں بھی ممبر نہیں رہا۔ مظہر کبھی
روز سیاسی تنظیم کا ممبر نہیں رہا ہے۔ تقسیم ہندوستان کے بعد
مظہر کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے حق میں یقیناً تھا۔ اس
سلسلہ میں مظہر کیا کام کر سکتا تھا۔ مظہر نے تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء
میں اس سلسلہ میں کچھ کام کیا۔

سوال۔ تقسیم ہند کے فوراً بعد ماہ اگست، ستمبر سال ۴۷ء
میں ریاست کشمیر میں پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے کی تحریک تھی
یا نہیں۔؟

جواب۔ میرے علم میں کوئی نہیں تھی
مظہر تب کشمیر میں ہی تھا۔ اس وقت ایسی جماعت پولیٹیکل کانفرنس ہے
جو ریاست کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے حق میں رہا ہے۔ ۴۷ء
کے بعد اس کا کہیں نام و نشان ہی نہیں تھا۔ البتہ اس وقت یہ جماعت ہے
میں پولیٹیکل کانفرنس کا ممبر نہیں ہوں نہ میری ہمدردی اس کے ساتھ
ہے۔ میری پولیٹیکل جماعت کے ساتھ کبھی ہمدردی نہیں ہے۔ بخشی
صاحب نے مظہر کو اجازت دینے کے وقت یہ نہیں پوچھا۔ کہ مظہر
کی سیاسی رجحانات کیا ہیں نہ میرے سے D.C، S.P یا
تھانیدار نے پوچھا۔ کہ الحاق کے بارے میں میری کیا رائے ہے۔
مظہر نے بخشی صاحب D.C، S.P یا تھانیدار یا کسی اور

مثل عدالت صفحہ نمبر

افسر نے میری کسی سیاسی جماعت کی شمولیت یا عدم شمولیت کی نسبت دریافت نہیں کیا۔ پاکستان بننے کے بعد مظہر وہاں سنہ ۱۹۵۰ میں ہی پار گیا۔ ایسے مظہر لاہور میں قبائلی ریڈ سے قبل بھی رہ چکا تھا مظہر نہیں کہہ سکتا کہ قبائلی ریڈ سے کتنے عرصہ قبل مظہر وہاں گیا۔ مظہر قبائلی ریڈ سے پہلے چھ سات ماہ کا واپس لاہور آیا تھا۔ اس سے تقریباً دو سال قبل مظہر تب وہاں گیا تھا۔ مظہر نے اجازت کی درخواست میں وہاں کی مصروفیات کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ مظہر کو فوجی ٹریننگ کی اس میں تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اس کو پرائم منسٹر صاحب کو کہنے کا کیا مطلب تھا۔ اس سے مظہر کو فائدہ ہی نہیں تھا۔ جس وقت مظہر پولیس میں گرفتار ہوا۔ اس وقت مظہر نے اپنی فوجی ہینڈ گرینیڈ ٹریننگ کا ذکر کیا۔ اس وقت تک کسی سے اس کا ذکر نہ کیا تھا۔ پولیس نے کہا کہ مظہر صاف صاف اپنا حال بیان کروں۔ مظہر کو خیال نہیں کہ مظہر سے انہوں نے اس کا پوچھا تھا یا نہیں یا مظہر نے حال سنانے وقت کہہ بتایا تھا۔

(اس وقت لنچ اور نماز کی نماز جمعہ کے لئے Break کیا گیا۔ اس کے بعد گواہ کا بیان Resume ہوگا)

Break کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا گیا۔

بسوال جرح مرزا محمد (؟) بیگ ملزم بیان کیا۔ کہ مظہر نے شمار نہیں کیا۔ کہ خواجہ (؟) شاہ کے برانڈہ کی طرف کتنے دروازے اور کھڑکیاں ہیں۔ مظہر ان کی تعداد نہیں بتا سکتا۔ دروازے اور

مثل عدالت صفحہ نمبر

کھڑکیاں ایسے ہیں مگر مظہر نے شمار نہیں کیا۔ جس کمرے میں خواجہ
علی شاہ نے مظہر کو لیا۔ اس کی دیواروں کا رنگ سفید ہے۔ میرے
پاس حبیب مرچال اور اس کا لڑکا چار پانچ دفعہ آئے تھے۔ جس وقت
وہ آیا تھا مظہر دیکھتا تھا۔ کہ مظہر کو کب سرینگر جانا ہے۔ مظہر اس کو یعنی
خط کو سری نگر لیجاتا تھا۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ زیادہ سے زیادہ حبیب
مرچال کی لائی ہوئی چٹھی کتنے دن رہی ہو۔ میرا والد فوت ہوا ہے۔ ہم
آٹھ بھائی ہیں۔ ان ایام میں حبیب کا یہ واقعہ ہے ہم اکٹھے رہتے تھے۔
میرے بڑے بھائی حبیب مرچال کو جانتے تھے۔ جو چھوٹے تھے وہ اس کو
نہیں جانتے تھے۔ وہ ادڑی کا رہنے والا ہے۔ جب وہ ملتا رہا میرے
بھائی اس تعلق سے واقف نہ تھے جو حبیب مرچال کے ساتھ تھا۔ نہ
انہوں نے مظہر سے کبھی پوچھا۔ کہ وہ کیوں آرہا ہے۔ جس وقت تک
مظہر بخشی غلام محمد صاحب کے پاس درخواست لیکر گیا۔ اس وقت
تک حبیب مرچال میرے پاس نہیں آیا تھا نہ اس کا لڑکا آیا تھا۔ مظہر کو
نوکری ملنے میں کسی نے سفارش نہیں کی تھی۔ مظہر کی اس سے قبل بخشی
غلام محمد صاحب سے ملاقات نہ تھی۔ مظہر کو ان کے پاس کوئی نہیں لے گیا
تھا۔ میرا نوکری کے واسطے ڈائرکٹر میلیتھ پیر دستگیر کے پاس [illegible]
ہوا تھا۔ مظہر نے کسی کے ذریعہ درخواست بخشی غلام محمد کو نہیں دی
تھی۔ مظہر نے ان کو وہ خود دی تھی۔ جب یہاں مظہر کو نوکری ملازمت
ملی اس وقت وہ حبیب مرچال یا کوئی اور اس کا میرے پاس نہیں
آیا تھا۔ میرے خلاف پولیس میں بام کے سلسلہ [illegible] وہ کرنی اور مقدمہ

مثل عدالت صفحہ نمبر

نہیں تھا۔ مظہر کو بام کیس میں پکڑا گیا تھا۔ بام کیس میں عدالت نے چھوڑ دیا۔ اس کیس کے سلسلہ میں میرا بیان عدالت میں نہیں ہوا تھا۔ بام کیس میں میرے ساتھ اور عبدالغفار محمد افضل خان اصغر، جانداد، اللہ داد اور ایک آدمی فدا حسن ملزم تھے اور کوئی نہ تھا۔ جس روز مظہر کو گرفتار کیا گیا، مظہر کو اس روز عدالت میں لے گئے۔ شام کو مظہر کو گرفتار کیا گیا۔ اور صبح مظہر کو عدالت میں لایا گیا۔ جب مظہر کو صبح عدالت میں لایا گیا اس وقت بام کیس کے دیگر ملزمان عدالت میں نہیں تھے عدالت میں پیش کرنے کے بعد مظہر کو واپس تھانہ کوٹھی باغ لایا گیا۔ وہاں بھی متذکرہ صدر ملزمان اس وقت نہ تھے۔ مظہر کو اے ڈی۔ ایم صاحب کی عدالت میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس کے ۵، ۸، ۱۰ دن کے بعد پورا یاد نہیں ہے۔ مظہر کو دوسری مرتبہ اس عدالت میں لایا گیا جب تک بام کیس میں مظہر رہا ہو تب تک بے شمار مرتبہ مظہر اس عدالت میں گیا۔ بعد میں مظہر کی ضمانت ہوئی۔ ضمانت سے قبل مظہر اس کیس میں تین دفعہ عدالت میں حاضر ہوا ہوگا۔ میری گرفتاری سے ضمانت تک ۲۰-۲۱ دن کا عرصہ گذرا ہوا ہوگا۔ ان پیشیوں پر مظہر نے دیگر متذکرہ ملزمان کو اس عدالت میں تب نہیں دیکھا تھا۔ ضمانت پر رہا ہونے کے بعد جب کیس تاریخیں رکھی گئیں اس کے بعد عدالت اے ڈی۔ ایم صاحب میں ہم سب ملزمان اس کیس کے سلسلہ میں حاضر ہوتے تھے۔ ضمانت پر رہائی کے بعد ۵، ۸ ماہ وہ کیس رہا۔ اس کیس میں پولیس نے کوئی گواہ پیش نہیں کیا۔ مظہر کو پتہ نہیں کہ ہم ملزمان کے

م مظہر کو معلوم نہیں کہ کس کس سلسلہ میں عدالت میں لایا گیا
دستخط

نقل عدالت صفحہ نمبر

خلاف پولیس نے اس کیس میں کوئی دستاویز پیش کی تھی یا نہیں۔ مظہر کو
اس کا معلوم نہیں ہے میرے گھر کی تلاشی لی گئی تھی۔ مظہر کو اس کا معلوم
ہوا کہ جرم کچہری میں میری تلاشی نہیں لیگئی۔ ویسے میرے گھر کی لیگئی
تھی۔ مظہر کو علم نہیں کہ پولیس نے مقدمہ واپس لینے کی کوئی درخواست
اس عدالت میں دی تھی یا نہیں۔ ہمارے سامنے پولیس نے عدالت
میں شہادت نہ ہونے کا بیان نہیں دیا تھا۔ مظہر اس وقت ملازمت
سرکار میں اس پرانے عہدہ پر ہے۔ بدوران مقدمہ بالا کیس مظہر کو
معطل کیا گیا تھا۔ مظہر نے معطلی کے ایام کی تنخواہ کی درخواست دی ہے
اس کی تنخواہ ملگئی ہے۔ عدالت سے مظہر رہا ہوا۔ مظہر نے درخواست
دی اور مظہر کو بحال کیا گیا۔ مظہر رہا ہونے کے دو چار دن بعد ہی
ڈیوٹی پر چلا گیا تھا۔ مظہر نے بحالی سے دو یوم قبل درخواست بحالی کی
دی تھی۔ بحالی کے کافی عرصہ ۵، ۸ ماہ بعد مظہر کو معطلی کے ایام کی
تنخواہ ملی تھی۔ ڈیوٹی سے قبل میرا بیان زیر دفعہ ۱۶۴ قلمبند ہوا تھا۔ مظہر
ان کا نام نہیں جانتا۔ کہ کس جج صاحب نے وہ میرا بیان قلمبند کیا
تھا۔ مظہر کو معلوم نہیں وہ ہندو کہ مسلمان ہے۔ عدالت سے رہائی
کے ۵، ۸ ماہ قبل میرا وہ بیان روبرو مجسٹریٹ صاحب ہوا تھا۔ مظہر کو
میجر اصغر علی کے عہدہ کا علم نہیں ہے۔ البتہ اتنا کہ میجر صاحب
کہتے ہیں۔ مظہر کو پتہ نہیں کہ وہ آرمی کے ہیں یا نہیں۔ سنتے ہیں۔ کہ وہ
سکیورٹی کے افسر ہیں۔ مظہر کو معلوم نہیں کہ وہ آرمی یا پولیس کے
ہیں۔ ہینڈ گرینیڈ کی ٹریننگ کے بعد آج تک مظہر کے گھر کا نام

نقل عدالت صفحہ نمبر

یا ہینڈ گرنیڈ نہیں پھینکے ہیں۔ ٹریننگ کے دوران اس وقت وہاں
پھینکے تھے۔ مظہر نے اس وقت ۵، ۸ پھینکے تھے۔ ہاتھ سے پھینکنے کے
بغیر بھی بندوق سے ہینڈ گرنیڈ پھینکنے کا طریقہ ہے اس کو ہینڈ گرنیڈ یعنی
پھینکتے ہیں۔ مظہر نے بندوق سے نہیں پھینکے تھے بلکہ ہاتھ
سے پھینکے تھے۔ گرنیڈ ایسے پڑا کہ ان کے اوپر ایک پن
لگی ہوتی ہے۔ اس کے اندر فیوز اور بارود ہوتا ہے۔ اور اس کے اوپر
کھول ہوتا ہے جو لوہے کا ہوتا ہے۔ بارود اور فیوز کے علاوہ ان کے
اندر اور کچھ نہیں ہوتا ہے، دشمن کو نقصان پہنچانے کے لیے ان کو
سیکھنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے، ممکن ہے اور کسی کے استعمال
ہوئے ہوں، مظہر ذرا بھی ماہر تھوڑا ہے۔ مظہر کو علم نہیں ہے کہ دریا
میں مچھلیاں مارنے کے لئے بھی ہینڈ گرنیڈ استعمال کیا جاتا ہے یا
نہیں۔ جب اس کا پن نکال دیا جاوے اور اس کا pressure Pressure
اوپر سے ختم ہو جاتا ہے تو [illegible] کو حرکت کی وجہ سے بارود کو آگ
لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ پھٹ جاتا ہے اور اس کے ٹکڑے
ہو جاتے ہیں۔ اور وہی نقصان پہنچاتے ہیں۔ مظہر جو چٹھیاں یہاں
اور وہاں کی پہنچاتا تھا، مظہر نے ان کا ذکر پولیس نے قبل کسی سے نہیں
کیا تھا۔ مظہر نے پولیس سے اس کا بتایا تھا۔ اس سلسلہ میں پولیس نے اس کا
پتا دیا پر پولیس نے میرے خلاف کوئی مقدمہ نہیں کیا ہے۔ میرے پر
صرف پولیس نے دہی ایک بام کیس کیا تھا۔ ہاشمہ مسجد والا بام
... اور جہانگیر خان نے مسجد جا کر وہاں رکھا تھا، مظہر باہر رہا

نقل عدالت صفحہ نمبر

مظہر نے اپنا بیان پولیس میں دیا تھا۔ مظہر نے پولیس میں کہا ہے کہ بم مسجد میں رکھنے کے وقت مظہر اسلئے باہر رہا تا کہ کوئی نہ آوے اور ہم پکڑے نہ جاویں۔ مظہر نے پولیس میں یہ بھی کہا تھا۔ کہ در اصل بم خانقاہ میں رکھنے کی تجویز تھی اور ۳ مظہر نے پولیس میں بتایا۔ کہ میری ہی رائے پر یہ طے ہوا۔ اور وہاں مسجد میں بم رکھے گئے جس سے ایک آدمی مر گیا۔ پھر وہی بم کیس عدالت میں پیش ہوا۔ جس کا مظہر نے ابھی ذکر بیان میں کیا ہے میرے خلاف اس کیس میں واحد اس طرح کی شہادت بھی پولیس نے پیش نہ کی۔ جم بھیری تحصیل بلواسہ میں ہے۔ بلواسہ سے راجپورہ کی طرف راستہ جاتا ہے اور سڑک سے وہ راجپورہ سے ۵، ۶ میل دور ہے اور تانگہ کی سڑک ہے۔ وہاں سے سیز فائیر لائن کا قریبی راستہ راجوری پونچھ ہے اس طرح آخری حد جم بھیری ہے اور آخری آبادی کا گاؤں بھی ہے۔ اس کے بعد آباد گاؤں نہیں ہے۔ اس طرف کا مظہر کو علم نہیں ہے۔ مظہر اندازہ نہیں لگا سکتا۔ کہ وہاں سے سیز فائیر لائن کے راستہ کس قدر فاصلہ پر ہے۔ مظہر اس راستہ سے کبھی نہیں گیا ہے۔ وہاں دوسری طرف راجوری اور پونچھ کے حد ملتے ہیں۔ مظہر کو پتہ نہیں کہ اکبر میر لودری کدھر سے میرے پاس آتا تھا۔ مرچال میرے پاس آتا تھا۔ مظہر کو علم نہیں کہ جہانگیر اور حسن گوجری کس راستہ سے آتے تھے۔ مظہر نے کبھی ان سے دریافت نہیں کیا۔ کہ وہ کس راستہ سے جم بھیری آتے تھے۔ جم بھیری جہانگیر دو مرتبہ اور اکبر زیادہ مرتبہ آیا۔ اور اندازاً ۵، ۶ مرتبہ آیا ہوگا۔ حسن گوجری

۳ مظہر نے ہی وہاں اس مسجد میں رکھنے کی تجویز کی تھی

مثل عدالت صفحہ نمبر

صرف ایک مرتبہ وہاں جم پتھری آیا تھا۔ جہانگیر کے میرے پاس جم پتھری کے پہلی مرتبہ آئے اور خواجہ علی شاہ کو پہلا خط دینے کے درمیان تقریباً پونے دو سال دو سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔

سوال۔ خواجہ علی شاہ کو آخری بار خط دینے اور آپ کی گرفتاری کے درمیان کس قدر عرصہ ہوا تھا۔

جواب۔ اس کے درمیان ۲، ۲½ سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔

مظہر نے ایک ہی بیان مجسٹریٹ صاحب کے پاس دیا ہے۔ تحریری طور پر پولیس نے میرے سے ایک ہی دفعہ بیان لیا۔ ویسے پہلے ایک اور مرتبہ زبانی پوچھتے رہے۔ میرا پولیس نے نام کیس اور اس کیس سے سلسلہ میں ایک ہی مرتبہ تحریری بیان لیا ہے۔

سوال جہانگیر کے آپ سے پہلی مرتبہ یہاں ملنے اور مجسٹریٹ صاحب کے روبرو بیان دینے تک کس قدر عرصہ ہوا تھا۔

جواب۔ ایک سال چھ سات مہینے کا عرصہ اس کے درمیان ہوا تھا۔ جم پتھری میں پہلی بار تینوں جہانگیر، اکبر اور حسن کو جمری پہنچنے میرے پاس تک تھے اس ان کے آنے سے میرے کہنے ہاتھ تک دو سال ایک دو ماہ کم و بیش ہوئے ہونگے۔ مظہر اور ڈپٹی کے سکیورٹی آفیسر مسٹر کٹاریہ کو نہیں جانتا ہے نہ مظہر ان کے ماتحت کبھی اور کسی سکیورٹی افسر کے ماتحت یہاں کام کرتا ہے۔ مظہر نے اثناء الشمسہ مسجد کی کبھی امامت نہیں کی ہے۔ جہاں ہم نے باجماعت نکتھے مظہر نے نماز جمعہ حضرت بل میں نہیں پڑھی تھی۔ مظہر اس بار ز

مثل عدالت صفحہ نمبر

اندر زیارت شریفہ کے نہیں گیا۔ منظر نے اس روز موئی مبارک کی زیارت نہیں کی تھی۔ منظر حضرت بل گیا۔ وہاں سے واپس آیا منظر وہاں لاری اڈہ تک گیا۔ اور وہاں سے ہی واپس لوٹ آیا صبح منظر وہاں بیدل گیا تھا، واپس بھی منظر بیدل آیا تھا۔ وہاں منظر ٹھہرا اور کافی دیر ٹھہرا۔ چھ گھنٹہ یا کم وبیش چناروں کے پاس اڈہ کے پاس بیٹھا رہا۔ منظر کو وہاں کسی واقف سے تب ملاقات نہیں ہوئی۔ واپسی پر بھی منظر کو کوئی واقف کار راستہ میں نہ ملا، نہ کوئی خرید و فروخت کی۔ منظر سری نگر والے اڈہ کی طرف تب رہا۔ منظر نے وہاں پولیس والا نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے دیکھا ہو۔ منظر وہاں ویسے ہی وقت گذارنے کے لئے گیا تھا۔ منظر کو وہاں جانے کی کوئی غرض نہ تھی۔ کشمیر گیسٹ ہاؤس کے بغیر منظر میجسٹک ہوٹل سری نگر میں کبھی رہا ہے۔ اور کسی ہوٹل میں نہیں رہا ہے۔ منظر کو یاد نہیں کہ کس مہینہ میں میجسٹک ہوٹل میں رہا ہے۔ لاہور میں منظر ہوٹل میں نہیں رہا ہے۔ منظر وہاں میجسٹک ہوٹل کے کسی کمرہ میں نہیں ٹھہرا۔ کھانا کھایا اور گیا۔ شب کو وہاں نہیں رہا۔ منظر کشمیر گیسٹ ہوس ہوٹل کے سوا۔ اور کسی ہوٹل میں سری نگر میں رات کو نہیں ٹھہرا

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ملزمان بیان کیا۔ کہ اسد اللہ بیگ میرا دور رشتہ دار ہے۔ وہ میری بیوی کا پھوپھی زاد بھائی ہے وہ غالباً حقیقی پھوپھی نہ تھی۔ وہ سلطان پورہ بارہمولہ کا ہے۔ بام کے

مثل عدالت صفحہ نمبر

سلسلہ میں اس گرفتاری پر اسداللہ بیگ میرے پاس سرینگر میں آئے تھے۔ منظر نے اس کا کوئی تذکرہ اسداللہ بیگ سے نہیں کیا تھا نہ کسی اور سے اپنے اس بیان کا تذکرہ کیا تھا جس وقت منظر کا بیان اس وقت جہانگیر وغیرہ وہاں ہی تھے۔ جس وقت منظر وہاں سے چلا آیا۔ اس وقت بھی وہ وہاں ہی تھے۔ جب تک منظر ختم تپیری گیا اس وقت تک یعقوب یا جہانگیر میرے پاس نہیں آئے تھے منظر سے بڑے دو بھائی ہیں ایک پروفیسر محمد لطیف بیگ سوپور کالج میں ہے۔ دوسرا محمد حنیف ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر ہے۔ محمد لطیف قبائلی ریڈ سے قبل پروفیسر ہو گئے ہیں۔ محمد حنیف قبائلی ریڈ سے قبل کا ملازم ہے۔ وہ چار سال سے ہیڈ ماسٹر ہوا ہوگا۔ محمد لطیف بیگ کی شادی کھوڈ پورہ بارہمولہ ہمراہ دختر محمد اسحٰق بیگ ہوئی ہے۔ اور محمد حنیف کی بھی فتح محمد خان کے ہاں شادی ہوئی ہے۔ وہ فتح محمد خان کبیر احمد خان کا باپ ہے۔ میری شادی چندوسہ میں محی الدین بیگ کے ہاں ہوئی ہے۔ وہ محی الدین بیگ عطاء اللہ بیگ کا ماموں لگتا ہے اور فوت ہوا ہے۔ میرے سالے کا نام غلام ربانی ہے۔ میری والدہ بونیار کی ہے اور نور محمد میر کی دختر ہے۔ میرا ماموں میر باز میر ہے جو زمینداری کرتا ہے۔ امرتسر میں منظر ۱۹۴۴ء میں گیا تھا۔ منظر کو علم نہیں ہے کہ اس وقت میری کیا عمر تھی البتہ شرفیہ سکول میں منظر داخل ہوا تھا۔ میرے ساتھ وہاں خاص اور کوئی نہ تھا۔ بارہمولہ کا ایک لڑکا حفیظ اللہ بھی تھا۔ منظر امرتسر میں کس قدر عرصہ رہا

شہ عدالت صفحہ نمبر

مظہر کو یاد نہیں ہے ۱۹۵۰ء میں میرے بھائی محمد لطیف پروفیسر سوپور میں تھے اور ہیڈ ماسٹر بارہمولہ میں لگے تھے۔ مظہر پروفیسر صاحب اور ماسٹر جی کو بذریعہ ڈاک کے اُن کے ساتھ خط و کتابت کرتا تھا۔ جن دنوں مظہر لاہور تھا عطاء اللہ بیگ اور غلام ربانی آپس میں ماموں زاد اور پھوپھی زاد بھائی لگتے ہیں۔ مظہر کا عطاء اللہ بیگ سے خط و کتابت تھی نہ وہ میرے پاس آتا تھا جب مظہر گھر سے درخواست کے سلسلہ میں آیا۔ مظہر نے پاس نہیں لیا تھا۔ مظہر بونیار کے راستے آیا اور پہاڑ دیہات سے آیا تھا۔ مظہر بارہمولہ میں اپنے بھائی صاحب کو نہیں ملا۔ سوپور میں دوسرے بھائی صاحب کو ملا۔ غالباً جمعہ کے دن بخشی صاحب نے ملاقات کا دن رکھا تھا۔ مظہر یقیناً نہیں کہہ سکتا کہ جمعہ ہی تھا۔ اگست کے اخیر ایک دو دن یا ستمبر کے ایک دو دن ہونگے۔ جب مظہر ان سے ملا مظہر بخشی صاحب کو شکل سے جانتا تھا اس سے قبل مظہر نے ان کو نہیں دیکھا تھا۔ مظہر کو اس سے کیا غرض تھی۔ کہ ان کا P.A کون تھا۔ ایک آدمی آیا اور ہم سے درخواست لی اس دن بخشی صاحب یہاں ہی تھے اور مظہر ان کے پاس گیا۔ مظہر محمد سعید کو جانتا ہے۔ مظہر ان کے بھائی مولوی نذیر احمد کو نہیں جانتا ہے۔ اس درخواست کے علاوہ مظہر نے وہاں بخشی صاحب کے کوئی کاغذات پیش نہیں کئے تھے۔ وہاں اس وقت لوگ تھے۔ مظہر کو پتہ نہیں کہ مولوی نذیر بھی اس وقت وہاں تھے یا نہیں۔ مظہر اس کو نہیں جانتا ہے۔ کبیر احمد سے میری کیا بات چیت ہوئی تھی

نقل عدالت صفحہ نمبر

مظہر کافی عرصہ سے کم از کم دو تین سال سے اس سے نہیں ملا۔ غلام ربانی کا لیفٹیننٹ بیگ چچا زاد بھائی لگتا ہے۔ عبدالرشید اور مجید بیگ مظہر کے کچھ نہیں لگتے ہیں۔ ان کا باپ غالباً مر چکا ہے۔ وہ اسداللہ بیگ کا بھائی تھا۔ میری شادی سنہ ۱۹۴۷ء میں ہوئی ہے لطیف کی کافی عرصہ سے ہوئی ہے۔ جب میری شادی ہوئی اس وقت مظہر گھر پر تھا۔ ریڈ میں ہم گھر ہی رہے۔ وہاں سے ہم چند دن نامبلہ آ گئے۔ وہاں ہم رحیم جو کے ہاں ٹھہرے تھے۔ ہماری اس کے ساتھ کوئی رشتہ داری نہ تھی۔ مظہر راجہ سربلند خان کو جانتا ہے اس کے بھائی جبہ اور افضل خان کو بھی مظہر جانتا ہے۔ حبیب مرچال میرے گاؤں سے ۲ - ۲½ میل پر نامبلہ میں رہتے ہیں۔ رحیم جو کے گھر سے وہ نصف میل پر رہتے ہیں۔ مظہر حبیب مرچال کو اس سے پہلے بھی جانتا تھا۔ وہ کھوجیوں کا بیوپاریوں کا کام کرتے تھے۔ مظہر کو نامبلہ میں کسی کے سلسلہ میں ایک سپاہی مظہر کو بلا کے لایا جو جم ہتھکڑی سے بلا کر لایا۔ مظہر دلیپی جیسے نہیں بتا سکتا کہ تب کون تھا۔ پولیس والے نے کہا کہ مظہر کو شیخ غلام قادر ایس پی بلاتے ہیں اور مظہر اس کے ساتھ سرینگر آیا۔ مظہر وہ درخواست یہاں رہنے کے اجازت کی شیخ غلام قادر کے پاس نہیں لے گیا تھا۔ مظہر ٹریپ پارک کو پہلے سے بھی جانتا تھا۔ وہی ایک ہوٹل وہاں میرے علم میں تخت گیسٹ ہاؤس پلیڈیم سینما کے ساتھ ہے۔ اس کے درمیان سڑک ہے مظہر ٹریپ پارک میں پہلی دفعہ سی میں آیا تھا۔ سال سنہ ۱۹۵۲ء تھا

مثل عدالت صفحہ نمبر

اس کے بعد ہم جون ۱۹۵۶ء میں آئے۔ کمرہ نمبر ۱۹ کشمیر گیسٹ ہاؤس میں ہم دو دفعہ ٹھہرے تھے۔ ایک سال ۱۹۵۶ء میں اور دوسرا ستمبر ۱۹۵۷ء تھا۔ مظہر نے سال ۱۹۵۷ء کا تذکرہ مجسٹریٹ صاحب کے پاس اپنے بیان میں کیا تھا۔ مظہر کو اس وقت یاد نہیں کہ دو دفعہ مجسٹریٹ صاحب کے روبرو کمرہ ۱۹ میں رہنے کا کہا تھا یا نہیں وہاں جو سچ تھا مظہر ان کے روبرو کہتا گیا۔ وہاں آپ کی طرح تھوڑی پوچھ پاچھ تھی۔ مظہر نے پولیس میں کمرہ ۱۹ میں دو دفعہ ٹھہرنے کا کہا تھا۔

سوال آپ نے عدالت ہذا میں بیان میں لکھایا۔ کہ سال ۱۹۵۶ء جون میں ۱۹ نمبر کمرہ میں کشمیر گیسٹ ہاؤس میں معہ دیگر ساتھیوں کے ٹھہرا۔ اور پھر اس کے بعد ستمبر ۱۹۵۷ء میں کمرہ نمبر ۱۹ ٹھہرا کیا یہ درست ہے

جواب۔ مظہر نے یہ کہا ہے کہ جون سال ۱۹۵۶ء کہا ہے اور ستمبر سال ۱۹۵۷ء کا کہا ہے۔ مظہر نے یہی اپنے بیان میں کہا ہے۔ جون سال ۱۹۵۵ء میں مظہر سری نگر نہیں آیا۔ جون ۱۹۵۶ء کے بعد ستمبر سال ۱۹۵۷ء تب مظہر اپنے کام کے لئے سرینگر آتا جاتا رہا۔ جب بھی گھر جانا ہوتا تھا راستہ یہی تھا۔

(اس وقت برخاست کچہری کا وقت ہونے پر گواہ ۲ بجے سوموار تک ملتوی رکھ گیا۔)

Read
دستخط این کے ملک
(صاحب مجسٹریٹ)

دستخط گواہ بحروف اردو

مثل عدالت صفحہ نمبر

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۹۲ باقرار صالح ۱۲/۱۰/۵۹

مجیب انڈیگ

بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ طرفاں بیان کیا۔ کہ کشمیر گیٹ ہاؤس ہوٹل کے کمرہ نمبر ۱۹ کا رُخ بطرف پلیٹ فارم ہے اور پلیٹ فارم سے سائیڈ پر ہے اور اس کی بلڈنگ کی سائیڈ کی طرف ہے۔ اور پچھلے جست پر ہے۔ اس کے کمرے دوسری منزل سے شروع ہوتے ہیں۔ اس میں وہ کمرہ ہے۔ مظہر نہیں کہہ سکتا کہ پلیٹ فارم کے کس کلاس کے گیٹ کی طرف وہ کمرہ ہے۔ نمبر ۱۹ کا رُخ پچھلی طرف ہے۔ اگر اس کا رُخ لال چوک کی طرف تصوّر کیا جاوے۔ تو اس کا دروازہ پچھلی طرف کھلیگا۔ دونوں کمروں کی طرف برآمدہ ہے۔ نمبر ۱۹ کی لائین اور دیگر کمروں کی لائین کا راستہ درمیان میں گذرتا ہے۔ اور اس passage کے دونوں طرف کمرے ہیں۔ وہ کمرہ نمبر ۱۹ دوسری منزل پر ہے۔ ایک ہی سیڑھی اوپر کو جاتی ہے۔ مظہر کو یاد نہیں کہ اوپر کی منزل میں پہلا کونسا کمرہ آتا ہے۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ کمرہ نمبر ۱۹ اس منزل میں کتنے کمروں کے بعد آتا ہے۔ کمرہ ۱۹ جس لائین میں ہے۔ اس کے دوسری طرف لائین میں جو کمرے ہیں ان کا رُخ سڑک کی طرف ہے جو لال چوک کی طرف سڑک ہے۔ اس طرف سے مظہر کو اوپر کی منزل کے تمام کمروں کا پتہ نہیں ہے۔ کہ ان کا رخ کس طرف ہے مظہر اس کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس منزل کے کتنے کمروں کا رُخ اس طرف ہے۔ ستمبر کا پہلا ہفتہ تھا

نقل عدالت صفحہ نمبر

دو چار دن پہلے ہفتہ کے ہونگے . منظر کو تاریخ یاد نہیں ہے . شام کے بعد کمرہ نمبر ١٩ میں بام لم کی نسبت بات چیت ہوئی تھی جو نماز شام بعد ہوئی تھی . بلیڈیم اور اس ہوٹل کے درمیان ایک سڑک ہے - جو اوقاف بلڈنگ کی طرف راستہ سے ملتی ہے - اس ہوٹل کے دروازہ سے نکلکر آدمی اس سڑک سے بھی اوقاف بلڈنگ کی طرف جا سکتا ہے بلیڈیم اور اس ہوٹل کے درمیان دکانیں ہیں جو ہوٹل کی جانب ہیں یا بالمقابل بلڈنگ جہاں ختم ہوتی ہے اس طرف دکانات ہیں . منظر کو یاد نہیں کہ ان میں ہوٹل ہیں یا نہیں . منظر کو خیال نہیں کہ جہاں بلیڈیم کی بلڈنگ ختم ہوتی ہے اس کے بعد کس کی دکان آتی ہے اور کس چیز کی دکان ہے منظر نہیں بتا سکتا کہ بلیڈیم سے اس ہوٹل والی سڑک پر جو اوقاف بلڈنگ کی طرف جاتی ہے وہاں نائی کی دکان ہے یا نہیں - اس طرف دکانات ہیں اور کچھ ایک ختم ہو گئے ہیں . منظر کو خیال نہیں ہے کہ کس کس چیز کی دکانیں ہیں - فوٹو گرافر کی دکان میرے خیال میں نہیں ہے اور سائیکل کی دکان ہے - جہاں سائیکل بنتے ہیں اور رومال وغیرہ فروخت کرنے کے قسم کی دکانات ہیں . منظر کو کوئی یاد نہیں پڑتا کہ ان دکانات کے درمیان کوئی گلی ہے یا نہیں منظر اس طرف کبھی نہیں گیا ہے . منظر کو یاد نہیں کہ اس طرف گلی تھی یا نہیں یا ہو نہ ہو

سوال - جہاں گیر نے آپ سے پکچر ہوریہ اور بڈگام پر بام رکھنے کا تذکرہ کب کیا تھا - ؟

شل عدالت صفحہ نمبر

جواب۔ اس نے اس کا تذکرہ ستمبر سال ۱۹۵۷ء میں کہا تھا۔

سوال۔ آپ سے جہانگیر وغیرہ نے دوسری مرتبہ بام لانے کا تذکرہ کب کیا تھا۔ یعنی کہ وہ دوسری مرتبہ آنے پر بام لائیں گے۔

جواب۔ ایسا تذکرہ میرے سے انہوں نے جون سال ۱۹۵۶ء میں کیا تھا۔ یاد نہیں ہفتہ جون کا کون تھا یا تاریخ کون تھی یا دن کون تھا۔ مظہر نہیں بتا سکتا نہ مظہر کہہ سکتا کہ ۲۵، ۲۶ جون کی تاریخ تھی یا نہیں ہو سکتا ہے ۸-۹ یا ۲۵، ۲۶ جون ہو مظہر تاریخ نہیں بتا سکتا ہوں کہ جون کا کونسا حصہ تھا۔ اس عرصہ میں جب وہ اس سے قبل آئے تھے اس عرصہ کے درمیان وہ بام لیکر نہیں آئے تھے۔ اس سے قبل وہ مئی میں آیا تھا۔ مئی شروع تھی۔ مئی کا پہلا ہفتہ تھا۔ مئی اور جون کے درمیانی عرصہ میں میرے پاس اکبر میر پوری آتا رہا۔ وہ تین چار مرتبہ آیا ہوگا۔ مظہر نہیں بتا سکتا کہ کتنے کتنے دن کے بعد آیا تھا۔ مظہر دنوں کے وقفہ کا اندازہ نہیں دے سکتا کہ کتنے کتنے دن کے بعد آتا رہا۔ یہ کونسی بات ہے۔ مظہر کو مئی اور جون یاد ہے۔ مہینوں کا یاد رکھنا ایک بات ہے اور دنوں کا یاد ایک دوسری بات ہے۔ جب جہانگیر خان نے مظہر سے کہا کہ بکھر پورہ اور بڈگام کی طرف وہ بام رکھکر آئے ہیں مظہر نے اس سے نہیں پوچھا کہ کہاں رکھکر آئے ہیں۔ اس نے میرے ساتھ الوچہ باغ پل کے واقعہ کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا۔ اس نے وقت ہم نے مائسمہ مسجد میں بام رکھنے کا طے کیا اس وقت پلیڈیم کے پاس بم پھٹنے کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا۔ اس وقت محمد رمضان ہمارے

مثل عدالت صفحہ نمبر

پاس تھا ہی نہیں ۔ جس وقت طے ہوا کہ بالائی مسجد میں بام رکھے جائینگے محمد رمضان نے پہلی مرتبہ بام ہار رکھنے کی مخالفت کی تھی جس وقت بام لائے گئے اس وقت ان کو اس مشورہ میں نہیں رکھا گیا۔

سوال کیا جہانگیر وغیرہ نے آپ سے پلیڈیم ٹاکی والے بام کا تذکرہ اعلیٰ نہیں کیا تھا ۔ کیونکہ آپ نے اس کے ہمراہ جون میں وہاں پلیڈیم کے ساتھ وہ بام رکھا تھا۔

جواب ۔ اگر ہم نے خود رکھا ہوتا ہم کو اس کے تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ ہم نے نہیں رکھا تھا کسی اور نے رکھا ہو اس کا ہم کو علم نہیں ہے ۔

ہوٹل سے نکل کر ہم بام رکھنے بطرف مسجد اس پلیڈیم والی سڑک سے گئے تھے ۔ ہم صبح تین بجے ہونے سے پہلے بام لیکر تب وہاں نکلے تھے جس وقت ہم مسجد پہنچے ویسے مسجد کا دروازہ بند تھا کر نالا وغیرہ نہ تھا ۔ اس وقت وہاں کوئی آدمی نہ تھا نہ منظر وہاں موقعہ پر پولیس کے ساتھ گیا نہ منظر کو وہاں لیا گیا ۔ منظر نے صرف وہاں پولیس میں بتایا کہ ہم نے فلاں جگہ مسجد میں بام رکھے تھے ۔ جب بام وہاں ہم نے رکھدیئے ہم اس کے بعد پھر واپس ہوٹل میں آئے ۔ وہاں ہم ہوٹل میں تھوڑا وقفہ ٹھہرے ۔ گھنٹہ سے تھوڑا وقفہ ٹھہرے ۔ النصف گھنٹہ سے زیادہ یا گھنٹہ سے کم ، بہرحال نصف گھنٹہ سے زیادہ وہ ٹھہرے تب حضرت بل آثار شریف میں عرس کوئی نہیں تھا ۔ جس وقت منظر حضرت بل گیا اس وقت وہاں کوئی نہیں جا رہا تھا ۔ تب ایسے اکا دکا

مثل عدالت صفحہ نمبر

آدمی سڑک پر اس وقت چل رہا تھا۔ عام نہیں چلتی تھی۔ مظہر حسن شاہ کو
خانیار رسا بڈ سے وہاں گیا تھا۔ مظہر اس روز شیخ غلام قادر رسا کو
اطلاع دینے نہیں گیا تھا۔ مظہر کو یاد نہیں ہے کہ سال ۱۹۵۵ء میں
مظہر کتنی مرتبہ جم بھیری سے سری نگر بنیے کام کے لئے آیا تھا۔ جم بھیری
سے کبھی مظہر خود تنخواہ لانے سری نگر آتا تھا۔ کبھی میرا ادراسانہ غلام
محمد آتا تھا۔ وہ ننو بیان کا رہنے والا تھا۔ اس کے گاؤں کا نام مظہر کو
یاد نہیں ہے۔ اگر چھٹی یہ پہلی تا نہ ہو تو ہم کو تنخواہ
دوسری تاریخ کو ملتی ہے۔ اگر اس روز چھٹی ہو تو تیسری کو ملتی تھی۔
جم بھیری سے چرار شریف جانے کا بھی راستہ ہے۔ وہ پیدل راستہ
بکھر پورہ تک ہے۔ بکھر پورہ سے بڈگام مظہر نہیں گیا۔ مظہر ان کے درمیان
کا فاصلہ کی نسبت نہیں بتا سکتا ہے۔ بکھر پورہ سے لاری والے سرینگر
تک ۱/۴ کرایہ لیتے ہیں۔ مظہر کو علم نہیں کہ فاصلہ کس قدر ہے۔
مظہر کو یاد نہیں کہ بکھر پورہ سے سرینگر کی طرف کتنی مرتبہ لاری میں آیا ہے
مظہر ۸، ۵ اور سات کا بھی نہیں بتا سکتا جیسا کہ مظہر سے پوچھا جاتا ہے
یعقوب خان، میجر اصغر کے ساتھ ایک آدمی ہے۔ مظہر کو علم نہیں کہ
کہ اس کا گھر کدھر ہے۔ پاکستان یا آزاد کشمیر کے علاقہ میں ہے۔ البتہ
یہ علم ہے کہ وہ میجر اصغر علی کے ساتھ تھا۔ میرے علم میں وہ کبیر احمد
خان کا کچھ نہیں لگتا ہے۔ اکبر میرپوری میرپور کا ہے۔ چونکہ وہ میرے
پاس جہانگیر کے ساتھ آیا مظہر کی اس کے ساتھ زیادہ واقفیت نہ ہوئی
مظہر نے اس سے دریافت نہ کیا کہ اس کا گھر کدھر ہے۔ چونکہ میرپوری

مثل عدالت صفحہ نمبر

اسے کہتے ہیں اسلئے میرا خیال ہے کہ وہ میرپور کا رہنے والا ہے۔ منظر نے یعقوب خان سے اس کی سکونت و ہمشیرہ کا نہیں پوچھا۔ منظر کو اسکی خانگی حالات سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ منظر نے وہ اس سے پوچھے منظر نے اس کو بھیج اصغر علی کے ساتھ دیکھا تھا۔ جمہ بیقری سے سرینگر آنے کے علاوہ بکھرپورہ کے شیرپال اور راجپورہ والے راستہ یعنی لاری شیرپال سے دور دوسری طرف سے راجپورہ سے ملتی ہے۔ میری ہمشیرہ بیاہی ہے۔ میری تین ہمشیرگان بیاہی ہیں۔ دو اوڑی ہیں اور ایک کھنڈپورہ میں۔ وہ محمد امین بیگ سے بیاہی ہے۔ اوڑی میں ماسٹر محمد عبداللہ سے ایک بیاہی ہے جو ماسٹر ہے اور اس کا گھر بلہ کوٹ ہے۔ اور اس کا ڈیوٹی ہتھ لنگا موقن ہے۔ دوسری وہاں پیر محمد امین سے بیاہی ہے وہ اوڑی لڑھی کلی ہے اور زمینداری کرتا ہے۔ منظر نے شمار نہیں کیا۔ کہ بکھرپورہ سے سرینگر آتے کتنے پل آتے ہیں، منظر حضرت بل سے بام رکھنے کے روز واپس آکر سرینگر سے بسواری لاری راجپورہ کے راستہ سے واپس گیا۔ اور شام کو گھر پہنچا تھا۔ یاد نہیں کہ کس وقت لاری میں سوار ہوا تھا۔ منظر کو یاد نہیں کہ بام کے واقعہ کے بعد میرے پاس پولیس کے سپاہی آنے کے درمیانی عرصہ میں منظر کبھی سری نگر آیا یا نہیں۔ جب منظر کو پولیس والا بلانے آیا۔ اس وقت منظر نے اس مہینہ کی تنخواہ نہیں لی تھی۔ اس سے پہلے مہینہ کا ہی تھا۔ منظر کو یاد نہیں کہ منظر یا میرا دوراساز نے تنخواہ لے آیا تھا۔ اس سے قبل مہینہ کی بھی لی تھی۔ یہ یاد نہیں کہ کون لایا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

اور کب لائے۔ جون کی تنخواہ دوئم یا سوئم کی ہم لیں گے۔ مظہر کو یاد نہیں کہ مظہر نے جون سال ۱۹۵۷ء کی تنخواہ دوئم یا سوئم کی ہم لی تھی نہ یاد ہے کہ مظہر خود یا میرا دوا سازوہ لینے آیا تھا۔ مظہر جم پھٹری سے قصبہ سرا تبدیل ہوا تھا۔ ایک سال اور کچھ یوم ہوئے جب مظہر تبدیل ہوا ہے۔ اکتوبر سے قبل جھبلیہ میں مظہر تبدیل ہوا تھا۔ اکتوبر سے پہلے کون جھبلیہ آتا ہے مظہر کو اس وقت اس کا نام یاد نہیں ہے۔ ساتھ ہی گواہ نے بتایا کہ ستمبر ہے۔ مظہر جو بات ستمبر کو وہاں سے سرا آیا تھا۔ اس سے قبل میرا مقدمہ ختم ہو چکا تھا۔ مظہر اس سے قبل اپریل میں مقدمہ سے آزاد ہوا تھا۔ کوئی ۵ ماہ کا عرصہ ہوا ہے مظہر کو اپریل کی یاد نہیں ہے۔ یہ سال ۱۹۵۷ء کا واقعہ ہے۔ مقدمہ میں رہا ہونے سے قبل غالباً مقدمہ میں ۱۵ رمارچ تاریخ تھی، پورا یاد نہیں ہے۔ جس وقت مظہر نے مجسٹریٹ صاحب کے روبرو بیان دیا۔ اس وقت مظہر سب جیل میں تھا جو سب جیل کوٹھی باغ ہے۔ بیان کے وقت سے قبل مظہر سب جیل میں پانچ چھ دن سے تھا۔ یہ سال ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے اس کے بعد مظہر نے آج تک کسی اور مجسٹریٹ صاحب کے سامنے بیان نہیں دیا ہے۔ اور صرف اس عدالت میں دیا ہے۔ جو بھی بیان دیا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کے روبرو بیان دینے کے ۹، ۱۰ کے بعد مظہر کو ضمانت پر آزاد کیا گیا تھا۔ میرے وارثان نے درخواست ضمانت دی تھی جو کیس بنایا سنے دی تھی۔ اور ضمانت بھی اسی نے دی

نقل عدالت صفحہ نمبر

اس نے عدالت میں درخواست دی تھی۔ مظہر اس وقت بند اندر
تھا۔ مظہر کو علم نہیں کہ اس وقت اور کون اس کے ساتھ تھا۔ ضمانت
نمبری ۲۰ ہزار کی تھی۔ یاسین بیگ اکیلا ضامن تھا۔ دو آدمیوں کی
تصدیق تھی۔ رحیم اللہ اور غلام ربانی نے تصدیق ضمانت کی تھی۔
ضمانت پر آزاد ہونے پر مظہر اس وقت سوپور بھائی کے پاس گیا
تھا۔ اوڑی میں پھر مظہر زیادہ دیر رہا۔ مظہر نے کوئی اطلاع یعقوب
خان یا جہانگیر خان کو اپنے پکڑنے کی نسبت اور اس کی نسبت
نہیں بھیجی۔ مظہر سوپور سے اوڑی ماہ نومبر میں گیا۔ آخری ہفتہ ماہ
نومبر میں گیا تھا۔ محمد امین بیگ میرے بہنوئی کے والد صاحب کا
نام رحیم اللہ بیگ ہے۔ مظہر نے بڈگام والے بام کے پھٹنے کا سنا تھا۔
پکھر پورہ کے بام کے پھٹنے کا نہیں سنا تھا۔ مظہر تب جم پتھری تھا
جب بڈگام والے بام پھٹنے کا سنا تھا۔ جس وقت مظہر کو جہانگیر ملا
اس نے کہا کہ انہوں نے ہی وہاں بام رکھے تھے۔ جو وہاں بڈگام
میں بام پھٹے ہیں مظہر کو دن یاد نہیں۔ جتنے یوم قبل مظہر نے سنا
تھا نہ مظہر کو عرصہ یاد ہے۔ مظہر کو علم نہیں کہ بڈکوٹ کے پاس بھی کوئی
بام پولیس نے نکالا تھا یا نہیں۔ مظہر عموماً باہر ہی رہتا ہے۔ مظہر
نومبر کے بعد جم پتھری آگیا۔ پھر مظہر جم پتھری ہی رہا۔ اور سرکاری
ڈسپنسری میں یہ کام کرتا رہا۔ میری یاسین بیگ سے ضمانت
پر آزاد ہونے سے قبل سری نگر میں ملاقات نہ ہوئی تھی۔ مظہر کو اس کا
علم نہیں کہ درخواست ضمانت کس وقت دی گئی۔ مظہر کو تب علم

مثل عدالت صفحہ نمبر

ہوا جب میری ضمانت ہوگئی۔ مظہر کو اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے
پاس لیجاتے رہے۔ جب مظہر کی ضمانت پیش کرتے رہے، دوسرے
روز بعد گرفتاری کے مظہر کو اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پیش کیا گیا۔
تاریخ پیشی ہماری باہم کیس میں اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے عدالت میں
ہوتی رہی۔ مظہر نے ضمانت پر رہا ہونے کے بعد مظہر نے عدالت میں
تاریخ پیشی کے وقت دیگر ملزمان کو دیکھا۔ وہ بقیہ ملزمان بھی تب ضمانت
پر تھے۔ مظہر نے بیدار افضل خان اور احمد میر راجپوت موزری والے کو
مظہر اس سے قبل نہیں جانتا تھا۔ البتہ اس کا نام مظہر نے جہانگیر سے
سنا تھا یہ بھی ہمارے اپنے آدمی ہیں۔ فدا محمد خان کو عدالت میں
کیس کے دوران میں مظہر نے دیکھا تھا کیس کی نسبت عدالت میں
مظہر اس کے ساتھ کیا بات کرتا۔ عدالت کے باہر وہ اپنی طرف
اور ہم اپنی طرف چلتے تھے۔ باہر باتیں نہیں ہو رہی تھیں۔ پولیس
میں مظہر کا بیان لینے سے قبل چالان باہم کیس پیش ہوا۔ اس سے پہلے
پولیس نے زبانی مظہر سے دوران پوچھ پاچھ کی تھی۔ مظہر نے پولیس
کو نہیں کہا تھا کہ مظہر بیان دینا چاہتا ہے اور اقبال جرم کرنا چاہتا ہے،
البتہ مظہر نے جیل کے وارڈر سے کہا تھا کہ جو کچھ معاملہ ہے مظہر وہ
سچ سچ بتا دیگا۔ جس وقت مظہر نے جیل میں تھا اس وقت مظہر
نے ان کو ایسا کہا تھا۔ اس وقت میری گرفتاری کو ۸، ۱۰ دن ہوئے
ہونگے۔ وارڈر دو ایک کہنے کے بعد شیخ غلام قادر صاحب پولیس
نے مظہر کو نہیں بلایا۔ مظہر کو اس وارڈر نے کہا کہ مجسٹریٹ صاحب

مثل عدالت صفحہ نمبر

روبرو بیان دیتا ہے۔ مظہر نے پہلے روز وارڈر کو بتایا۔ اس کے دوسرے
روز اس نے مظہر سے ایسا بتایا ایک پولیس کا سپاہی آیا اور عدالت
میں مظہر کو لے گیا۔ اس کے ساتھ ایک اور تھا جو باوردی نہ تھا۔ مظہر
سپیشل سٹاف کو نہیں جانتا ہے۔ جب مظہر سب جیل میں تھا مظہر نے
محمد فضل اور احمد میر کو وہاں ان دنوں نہیں دیکھا تھا۔ شیخ غلام قادر
صاحب میرے سے دریافت کرتے تھے۔ ایک آدمی میرا بیان لکھتا
رہا۔ مظہر نے اس پر دستخط کیا تھا۔ جس وقت مظہر نے پولیس میں بیان
دیا اس وقت مظہر سے میجر اصغر علی شاہ کی تحریر کی شناخت کی نسبت
نہیں پوچھا تھا نہ مظہر نے بتایا تھا۔ مظہر نے یہ خواہش ظاہر نہ کی تھی کہ
مظہر اس بارہ گواہ بنے گا۔ جب مظہر نے کہا کہ مظہر سچ
سچ بتانے کو تیار ہے۔ جب مظہر نے مجسٹریٹ صاحب کے پاس
بیان دیا اس وقت مظہر کو براہ راست اس کے بعد سب جیل میں
لے گئے۔ شیخ غلام قادر کے پاس نہیں لے گئے۔ جب مظہر حکم بحق رہا
ضمانت کے بعد گیا۔ میری ضمانت پر رہائی کے بعد اس سلسلہ میں
پارٹی کو کوئی اطلاع نہیں گئی۔

سوال کیا یہ بات صحیح ہے کہ آپ کا تعارف جہانگیر سے سرینگر
پرتاب پارک میں ہوا۔ اور آپ اس کو اس سے قبل نہیں جانتے تھے

جواب۔ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا تعارف مظہر کو میجر اصغر علی
کے پاس کاٹیاں میں ہوا تھا۔

سوال کیا آپ جو اس وقت بیان دے رہے ہیں۔ کیا آپ نے

مثل عدالت صفحہ نمبر

آپنے اس سال کے دوران میں اس کے سمونٹ کو اس سال کہیں گئے؟

جواب - اس سال نے میرا اور موجودہ سال ۱۹۵۹ء ہوگا۔

سوال کیا یہ بات صحیح ہے کہ پولیس نے آپکے اقبال جرم کرنے پر آپ کو وعدہ معافی دلانے کا وعدہ دیا تھا؟

جواب۔ مظہر سے کوئی ایسا وعدہ نہ ہوا۔

سوال۔ کیا آپ کو مقدمہ ہذا میں شہادت دینے پر اس طرح کا وعدہ آپ سے کیا گیا ہے؟

جواب: نہیں یہ بات درست نہیں ہے۔

میری تنخواہ ۱۳۰-۶-۷۰ گریڈ ہے۔ مظہر اس وقت ۱۱۲ روپیہ پاتا ہے۔ مظہر نے ۷۰ روپیہ سے شروع کیا ہے۔ ہر سال چھ روپیہ increment ملتی ہے۔ ہماری زمین ہے۔ ہم بھائیوں کی مشترکہ انتقال ہے۔ والد صاحب کی فوتیدگی کو انتقال پٹواری نے انتقال سب کے نام درج کیا ہے۔ کل ہماری غالباً ۸۰ کنال زمین ہے جو خشکی ہے۔ آبی صرف ۳، ۴ کنال ہے۔ مظہر کو ۲، ۳ من مکی سے سالانہ آتی ہیں مظہر نے تھانیدار سے زبانی کہا۔ کہ مظہر سچ بیان دینا چاہتا ہے۔ مظہر نے کوئی درخواست نہ دی۔ ۔۔۔ نے مظہر سے کہا کہ نہ درخواست دیدو۔ مظہر کو پکچر پورہ کے بام پٹنے کا علم نہیں کہ کب پھٹ گیا ہے اور پھٹا رکھا تھا۔ جب جہانگیر نے مظہر سے کہا کہ انہوں نے ہی بڈگام میں وہ بام رکھا تھا۔ مظہر نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس سے کتنا عرصہ قبل مظہر نے بڈگام کے بام پھٹنے کا سنا تھا۔ کچھ عرصہ قبل سنا تھا۔ یہ نہیں کہہ سکتا کہ کتنے عرصہ کا

مثل عدالت صفحہ نمبر

رنا تھا۔ مظہر نہیں بتا سکتا کہ مہینہ سے اوپر یا مہینہ سے کم عرصہ تھا مظہر دو ماہ کی نسبت بھی اس طرح کا نہیں بتا سکتا۔ مظہر نے تو کہا ہے کہ مظہر عرصہ کا نہیں بتا سکتا۔ مظہر تین ماہ کا بھی نہیں بتا سکتا جیسا کہ مظہر سے پوچھا جاتا ہے۔ مظہر نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ مظہر عرصہ کا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ (کونسل استغاثہ اعتراض کرتا ہے کہ اس طرح کے جرح پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کیونکہ Killing Time کے موجب ہے ہم کو اس سے اتفاق ہے)

سوال۔ کیا یہ بات درست ہے یا غلط ہے کہ آپ کو پولیس نے بام رکھنے اور ان کے پڑھانے کا کام سپرد کیا ہے۔

جواب۔ یہ بات غلط ہے اور درست نہیں ہے۔

بسوال جرح غلام محی الدین زرگر ملزم بیان کیا۔ کہ مظہر سے مجسٹریٹ صاحب نے بروقت بیان نہیں پوچھا تھا۔ میرے خلاف مقدمہ ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کے پاس بیان دینے کے بعد مظہر نے بام کیمپ میں بہت ساری تاریخیں گزاریں۔ مظہر نے اس وقت مجسٹریٹ صاحب سے نہیں کہا تھا کہ مظہر نے پولیس میں کوئی بیان دیا ہے۔ جن دنوں مظہر کو اے۔ ڈی۔ ایم صاحب کے پاس بابت ریمانڈ لینے رہے مظہر نے اے۔ ڈی۔ ایم صاحب سے نہیں کہا تھا کہ مظہر بیان دینا چاہتا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کے پاس بیان دینے کے بعد مظہر نے اے۔ ڈی۔ ایم صاحب سے نہیں کہا تھا کہ مظہر نے بروبرو مجسٹریٹ صاحب اقبال جرم کیا ہے۔ جب ہم ستمبر ۱۹۵۷ء

مثل عدالت صفحہ نمبر

بین ہوٹل میں تھے۔ محمد رمضان ملازم ہوٹل وہاں تھا۔ الاہار سے کمرہ میں نہ تھا۔ مظہر نے ابھی اس کی نسبت عرض کیا ہے۔ مظہر کو پتہ تھا کہ بام پہنچنے سے کتنی تباہی ہو سکتی ہے۔ مظہر نے پولیس سے قبل اس کا تذکرہ کسی سے نہ کیا تھا جو پولیس کے پوچھ پاچھ سے قبل کسی سے نہ کہا تھا۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۰ء تک مظہر بیکار رہا۔ طبیہ کالج میں داخلہ کے لئے معمولی عربی جاننا ہی کافی ہے۔ مظہر نے اس معمولی عربی جاننے کے لئے وہاں کوئی سرٹیفکیٹ پیش نہیں کیا تھا۔ مظہر جب السنہ شرقیہ میں امرتسر میں داخل ہوا۔ وہاں عربی کی پہلی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ وہاں کلاس نہیں ہیں نہ ان کا کوئی گریڈ بندی ہے۔ وہاں یونیورسٹی کا کوئی امتحان نہیں لیا جاتا ہے۔ وہ خود اپنی سند دیتے ہیں۔ اس نے فلاں فلاں کتاب پڑھی ہے۔ جو کتاب پڑھاتے ہیں آخر اس کا امتحان بھی تو لیتے ہیں۔

(اس وقت لنچ اور ادائیگی نماز کا وقت ہونے پر گواہ
کا بیان ملتوی رکھا گیا۔ اور اس Break کے بعد
اس کا بیان Resume ہوگا)

(Break کے بعد گواہ کا بیان Resume کیا گیا)

بسوال جرح غلام محی الدین زرگر ملزم بیان کیا۔ کہ مظہر حفیظ اللہ ساکن بالاکوٹ جانتا ہے۔ مظہر اگست سال ۱۹۵۳ء کے بعد اکثر بیشتر باہر رہا۔ مظہر اس کے گھر اس کے ملنے کی خواہش سے نہیں گیا راستہ میں کبھی ملا تو ملا۔ وہ زمینداری کرتا ہے۔ ستمبر ۱۹۵۷ء سے

مثل عدالت صفحہ نمبر

بعد منظر اس سے نہیں ملا ہے۔ اس کے بعد منظر گھر تو گیا۔ یہ ضروری نہیں جب منظر اس کے بعد گھر گیا ان سے ملا۔ ایسے منظر ان کے گھر ملنے نہ گیا۔ پاکستان منظر کوئی سامان اپنے ساتھ نہیں لے گیا تھا نہ منظر کوئی سامان وہاں سے آتی دفعہ لایا۔ میرے ساتھ تب بستر وغیرہ نہ تھا۔ پوشاک کے علاوہ میرے ساتھ ٹرنک وغیرہ یا بستر وغیرہ نہ تھا۔ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کے درخواست کے ساتھ میری سرٹیفکیٹ تھی۔ منظر یونانی ڈسپنسری میں ملازم ہے ان میں تین ملازمہ ایک حکیم، دواساز اور خاکروب ہوتے ہیں۔ بجھامہ میں دواساز سراج الدین سکنہ بارہمولہ تھا۔ منظر اس کی ولدیت نہیں جانتا ہے۔ اس کے محلہ کا علم ہے۔ منظر کو علم نہیں کہ وہ کبھی پاکستان گیا تھا۔ جم پھٹری میں دواساز غلام محمد ہے۔ وہ شوپیان علاقہ کا ہے پہلے ہمارا افسر سی۔ ایم۔ او ہوتا تھا۔ اب سول سرجن ہوتا ہے۔ اس ڈسٹرکٹ کے تمام ڈسپنسریاں سول سرجن کے ماتحت ہیں۔ بجھامہ میں تقرری کے ایام یا اس کے بعد منظر نے کسی سے نہیں کہا تھا کہ منظر یعقوب کے ساتھ خط و کتابت کرتا ہے عام لوگوں کو نہیں کہا تھا جن لوگوں کو چٹھی دیتا تھا۔ ان سے کہتا تھا۔ باقی لوگوں سے نہیں کہتا تھا۔ منظر حبیب مرحوم کے گھر کبھی نہیں گیا۔ اس کا ایک بڑا لڑکا ہے اس کو منظر جانتا ہے منظر اس کے چھوٹے لڑکوں کو نہیں جانتا ہے۔ میری کاٹیاں میں بھیج اصغر علی شاہ کے ساتھ بات چیت ہوئی تھی۔ اس وقت یعقوب خان

مثل عدالت صفحہ نمبر

بھی موجود تھا۔ اس وقت میجر اصغر علی شاہ نے کہا تھا کہ ان کا کوئی آدمی آئیگا۔ اس وقت اس نے یعقوب کا تھوڑا ہی کہا تھا۔ یعقوب کے ساتھ ہم بات چیت تو کرتے تھے اس میں اس کے ساتھ اس سلسلہ میں بات چیت نہ ہوئی۔ جہانگیر امیر عبدالغنی بھی وہاں ہوتے تھے اور یہ بھی باتیں کرتے تھے۔ مجلس میں باتیں کرتے تھے۔ وہاں بہت سارے ملازم۔ کئی کلرک۔ چپراسی وغیرہ ہیں۔ منظر نے یہ دریافت نہ کیا کہ کس کا کیا عہدہ ہے۔ کام ان سب کا ایک ہی ہے۔ اس کا بھی کشمیر میں افراتفری پھیلانے کا کام تھا۔ اور ان سب کا بھی کام تھا اور منظر نے بھی یہ افراتفری پھیلانے کا کام ذمہ لیا تھا۔ حبیب مرحال اور اس کا لڑکا نبہ مرحال خواجہ علی شاہ کے نام ہم ، ۵ خط لائے تھے باقی ایک دو کھلی چھٹیاں تھیں۔ جو میرے نام تھی۔ مئی ۱۹۵۵ء یا جون ۱۹۵۵ء کے پہلے دن تھے۔ کہ یعقوب خان کی طرف سے میرے پاس آخری خط آیا تھا۔ اس کے بعد منظر نے بھی اس کو کوئی خط نہیں لکھا۔ جب منظر نے یعقوب کو کانیاں میں دیکھا ہے منظر نے اس کو اس سے قبل نہیں دیکھا تھا نہ اس کے بعد دیکھا۔ منظر کو کانیاں پہنچنے پر یعقوب نے کیا خط دیا تھا نہ منظر نے وہاں اس کو کوئی تعارفی خط دیا تھا۔ وہاں منظر دو ہفتہ رہا۔ تعارف ہوا جو زبانی ہوا۔ وہ (تعا)رف خط کے ذریعہ تھوڑا ہی کانیاں میں ہوا۔ پاکستان سے منظر بذریعہ ڈاک گھر خط بھیجتا تھا۔ کالج کی تعلیم ختم ہوئی۔ وہاں ان کو کہنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کہ منظر ان سے کہتا کہ منظر

مثل عدالت صفحہ نمبر

اپنے گھر کشمیر جا رہا ہے نہ منظر نے ایسا وہاں ان کو اس وقت کہا تھا۔

سوال اگست ۱۹۵۳ سے آج تک کیا آپ کو معلوم ہوا۔ کہ تحصیل اوڑی اور بارہمولہ میں پاکستان اور ہندوستان اور روس کونسے جاسوس کام کرتے تھے۔

جواب منظر صرف جہانگیر کو جانتا ہے جو پاکستان کی جاسوسی کا کام کرتا ہے اور اکبر میرپوری جو اس کے ساتھ تھا۔ باقی حیدر جلال اور اس کا لڑکا جو خط لاتے تھے وہ تو ظاہر تھے۔ باقی منظر کو کسی اور کام علم نہیں ہے۔

.... دیگر کسی ملزم نے باوجود موقعہ کے کوئی سوال جرح نہ کیا۔

بسوال مکرر مشتر بندہ بیان کیا کہ منظر کو معلوم نہیں۔ کہ کشمیر گیسٹ ہاؤس والوں نے ۱۹۵۷ کے بعد کمروں کے نمبر تبدیل کر دئے ہیں یا نہیں۔ وہاں کشمیر گیسٹ ہاؤس میں ہماری رہائش کا انتظام ہمارے لئے محمد رمضان وہاں کا ملازم کرتا تھا۔ منظر کو علم نہیں اس کا بل وغیرہ محمد رمضان خود دیتا تھا یا کچھ ایسا تھا۔ منظر کو اس بات کا علم نہیں ہے۔

تحریر الصدر

Rone

دستخط مجیب اللہ گواہ
بحروف اردو

دستخط صاحب مجسٹریٹ مہر
این۔ ر کے ہاک

نمبر رجسٹر نقول ۲۲۶

تاریخ گزرے سوال .... ۱۲ / ماہ اکتوبر ۱۹۵۹ء

تاریخ تیاری نقل .... ۱۱ / ماہ نومبر ۱۹۵۹ء

تاریخ تقسیم نقل .... ۱۱ / ماہ نومبر ۱۹۵۹ء

نام سائل ...... مسمی محمد نذیر ملزم

کیواسطے بمراد ملاحظہ نقل دیا گیا۔

دستخط اہلمد

مقابلہ کیا گیا۔ نقل مطابق اصل درست ہے۔

دستخط بحروف انگریزی

دستخط نقل نویس بحروف انگریزی

نوٹ۔ بیان کے ہر ورق دستخط و مہر عدالت ثبت ہے۔

نقل گواہ استغاثہ نمبر ۲۱ مشمولہ مثل نمبر ۱ دائرہ ۵۸ء/۲۱
فیصلہ زیر تجویز با جلاس مسٹر این کے ملک صاحب
سپیشل مجسٹریٹ درجہ اول جموں و کشمیر جموں

سرکار...... بنام مرزا محمد افضل بیگ

213/4

بیان گواہ استغاثہ نمبر ۲۱ باقرار صالح ۴/۶/۶۰

چودھری عبدالرحیم ولد چودھری دین ضلع پونچھ تحصیل مینڈھر پیشہ زمینداری حال قیدی سنٹرل جیل جموں عمر ۲۲/۲۳ سال بسوال مسٹر ننڈہ P.P. بیان کیا پاکستان کے بننے سے قبل میرے گھر تحصیل مینڈھر موضع ... کوٹ میں تھے۔ جال دین بھی من کوٹ رہتا تھا وہ میرے سگے چچا کا لڑکا لگتا ہے۔ پاکستان بننے پر ہم جنگل میں چھپے رہے اور پھر واپس اپنے گھر چلے آئے۔ گوگی بھی اپنے گھر گیا۔ میں اس کے بعد اپنے گھر بار رہا۔ میں کبھی سیالکوٹ کے علاقہ میں نہیں گیا۔ ۱۰-۹ سال کا بچہ تھا جب سیانہ ہوا۔ میں نے اپنی زمینداری اپنے باپ اور دادا کی زمین پر شروع کر دی۔ میں نے کوئی تجارت شروع نہیں کی

مثل عدالت صفحہ نمبر

صرف زمینداری کرتا رہا۔ جب پاکستان میں گیا ہی نہیں نہ مجھے کوئی پاکستان کی پولیس کا افسر ملا ہے۔ میں اپنے گھر بیٹھا رہا۔ ایک صدر الدین کو ہندوستانی پولیس یہاں جموں میں پکڑ کے لے آئی۔ اس کو پکڑ کے نہیں بلکہ لایا تھا۔ صدر الدین ۱۰، ۵ دن کے بعد مر کے آیا۔ میرا جموں کے کسی مجسٹریٹ صاحب کے پاس بیان نہیں ہوا ہے۔

سوال۔ کیا جموں میں آپ نے لالہ رام سروپ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول کے روبرو ۱۶/۴/۱۹۵۸ کو اپنا اقبال بیان دیا ہے؟

(اس سوال پر مسٹر لطیف اعتراض کرتا ہے)

جواب۔ میں نے کوئی بیان نہیں دیا ہے۔ نہ میں کبھی ان کے پاس پیش ہوا ہے۔

جب مجھے اس کے پیش ہی نہیں کیا گیا۔ تو وہ مجھے کیا بیان پڑھ کے سناتے۔ میں نے مجسٹریٹ کے سامنے اپنے بیان پر انگوٹھے نہیں لگائے۔ میرے انگوٹھے ستواری پولیس میں لئے گئے۔ جو سوال اور جواب اس وقت مجھے لالہ رام سروپ مجسٹریٹ صاحب کے قلمبند کردہ مورخہ ۱۶/۴/۵۸، EXP. E.A 40 سر اجلاس پڑھ کر سنائے گئے ہیں میں نے ان کے روبرو نہیں دئے ہیں۔

سوال۔ کیا یہ بیان جو میں نے آپ کو اس وقت سر اجلاس EXP. E.A 40, 2 پڑھ کر سنایا۔ یہ آپ نے ۱۶/۴/۵۸ کو اپنی مرضی سے روبروئے لالہ رام سروپ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول سب جج جموں دیا تھا؟

مثل عدالت صفحہ نمبر

جواب۔ نہیں میں نے یہ بیان نہیں دیا ہے۔
سوال۔ کیا بیان آپ کو مجسٹریٹ صاحب نے بعد میں پڑھکر سنایا تھا۔
جواب۔ نہیں نہ میں نے کوئی بیان دیا نہ میں اس کے پیش ہوا میں نے اس بیان کے ہر صفحہ پر اپنا کوئی انگوٹھا نہیں لگایا تھا۔
سوال۔ کیا آپ نے یہ بیان روبروئے مجسٹریٹ صاحب درست تسلیم کیا تھا؟
جواب۔ نہیں میں کسے پیش ہی نہیں ہوا تھا۔
مجھے یام کیس میں درگا سنگھ صاحب نے ۹ سال سزا دی ہے میں بے گناہ ہوں۔ مجھے ان کے سوا اور کوئی جج نہیں ملا۔ جو بیان آپ نے روبرو میں نے دیا ہے وہی میرا بیان ہے۔ میری نگرانی اس مقدمہ کی عدالت ہائیکورٹ سے نامنظور ہوئی ہے۔
(مسٹر نندہ کہتا ہے کہ گواہ ورغلایا گیا ہے۔ اسلئے وہ اس پر اور کوئی سوال نہیں کرنا چاہتا)
بسوال جرح مسٹر لطیف ایڈووکیٹ ملزماں بیان کیا۔ کہ آپ عدالت کو بتائے کہ گرفتاری کے بعد آپ پر کیا ہوا؟
جواب۔ مجھے معین صاحب نے حکم دیا جو مجھے اور حمید الدین کو دیا۔ وہ معین ہندوستان کا افسر ہے
اس نے کہا کہ ہم پاکستان میں جاکر وہاں کے اخبار لے آئیں۔ اور ملٹری کی خبریں بتا دیں۔ میں نے کہا کہ میں زمیندار رہوں گا نہیں

مثل عدالت صفحہ نمبر

جا سکتا۔ اس نے کہا کہ میں جیل میں تم کو ملونگا۔
مقامی پولیس نے مجھے گرفتار نہیں کیا۔ کیونکہ میں وہاں کا باشندہ تھا
پھر مجھے مینڈھر بلایا گیا۔ جاچ صاحب اور ۳۔۴ تھانیدار تھے۔
اور مجھکو وہاں گرفتار کیا گیا۔

سوال۔ پھر کیا ہوا؟

جواب۔ اس کے بعد مجھے سنواری لے آئے اور تشدد دینے لگے
پیچھے پاؤں کے میرے پیر کی تلیاں کوٹتے تھے۔ میرے بائیں گھٹنے پر
بوٹ کی لات کا نشان لگا ہے۔ میرے سر کو بٹھا کر کے ایک لات
ماری اور دوسری ناک پر میری ناک پر ضرب لگی ہے جو داغ
اب تک موجود ہے۔

سوال۔ پھر کیا ہوا؟

جواب۔ پھر مجھے دو مہینے مجھے مارتے کوٹتے رہے کہتے تھے کہ
میں پاکستانی جاسوس ہوں۔ میں نے ان کا کام نہیں کیا ہے۔
میں نے کہا میں نہیں ہوں۔ اور کہا کہ مجھے کام واسطے کہا تھا۔ میں
وہاں کیوں نہیں گیا۔

سوال۔ کیا اس کے بعد آپ کا مقدمہ چلایا گیا؟

جواب۔ ہاں دو ماہ کے بعد میرا مقدمہ عدالت درگا سنگھ صاحب
میں چلایا گیا۔

سوال۔ کیا ادھر وہاں کوئی شنوائی ہوتی تھی؟

جواب۔ نہیں۔ جو پولیس نے گواہ بنائے وہ دیئے۔ آج

مثل عدالت صفحہ نمبر

۱۵ دن سے ہم تین آدمیوں پر تشدد ہو رہی ہے۔ ۳۰ مارچ سے پہلے مجھے باہر نکالکر مارتے رہے کہ میرا بیان ہوتا ہے۔ جو مجسٹریٹ صاحب کے پاس دینا ہے جہاں شیخ صاحب کا مقدمہ ہے۔

سوال۔ وہ افسر کون تھے؟

جواب۔ میں ان کا نام نہیں جانتا۔ کہتے تھے کہ تم شیخ صاحب کے خلاف بیان دو۔ لیکن میں نہ مانتا رہا۔

سوال۔ پھر کیا ہوا؟

جواب۔ پھر ڈر کے مارے میں نے کہا کہ بولونگا جو پڑھاؤ گے وہ بیان میں وہاں دونگا۔ کہتے تھے کہ مجھے اس سزا سے چھوڑ دیا جائیگا میں جاکر بیان دوں۔

سوال۔ پھر

جواب۔ پھر مجھے یہاں لایا گیا۔ اور سویرے سے مجھے مارکوٹ کرتے رہے۔

سوال۔ یہاں لاکر کدھر پڑھاتے رہے؟

جواب۔ پہلے پرلے پاسے تو تب تک مجھے پڑھاتے رہے جو پرلے پاسے گیٹ کے ہے۔

سوال۔ آپ کو کون وہاں پڑھاتے تھے؟

جواب۔ جو ادھر میرے سے سوال کرتے رہے۔ وہی مجھے پڑھاتے رہے؟

مثل عدالت صفحہ نمبر

(ملزمان کہتے ہیں کہ اس وقت مشرف بندہ عدالت میں موجود نہیں ہیں -)

سوال - آپ کو جیل سے باہر کون وہاں ۵ دن نکال رہا تھا؟

جواب - سپرنٹنڈنٹ جیل صاحب باہر نکال رہا تھا - اور وہاں بڑے پولیس افسر ہوتے تھے میں ان کا نام نہیں جانتا - ادھر ایک افسر گندم رنگ اور چھوٹی ناک والا مجھے دھمکی دیتا رہا

سوال - اب بتاؤ آپ کو کتنی مدت سزا کو ہوئی ہے؟

جواب - کہتے تھے کہ زہر کا ٹیکہ لا کر انجکشن کر کے مجھے مار دیں گے جیل کے افسران کے سارے اپنے ہیں اور مار کے لکھیں گے کہ میں پاگل ہو گیا تھا - اور Heart fail ہوا ہے - اور ان کا لکھا کون نہیں مانیگا -

سوال - آپ کو ان باتوں سے کیا خطرہ ہوا ہے؟

جواب - مجھے ڈر ہوتا ہے میں اس جیل میں نہیں جا سکتا - میری جیل میں حفاظت کیجائے - مجھے موت کا خطرہ ہے -

سوال - کیا تیرا بال بچہ ہے؟

جواب - میں ابھی تک بلا شادی کنوارہ ہوں -

سوال - اس کے علاوہ جو آپ نے ستہ واری کے دوران کا بیان کیا ہے آپ پر اور کیا کیا جاتا رہا؟

جواب - میرے بند ڈنڈا مرچیاں پا کر لگاتے تھے - گرم لوہا قلعی اور گھٹنوں پر لگاتے تھے - اور قلم بکڑیاں

مثل عدالت صفحہ نمبر

انگلیوں کے درمیان رکھکر دبا تے تھے۔
سوال۔ جبین جمن Jaman کے علاوہ اور کوئی تھا؟
جواب۔ اور ایک سپرنٹنڈنٹ جھنتہ نام کا تھا۔ اور ایک Datta (دتا) تھانیدار موچھیاں والا تھا۔ اور ایک سکھ تھا اس کا نام میں نہیں جانتا۔ وہ نمبرا چھ فٹ کے قریب تھا۔ اسکی کالی داڑھی تھی۔
سوال۔ وہ سردار کتنے دن آتا رہا؟
جواب۔ وہ ۱۰۔ ۸ دن آتا رہا۔ خبر نہیں کدھر سے آیا۔ وہ بھی مجھے مارتا کوٹتا رہا۔
سوال۔ کیا آپ سردار کا اور کوئی حلیہ بتا سکتا ہے؟
جواب۔ نہیں۔
سوال کیا یہ کہہ سکتے ہو کہ وہ افسر تھا؟
جواب۔ افسر تھا پتہ نہیں۔ تھانیدار سے اوپر افسر تھا۔
سوال۔ جتنے دن آپ حراست داری تھے۔ کیا ان دنوں وہاں آپ کے پاس کوئی مجسٹریٹ آیا تھا۔
جواب۔ نہیں کوئی نہیں آیا تھا
میں ان پڑھ ہوں اور گوجر ہوں۔
سوال۔ جب آپ جج صاحب کے پاس پیش ہوئے۔ اور جب آپ کا بیان ہوا۔ کیا آپ نے اسوقت جج صاحب کو بتایا کہ آپ نے مجسٹریٹ صاحب کے پاس کوئی بیان نہیں دیا ہے؟

مثل عدالت صفحہ نمبر

جواب - جب مجھے وہاں بیان کا پہلا موقعہ ملا - اس وقت میں نے ایسا جج صاحب کے روبرو بتایا تھا -

سوال - کیا ورسنگھ صاحب جج کے روبرو آپ کو بولنے کی اجازت تھی - اور آپ بول سکتے تھے ؟

جواب - میرے پانچ نے رونق سنگھ وکیل کیا تھا -

سوال - کیا وہ آپ کو بولنے دیتا تھا ؟

جواب - نہیں وہ کہتا تھا - کہ میرے بولنے کی لوڑ نہیں ہے - وہ خود میری طرف سے بولیگا -

دیگر کسی ملزم نے باوجود موقعہ کے کوئی سوال جرح گواہ پر نہیں کیا -

دکونسل استغاثہ کہتا ہے کہ چونکہ گواہ ورغلایا گیا ہے اسلئے یہ اس پر جرح کریگا - بسوال کرنے کونسل استغاثہ بیان کیا - کہ جو سوالات آج میرے سے کیے گئے اور میرے سے پوچھے گئے ان کی نسبت ملزمان کو میں نے کبھی کوئی خبر نہیں دلوائی تھی -

(اس سوال پر اعتراض ملزمان کی جانب سے کیا جاتا ہے)

سوال - کیا آپ کو یہ تعجب معلوم ہوا - کہ مسٹر لطیف آپ سے یہ سوالات کیسے کر رہے ہیں ؟

(اس سوال پر ملزمان کی جانب سے اعتراض کیا جاتا ہے اور مسٹر لطیف اعتراض کرتا ہے)

مثل عدالت صفحہ نمبر

جواب - میں مسلمان ہوں میں نے اپنا ایمان رکھا مجھے تعجب معلوم نہیں ہوا - میں سچا مسلمان ہوں -

سوال - کیا آپ نے سکونت پاکستان اختیار کی ہے ؟

جواب - نہیں - نہ میں پاکستان گیا ہے -

سوال - جس گاؤں میں آپ رہتے ہو - وہ گاؤں کس کے مقبوضہ ہے ؟

جواب - وہ ادھر ہندوستان کی طرف ہے -

سوال - پاکستان سے آپ کو محبت ہے یا دشمنی ہے ؟

جواب - میں پاکستان نہیں جانتا - میرا اپنی زمین اور ریخ سے واسطہ ہے -

سوال - کشمیر اور ہندوستان سے آپ کی محبت ہے - یا دشمنی ؟

جواب - محبت ہے - دشمنی نہیں ہے -

سوال - یہ محبت ہوتے ہوئے بھی آپ کو تشدد کیا گیا - اس کی کیا وجہ ہے ؟

(اس سوال پر مسٹر لطیف اعتراض کرتا ہے)

جواب - پاکستان بھیجنے میں مکر گیا - اور ڈرتا تھا -

سوال - اور چونکہ آپ پاکستان نہیں گئے - اسلیے آپ پر تشدد کیا گیا - ؟

جواب - ہاں میں مکر گیا -

مثل عدالت صفحہ نمبر

سوال۔ آپ جیسے اچھے آدمی کو وہ کیوں پاکستان بھیجنا چاہتے تھے؟

جواب۔ مجھے کیا پتہ ہے۔

سوال۔ بحیثیت سچے مسلمان کے آپ جو آپ دعوی کرتے ہیں آپ کشمیر کو پاکستان میں یا ہندوستان میں رکھنا چاہتے ہیں۔؟

جواب۔ ہم اپنا ایمان رکھنا چاہتے ہیں جھوٹ نہیں مارنا ہندو مسلمان ہم بھائی بھائی ہیں۔ ہم کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سوال۔ آپ کہاں گرفتار ہوئے تھے؟

جواب۔ میں مینڈھر تحصیل میں گرفتار ہوا تھا۔

سوال۔ کیا کوئی بم آپ سے نکلا تھا۔؟

جواب۔ نہیں۔ ہم زمیندار لوگ ہیں پتہ نہیں بم کیا چیز ہوتی ہے

سوال۔ آپ پر جو مقدمہ ہوا۔ کیا اس مقدمہ میں آپ کے گھر والے آئے تھے؟

جواب۔ ہاں ان کو بھی میرے وارثان کو بھی تشدد کرتے تھے کہ میرا وکیل ہے۔ وہ کیوں یہاں آئے ہیں۔ اور کہتے تھے۔ کہ وکیل کیوں کرتے ہو۔ نہ کرو۔

سوال۔ کیا آپ نے وکیل کیا تھا۔؟

جواب۔ میں نے دو وکیل کئے تھے ایک ٹھاکر رونق سنگھ پہلے وہ دو چار مہینے لڑتا رہا۔ اور مجھے پتہ لگا کہ وہ اچھا نہیں لڑتا ہے

مثل عدالت صفحہ نمبر

پھر میں اپنے والد کے پاس رو یا کہ وکیل اور کرو۔ اس نے کہا کہ اس کے پاس پیسے نہیں ہیں۔ میں نے باپ کو سوال کیا کہ میری منج مروخت کرو۔ اور میری زمین کا ڈھلا فروخت کرو۔ میرا وکیل کر لو۔

سوال۔ کیا آپ نے رونق سنگھ وکیل کے وقت اپنے اقبال سے انکار تو نہیں کیا تھا۔ ؟

جواب۔ مجھے کسی بات کا پتہ ہی نہیں تھا۔ میں انکار کیسے کرتا میرا وکیل ہی مجھے بات ہی کرنے نہیں دیتا تھا۔

سوال۔ کیا یہ بات درست ہے کہ آپ نے دوسرے وکیل کے سمجھانے پر بتایا۔ کہ آپ نے یہ اقبال دیا ہے۔ کیونکہ آپ کو بغیر اقبال جرم انکار کرنے سے کوئی راستہ بچنے کا نہیں ہے ؟

جواب۔ اس نے پوچھا کہ کیا مجھے کبھی کسی مجسٹریٹ صاحب کے روبرو پیش کیا گیا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں مجھے کسی جگہ پیش نہیں کیا گیا کیا پتہ کسی اور کو میرے بدلے مجسٹریٹ صاحب کے روبرو پیش کیا گیا ہو۔

سوال۔ کیا آپ کو دوسرے وکیل پر یقین تھا یا نہیں ؟

جواب۔ سنا تھا کہ وہ اچھا وکیل ہے۔ وکیل پیسوں پر ہوتا ہے۔

سوال۔ کیا آپ نے پہلے یا دوسرے وکیل سے کہا کہ درخواست دیکر آپ کے ضمانت کا ملاحظہ کرایا جائے ؟

جواب۔ دوسرا وکیل چودھری اندرداس وکالت نامہ لے گیا اور صرف ایک دفعہ ٹھاکر درگا سنگھ صاحب کے پاس پیش ہوا

مثل عدالت صفحہ نمبر

اور ۲۲۰ روپیہ لیا۔ دوسری دفعہ گورنمنٹ اس کو ٹال دیا۔ کہ وہ ہوشیار وکیل ہے۔ وہ اس کے بعد میری پیشی پر نہیں آیا۔

سوال۔ کیا آپ کے ضربات کا ملاحظہ کسی ڈاکٹر یا مجسٹریٹ سے ہوا؟

جواب۔ میں ڈاکٹر اور مجسٹریٹ کو جانتا ہی نہیں۔ البتہ دوائی لگاتے تھے۔

سوال۔ کیا آپ کی جانب سے ضربات کے ملاحظہ کے لئے کوئی درخواست دیگئی؟

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ کیا جانتے ہو کہ جیل کے اندر اور جیل کے باہر پاکستانی ایجنٹ گھسے ہوئے ہیں؟

جواب۔ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے۔

سوال۔ کیا یہ بات ہے کہ جو باتیں آپ نے آج عدالت میں بتا دی ہیں۔ وہ ایسے ہی ایجنٹوں کے سکھلانے پر آپ نے بتائی؟

جواب۔ نہیں۔ کوئی ایجنٹ وغیرہ مجھے نہیں ملا۔ میں نے اپنے ایمان پر بیان دیا ہے۔

سوال۔ کیا آج بھی آپ بتلاتے ہیں۔ کہ آپ کو مار پیٹ لگی ہے؟

جواب۔ آج نہیں کل مارا گیا ہے

سوال۔ کیا کوئی چوٹ ہے؟

مثل عدالت صفحہ نمبر

جواب - گواہ نے قمیض کو اُٹھا کر کو دکھایا۔
بائیں شانے کے نیچے ایک تھوڑی سی رگڑ کا نشان دکھائی دیتا ہے
اور کوئی زخم وغیرہ نہیں دکھائی دیتا ہے۔ یہ چھوٹا سا خراش ہے۔
جو گواہ نے دکھایا۔ اور گواہ اس کے لئے پر
کرسی کے پاس لایا گیا۔
تھپڑ مارا گیا، دیوار کے ساتھ لگا۔ اور یہ خراش لگا۔
کونسل استغاثہ کہتا ہے کہ گواہ کا ملاحظہ ڈاکٹری کرایا
جائے۔ لہذا حسب استدعا اس کے گواہ کا ملاحظہ
ڈاکٹری کرانے کے احکام حسب ضابطہ جاری ہوں
سوال - کیا یہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ خبر آپ کے جرح کرنے
والے کو کیسے ہوئی ہے ؟
جواب - مجھے پتہ نہیں ہے۔
سوال - کیا جب جج صاحب کے پاس آپ کے مقدمہ کی
بحث ہو رہی تھی، آپ نے اس وقت وہاں کوئی ضرب
دکھایا تھا ؟
جواب - نہیں اس وقت کوئی ضرب نہیں تھا۔ وہ ٹھیک
ہوئی تھی۔
سوال - آج جب آپ عدالت ہذا میں آئے۔ کیا آپ کو
کسی طرح کا ڈر تھا ؟
جواب - پولیس کا ڈر تھا۔

مثل عدالت صفحہ نمبر

سوال۔ کیا اس ڈر کو زیر نظر رکھکر آپ نے آج عدالت میں یہ بیان دیا ہے؟

جواب۔ میں عدالت میں آیا عدالت میری انصاف کریگی میں غریب ہے۔

سوال۔ کیا آپ کا جیسا عدالت ہذا پر بھروسہ ہے اس طرح آپ کا بھروسہ جج صاحب اور ہائیکورٹ میں تھا؟

جواب۔ بھروسہ تھا۔ مگر میرے وکیلوں نے ٹالدیا۔ ہائیکورٹ میں ۱۵۰ روپیہ دیکر گوفی صاحب کو وکیل کیا۔ اس نے دس یا بیس روپیہ دیکر کسی اور کو کھڑا کیا۔ کہ یہ میری طرف سے وکیل ہے گوفی صاحب ہائیکورٹ میں پیش نہیں ہوا تھا۔

سوال۔ آج جو ملزم کی طرف سے وکیل صاحب نے آپ پر جرح کئے ہیں۔ ان پر تو آپ کا بھروسہ ہے۔

جواب۔ کیا بھروسہ ہے میرا عدالت پر بھروسہ ہے۔ کہ عدالت مجھے انصاف کریگی۔ مجھے جج صاحب پر بھروسہ ہے۔ مجھے کسی اور جیل میں بھیجدیا جائے۔ مجھے آج ہی من وانہ ملیگا۔ میں سوا دو سال جیل میں اور ڈیڑھ سال سے قید بھگت رہا ہوں اس تاریخ سے قبل ۱۵ دن مجھے مارتے رہے مجھے عدالت ہذا میں بھیجتے رہے۔

سوال۔ کیا اس کا نتیجہ یہی ہے۔ جو آپ نے عدالت میں آج دکھایا ہے؟

مثل عدالت صفحہ نمبر

جواب ۔ میرا پیٹ پھول گیا تھا ، اب ٹھیک ہو گیا ہے ۔ دوائی لیتا رہا ۔ آج بھی پیٹ میں تھوڑا درد ہے ۔

سوال ۔ کیا آپ کو کبھی ملزمان مقدمہ ہذا کو یا کسی ملزم کو پھنسانے کے لئے کہا گیا ہے ؟

جواب ۔ نہیں میں کسی ملزم کو جانتا ہی نہیں نہ کسی کا نام لیا گیا تھا ۔

سوال ۔ کیا آپ شیخ عبداللہ صاحب کو جانتا ہے ؟

جواب ۔ میں ان کو نہیں جانتا ہے نہ کبھی دیکھا ہے ۔ ان کا نام بھی سنا ہے ۔

میں نے دیگر ملزمان عدالت کو نہ کبھی دیکھا ہے ۔ نہ ان کا کبھی نام سنا ہے ۔ اجلاس میں آنے سے قبل یہ مجھے معلوم ہی نہیں تھا ۔ کہ ان ملزمان پر مقدمہ چل رہا ہے ۔ مجھے صرف یہ علم تھا کہ عدالت میں پیش ہونا ہے ۔

سوال ۔ جب آپ عدالت میں آج آئے کیا آپ جانتے تھے کہ آپ پر کسی قسم کے سوال ہونگے ؟

جواب ۔ مجھے پڑھاتے تھے ۔

سوال ۔ کیا پھر بھی آپ کو معلوم نہیں ہوا ۔ کہ شیخ محمد عبداللہ اور مرزا افضل بیگ پر مقدمہ چل رہا ہے ؟

جواب ۔ مجھے کہا گیا کہ بیان دو مجھے چھوڑ دیا جائیگا ۔ میں مجسٹریٹ صاحب کے پاس بابت اقبال بیان کبھی پیش کیا ہی نہیں گیا ہے ۔ کوئی پولیس افسر مجھ کو مجسٹریٹ صاحب کے پاس

مثل عدالت صفحہ نمبر

بابت قلمبندی اقبال نہیں لے گیا۔ کسی اور کو لیا گیا ہوگا۔
اور سوال وجواب

سوال۔ کیا بیان EXP 140/1 کے ہر صفحہ پر اور رجسٹر میں آپ کا انگوٹھا لگا ہوا ہے۔
(اس سوال پر ملزمان کی جانب سے اعتراض کیا جاتا ہے)

جواب۔ مجھے کیا پتہ ستواری میں میرے سے انگوٹھے کرالئے گئے ہیں۔ کیا پتہ یہ میرے ہیں یا نہیں۔

گواہ کو صرف ایک انگوٹھا دکھایا گیا۔ جو سر اجلاس مثل سے دکھایا گیا۔ تحریر الصدر

نشان انگوٹھہ گواہ

دستخط مجسٹریٹ صاحب بحروف انگریزی

نمبر رجسٹر نقول

تاریخ گزرے سوال

تاریخ تیاری نقل

تاریخ تقسیم نقل

نام سائل .... محی الدین شاہ ملزم
کے واسطے ہمرا و ملاحظہ نقل دیا گیا۔

دستخط بحروف انگریزی

مقابلہ کیا گیا۔ نقل مطابق اصل درست ہے

دستخط بحروف انگریزی

نقل بیان پر دستخط صاحب مجسٹریٹ و مہر عدالت
ثبت ہے۔

کشمیر سازش کیس

کے متعلق

قانونی بچاؤ کمیٹی سرینگر

نے

جو مواد چھاپا ہے ۔ اس کی
چند کاپیاں موجود ہیں ۔ اگر
کسی صاحب کو ضرورت ہو ۔
تو کارڈ بھیج کر مکمل سیٹ
حاصل کر سکتا ہے ۔